قرآن واحادیث سے ماخوذ، معلومات سے لبریز تقاریر کا خوبصورت مجموعہ

خطبات برکات

مصنف

ابو العطر محمد عبد السلام امجدی برکاتی

ابن

حضرت مولانا محمد ضمیر الدین قادری

(تاراپٹی دھنوشہ نیپال)

قیام اللیل اور نوافل کی فضیلت:

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین والصلاة والسلام علیٰ سیدالعابدین الراکعین الساجدین وعلیٰ اٰله واصحابه المتواضعین الخاشعین

اما بعد

فاعوذبالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

والذین یبیتون لربهم سجدوا قیاما(.........)

کسے معلوم کہ شان رخ شمس الضحیٰ کیا ہے☆جمال روئے محبوبی کی آخرانتہا کیا ہے
برستی ہے سحاب نور بن کرکشت ظلمت پر☆تعالی اللہ گیسوئے محمد کی گھٹا کیا ہے
بلال وبوذ روسلمان وحیدر سے کوئی پوچھے☆تیرے عشاق کا دنیا میں انداز وفا کیا ہے
جسے نیند آگئی اشرف شہ عربی کے دامن میں☆اسے کیا فکر کہ ہنگامہء روز جزا کیا ہے
(اشرف العلماء مفتی اشرف القادری)

معزز سامعین کرام! آج میری تقریر کا عنوان ''قیام اللیل یعنی شب بیداری'' کی فضیلت و برکت ہے۔آئے کچھ سننے اور سنانے سے قبل ہم تمامی حضرات عقیدت ومحبت کے ساتھ شاہد ومشھود، قاصد ومقصود، حامد ومحمود، قبلہء کونین، سرکار امام القبلتین، فاتح بدروحنین، وجہ امن وچین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ ناز میں درود شریف کا نذرانہ پیش کریں:

اللهم صل علیٰ سیدنامولانا محمد معدن الجود والکرم بارك وسلم

حضرات گرامی!

اللہ تعالیٰ نے روزانہ پانچ نمازیں اپنے مومن بندوں پر فرض فرمایا ہے، جس بندۂ مومن ان نمازوں کی پابندی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوتا ہے اور اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔پنجوقتہ فرض نمازوں کے علاوہ نفل نمازیں ایسی عبادت و بندگی ہیں جن کے سبب اللہ تعالیٰ راتوں کو اٹھ کر نفل نمازیں پڑھنے والے کو اپنی بارگاہ کا قرب عطا فرماتا ہے اور اعلیٰ مقام اور بلند درجات پر فائز فرمادیتا ہے۔نفل نمازوں کے ذریعہ راتوں کو جاگنے والا پر اللہ کا خصوصی کرم ہوتا ہے اور بے شمار فضل وکمال اور اجروثواب عطا فرماتا ہے۔راتوں کو جاگ کر عبادت و بندگی کرنے والا کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے ۔چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

والذین یبیتون لربهم سجدوا قیاما(.........)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

علیکم بقیام اللیل فانه دأب الصالحین قبلکم وقربة الی الله و منهاة عن الاثم وتکفیر للسیئات و مطردة للداء عن الجسد۔(کنز العمال ج۷ص۷۸۶)

ترجمہ: رات کو جاگ کر عبادت کیا کرو کہ تم سے پہلے کے صالحین (نیک لوگوں) کا طریقہ اور معمول ہے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے قرب ونزدیکی کا ذریعہ اور گناہوں سے بازرہنے کا سبب ہے، گناہوں کا کفارہ اور جسمانی مرض کا علاج ہے۔

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ علیکم بصلوٰة اللیل ولو رکعة واحدة فان صلاة اللیل منهاة عن الاثم وتطفئی غضب الرب تبارك وتعالیٰ و تدفع عن اهلها حر النار یو م القیامة وان ابغض الخلق الی الله ثلاثةالرجل یکثر النوم بالنهار ولم یصل من اللیل شیئا والرجل یکثر الاکل ولا یسمی الله علی طعامه ولا یحمده والرجل یکثر الضحك من غیر عجب فان کثرة الضحك تمیت القلب وتورث الفقر (مسند الفردوس ج۳ص۱۸ کنز العمال حدیث نمبر۲۱۴۳۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا: رات کی نفل نمازوں کی پابندی کرو اگرچہ ایک رکعت ہی پڑھو۔ (یعنی رات کی تنہائی میں کچھ عبادت ضرور کرو) کیونکہ رات میں نماز پڑھنا گناہوں سے روکتا ہے، اور اللہ عزوجل کی ناراضگی کی آگ ٹھنڈی ہو جاتی ہے، شب بیداری کرنے والا قیامت کے دن آتش دوزخ کی گرمی سے محفوظ رہے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں تین لوگ بہت ناپسند ہیں۔ (۱) وہ شخص جو دن میں زیادہ سوتا ہے اور رات میں کچھ بھی نماز نہ پڑھے۔ (۲) جو زیادہ کھائے اور بسم اللہ کہہ کر نہ کھائے اور کھانا سے فارغ ہونے کے بعد الحمد للہ نہ کہے (۳) زیادہ ہنسنے والا کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ کر دیتا ہے اور محتاجی کا سبب ہوتا ہے۔

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله ﷺ عليكم بصلاة الليل فانه قربة لكم الىٰ ربكم عز وجل وان الله يباهى بكم ملائكته ويحببكم الىٰ خلقه و يدفع عنكم البلاء و ميتة السوء و يطفئى عنكم حر النار (مسند الفردوس ج۳ ص ۱۸، کنز العمال حدیث نمبر ۲۱۴۲۸)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا: رات میں نفل نمازیں پڑھا کرو کیونکہ رات میں نماز پڑھنا تمہیں تمہارے رب سے قریب کر دے گا۔ اور اللہ عزوجل اپنے فرشتوں میں تم پر فخر کا اظہار فرماتا ہے اور تمہیں مخلوق کی نظر میں پیارا بنا دے گا اور تم سے بلائیں اور بری موت کو ٹال دے گا اور تم سے آگ کی گرمی کو بجھا دے گا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما اتخذ الله ابرهيم خليلا الا لاطعامه الطعام و افشائه السلام و صلاته بالليل والناس نيام۔ (تنبیہ الغافلین ص ۲۶۲)

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو اپنا خلیل بنایا، دوستی کے خاص مقام سے نوازا تو انہیں یہ مقام اس ادا پر ملا کہ بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے، ہر مسلمان کو سلام کرتے تھے اور ان کا یہ معمول تھا کہ جب ساری دنیا سو جاتی تو آپ رات کے سناٹے میں اپنے رب کی عبادت کرتے، پوری رات خداوند قدوس کی بندگی میں گذار دیتے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے آقا ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب سے فرمایا:

ناد يا عمر فى الناس انه من مات يعبد الله مخلصا من قلبه ادخله الله الجنة وحرم على النار (مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۰)

یعنی اے عمر! لوگوں میں اعلان کر دو کہ جو سچے دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوا دنیا سے پردہ کر جائے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمادے گا اور جہنم کی آگ اس کے لئے حرام فرمادے گا۔

یہ بڑی سعادت وخوش نصیبی کی بات ہے اس انسان کے لئے جسے اللہ رب العزت کی عبادت و بندگی اور شب بیداری کی توفیق مل جائے اور خاص طور پر جسے رمضان المبارک کی بیس رکعت ادا کرنے اور رب کے حضور قیام و رکوع اور سجدہ کی توفیق ملتی ہے۔ یہ تو بیس رکعت نماز تراویح ہے جسے صرف دو رکعت پڑھنے کی توفیق مل جائے اس کے لئے اس سے بڑھ کر اور سعادت کی کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ:

حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

ما اعطى عبد عطاء خيرا من ان يؤذن له فى ركعتين يصليهما۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۵۹)

یعنی کسی شخص کو اس سے بڑھ کر اور کوئی تحفہ عطا نہیں کیا گیا جسے دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے۔

یعنی دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت ایسا انعام وتحفہ ہے کہ اس کے مقابلے سارا تحفہ ہیچ ہے اور تمام تحفوں سے بڑھ کر تحفہ دو رکعت نماز کی توفیق ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مااوتى عبد فى هذه الدنيا خيرا له من ان يوذن له فى الدنيا ركعتين۔ (کنز العمال ج ۷ ص ۱۷۷)

ترجمہ: دنیا میں کسی شخص کو اس سے بہتر کوئی بھلائی نہیں دی گئی کہ اسے دنیا میں دو رکعت نماز پڑھنے کی اجازت مل جائے۔

حضرت امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

لو خيرت بين ركعتين وبين الجنة لا خترت الركعتين على الجنة لان فى الركعتين رضا الله تعالىٰ و فى الجنة

رضائی۔(ایضا)
یعنی اگر مجھے اس بات کا اختیا دیا جائے کہ یا تو دو رکعت نماز پڑھنا اختیار کرو یا جنت اختیار کرو۔ تو میں جنت کو اختیار نہ کر کے دو رکعت نماز پڑھنے کو اختیار کروں گا۔ کیونکہ دو رکعت نماز پڑھنے میں میرے رب عزوجل کی رضا وخوشنودی ہے جبکہ جنت میں میری رضا ہے۔
ایک حدیث میں میرے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من صلیٰ رکعتین مقبلا علی الله بقلبه خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه۔
یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف کامل طور پر متوجہ ہو کر پورا دل لگا کر دو رکعت نماز ادا کرتا ہے تو وہ شخص اپنے گناہوں سے اس طرح نکل جاتا ہے جس طرح وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔
اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ وہی نماز رب تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہوتی ہے جو خشوع وخضوع کے ساتھ اور اللہ کی رضا کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ چنانچہ:
حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

مامن مسلم یتوضأ فیحسن وضوء ہ ثم یقوم فیصلی رکعتین مقبلا علیهما بقلبه و وجهه الا وجبت له الجنة۔(مسلم ج..ص......)
یعنی جو مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر دو رکعت نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے اور پوری توجہ کے ساتھ ادا کرتا ہے تو اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔
معزز سامعین کرام!
یہ فضیلت وثواب نفل نمازوں کی ہے تو اب اندازہ لگائے کہ فرض نمازوں کی پابندی کرنا اور ان نمازوں کے ان کے وقتوں پر ادا کرنے کا کتنا ثواب ہوگا۔
حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

ان من حافظ علیٰ هؤلاء الصلوٰت الخمس المکتوبات فی جماعة کان اول من یجوز علی الصراط کالبرق اللامع و حشره الله فی اول زمرة من التابعین و کان له فی کل یوم و لیلة حافظ علیهن کاجر الف شهید قتلوا فی سبیل الله ۔(مجمع الزوائد ج۲ص ۱۲۷، المعجم الاوسط حدیث نمبر ۱۲۶۴۱)
ترجمہ: جوان پنج وقتہ فرض نمازوں کی جماعت کے ساتھ پابندی کرے گا تو سب سے پہلے چمکتی بجلی کی طرح پل صراط سے گذرنے والا ہوگا، اللہ تعالیٰ اسے جنت میں جانے والے پہلے گروہ کے ساتھ اسے اٹھائے گا اور ہر روز کی نماز کی پابندی کے بدلے اسے ایک ہزار ایسے شہیدوں کا ثواب عطا فرمائے گا جنہوں نے اپنا سر اللہ کی راہ میں کٹوایا ہوگا۔
مگر آج مسلمانوں کی حالت یہ ہے کہ نفل تو نفل فرض نمازوں سے کوسوں دور ہو گئے ہیں، مسجدوں کو ویران کر دئے، اللہ کے گھر سے اذان کی صدائیں آرہی ہیں اور مسلمان کان بند کئے ہوئے ہیں۔ ہفتہ میں ایک دن جمعہ کی نماز یا سال میں عید و بقرعید کی نماز پڑھ لیتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ اب مزید نمازوں کی ضرورت ہی نہیں معاذ اللہ۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

و ماعلینا الا البلاغ

نام محمد کی برکتیں:

الحمد لله الذی انعم علینا بنعمه والصلوٰة والسلام علی من ختمت النبوة به وعلیٰ اٰله و صحبه

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

واشکروا نعمت الله ان کنتم ایاه تعبدون (النحل ١١٤)

نہیں جس کے جوڑ کا دوسرا وہ عرب کا ماہ کمال ہے

وہ حبیب مالک عرش ہے وہ حرم کا ناز جمال ہے

قد مصطفیٰ وہ جمیل ہے کہ نظیر جس کی محال ہے

رخ مصطفیٰ کی مثال کیا کہ وہ آپ اپنی مثال ہے

مجھے چاہیے رخ مصطفیٰ مجھے چاہیے یہی آئینہ

یہی میرا مایہء ناز ہے یہی جنتی کا سوال ہے

ہمیں عشق نے کیا باوفا یہ ہماری شان ہے اشرفا

کہ لرز رہے ہیں زمیں زماں یہ ہمارا جاہ وجلال ہے

حضرات محترم! آج میری تقریر کا عنوان ہے" نام احمد ومحمد کی فضیلت" اس عنوان کے تحت آج میں کچھ روشنی ڈالوں گا اور بتانے کی کوشش کروں گا کہ ان دونوں ناموں کی فضیلت وبرکت کس قدر ہے۔تاکہ مسلمان اپنے یہاں پیدا ہونے والے بچوں کا نام سرکار دوعالم ﷺ کے ان ناموں سے برکت حاصل کرتے ہوئے رکھیں۔آیئے اس سے قبل ایک بار جھوم جھوم کر سرکار عالی مقام، نبیوں کے امام، محبوب رب العلام، سرورسروراں، دردمند بیکساں حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں صلاۃ وسلام کا ہدیہ پیش کریں اور پڑھیں بآواز بلند:

اللهم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد معدن الجود والکرم بارك وسلم

حضرات گرامی! اللہ کا لاکھ شکر ہے وہ انسان کو اولاد جیسی نعمت عطا فرما کر اسے فرحت ومسرت اور بیحد شادمانی اور خوشیاں عطا فرماتا ہے، اولاد کے سبب اللہ رب العزت گھروں میں برکتیں پیدا فرماتا ہے۔حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الولد من ریحان الجنة ۔(کنزالعمال ج١٦ص٢٧٣) یعنی اولاد جنت کے پھولوں میں سے ایک پھول ہے۔

اس لئے مسلمانو اس جنتی پھول کی حفاظت کرو، اس کی نگہبانی کرو یعنی اس کی اچھی تعلیم وتربیت اور پیدا ہونے کے بعد اس کے اچھے ناموں کا انتخاب کرو تاکہ اچھے ناموں کا اثر اس پر ظاہر ہو۔برے ناموں سے بچو، دنیاداروں، فلمی دنیا کے اداکاروں کے ناموں پر اپنی اولاد کا نام مت رکھو اور نہ بے معنیٰ اور بھدے نام رکھو کہ سننے والا جب سنے تو اسے مذاق اڑائے۔آج معاشرے کے مسلم بچوں اور بڑے بوڑھے حضرات کے ناموں کی فہرست تیار کیجئے تو لگتا نہیں ہے کہ یہ مسلمانوں کے نام ہیں۔جنودھی، ایجو، جمنا، بچنا، لوچنا، مجھیا، منی، گلودھیا، سٹا، بھٹا، بھلا، نھتونی، کھوٹونا، کیلا، منگا، جھکرو، بگرو، بیلیا، ملہا، سونگلے، چیتو، گڑھبو، گڑھوا، بلٹو، پلٹو، چھچھا، ٹونی، سونی، پپو، شلپنا، دکھنی، سوکھنی اس طرح کے نام رکھے جاتے ہیں۔ایسے نام کہ سننے کے بعد ہنسی بھی آتی ہے اور افسوس بھی۔آیئے ہم ایسے نام کی فضیلت بتائیں جو بہت مقبول بھی ہیں اور اللہ کو بہت محبوب بھی۔اور یہ ایسی ہستی کا نام ہے جو جس کا مقام ومرتبہ سب سے اونچا ہے، جس کا رتبہ سب سے بلند وبالا ہے اور وہ ہمارے اور آپ کے نبی جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔سرکار اعلیٰ حضرت کنزالکرامت، جبل الاستقامت قاطع

کفر و بدعت، نازش علم و حکمت، دریائے رحمت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں ۔

سب سے اعلیٰ واولیٰ ہمارا نبی ☆ سب سے بالا ووالا ہمارا نبی
خلق سے اولیا اولیا سے رسل ☆ اور رسولوں میں اعلیٰ ہمارا نبی
سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے ☆ ہے ان اچھوں میں اچھا ہمارا نبی

اس لئے بزرگو اور دوستو! جب نبیوں اور صالحین کے نام پر اپنے بچے کا نام رکھنا چاہو تو خدا کے حبیب، خلق کے طبیب حضور اقدس ﷺ کے ناموں کا انتخاب کریں اور خاص کر اپنی اولاد کا نام محمد یا احمد رکھئے، کیونکہ تمام ناموں میں حتیٰ کہ عبداللہ، عبدالرحمٰن اور وہ تمام نام جو اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ عبد لگا کر رکھا گیا ہوں ان سب میں بہتر اور پسندیدہ نام محمد اور احمد ہیں اس لئے کہ محمد و احمد یہ وہ نام ہیں جو اللہ کو پسند ہیں اور خود اللہ نے اپنے محبوب کا یہ نام یعنی محمد اور احمد رکھا ہے۔ اور ان دونوں نام یعنی محمد اور احمد کی اتنی برکتیں اور فائدے ہیں کہ قلم ٹوٹ جائیں، سیاہی ختم ہو جائیں، اوراق کم پڑ جائیں اور لکھنے والے تھک جائیں مگر ان دونوں ناموں کی فضیلت و برکت ختم نہیں ہو سکتی۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

سنگ مرمر کی تعریف نہ کیا کر مجھ سے
آنسوؤں سے جو میں احکام محمد لکھ دوں
چومنے کے لئے جھک جائے گا یہ تاج محل
ٹوٹے پتھر پہ اگر نام محمد لکھ دوں

اور ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں ۔

قوت زیست سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں نام محمد سے اجالا کر دے

حضرت ابن جشیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من تسمی باسمی یرجو برکتی غدت علیه البرکة وراحت الی یوم القیامة۔ (کنز العمال ج۱۶ص۴۲۱)

ترجمہ: جس کا نام میرے نام سے برکت کی امید کے ساتھ رکھا گیا اس دن سے لیکر صبح قیامت تک برکتوں کا نزول ہوتا رہے گا۔

جنت میں داخل ہو جا:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یوقف عبدان بین یدی الله عز وجل یوم القیامة فیأمربهما الی الجنة فیقولان یا ربنا بما أستأهلنا منك بالجنة ولم نعمل عملا یجازینا الجنة فیقول عز وجل لهما عبدای ادخلا الجنة فانی آلیت علیٰ نفسی ان لا یدخل النار من اسمه احمد و محمد۔ (مسند الفردوس ج۵ص۵۳۵)

ترجمہ: قیامت کے دن دو شخص اللہ عز وجل کے سامنے کھڑے کئے جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ حکم فرمائے گا کہ ان دونوں کو جنت میں داخل کر دو۔ جب جنت میں ان دونوں کو جانے کا حکم دیا جائے گا تو تعجب ہوگا کیونکہ ان کے پاس کوئی ایسا عمل نہیں تھا جس کی وجہ سے وہ جنت کے حقدار ہو جائیں۔ عرض کریں گے مولیٰ! ہم دونوں کس بنا پر جنت کے حقدار ہو گئے جبکہ ہم نے کوئی ایسا عمل بھی نہیں کیا جس کے بدلے میں ہمیں جنت عطا کی جائے؟ تو اللہ عز وجل فرمائے گا اے میرے بندے! تم دونوں جنت میں داخل ہو جاؤ کیونکہ میں نے قسم کھائی ہے کہ وہ شخص جہنم کی آگ میں ہرگز نہیں داخل ہو سکتا جس کا نام میرے محبوب کے نام پر محمد یا احمد ہو۔ (تم میں سے ایک کا نام احمد ہے اور دوسرے کا نام محمد ہے اور یہ دونوں نام میرے محبوب کے ہیں اس لئے میں نے اس نام کی برکت

سے تم کو دونوں کو بخش کر جنت کے حقدار بنادیا۔)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من ولد له مولود ذكر فسماه محمدا حبالي وتبركا باسمي كان هو و مولود ه في الجنة۔ (کنز العمال ج۱۶ ص۴۲۲)

ترجمہ: جس کے یہاں لڑکا پیدا ہوا اور اس نے میری محبت میں اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کی نیت سے اس کا نام محمد رکھا تو وہ شخص اور اس کا لڑکا جس کا نام محمد رکھا گیا دونوں جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

اذا كان يوم القيامة ينادى مناد من كان اسمه احمد فليدخل الجنة بلا حساب لكرامة اسمه۔ (فضائل التسمیۃ باسم محمد واحمد ص۲۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ جس کا نام احمد ہے وہ اس نام کی برکت کی وجہ سے جنت میں بغیر حساب و کتاب کے داخل ہو جائے۔

من كان له ذو بطن فاجمع ان يسميه محمد ا رزقه الله غلاما و ما كان اسم محمد فى بيت الا جعل الله فى ذلك البيت بركة۔ (فضائل التسمیۃ باحمد ومحمد ص۲۳ عن ابن جریج)

ترجمہ: حضرت ابن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی بیوی کے پیٹ میں بچہ ہو اور وہ پکا ارادہ کر لے کہ جو بچہ ہے اس کا نام محمد رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے بیٹا ہی عطا فرمائے گا۔ اور جس گھر میں محمد نام کا کوئی شخص ہو تو اللہ تعالیٰ اس گھر میں برکتیں نازل فرماتا ہے۔

سمعت رسول الله ﷺ يقول هل امرأة من نسائكم حبلى قال رجل نعم يارسول الله امرأتى حامل قال اذا رجعت الىٰ بيتك فضع يدك علىٰ بطن زوجتك وقل بسم الله اللهم انى اسميه محمدا فانه ياتى به رجلا۔ (ایضا ص۲۸)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کیا تم میں سے کسی کی بیوی حمل سے ہے، یعنی پیٹ میں بچہ ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ میری بیوی کے پیٹ میں بچہ ہے۔ تو سرکار نے فرمایا جب تم اپنے گھر جانا تو اپنی بیوی کے پیٹ پر ہاتھ رکھ کر یہ دعا پڑھنا بسم الله اللهم انى اسميه محمدا۔ یعنی اللہ کے نام سے شروع میں اس بچہ کا نام محمد رکھوں گا۔ کیونکہ اگر تم ایسا کرو گے تو لڑکا ہی پیدا ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا سمى المومن ولده محمدا كتب الله له عبادة سنة ورفع له ثلاثين درجة (ایضا ص۲۴)

ترجمہ: جب مومن اپنے لڑکے کا نام محمد رکھتا ہے تو اللہ عزوجل اسے ایک سال کی عبادت کا ثواب عطا فرماتا ہے اور اس کے تیس درجے بلند فرما دیتا ہے۔

سبحان اللہ! اتنا پیارا اور بابرکت نام ہے میرے پیارے آقا کا انسان اپنے بیٹے کا یہ نام رکھ لے سرکار محبت میں تو بیٹا بھی جنتی ہو جائے، باپ بھی جنت ہو جائے، ماں بھی جنتی ہو جائے اور اس نام کی برکت گھر میں اور زندگی میں موسلا دھار بارش کی طرح برسنے لگے۔ یہی نہیں اس نام کی برکت سے مصیبت و بلا دور ہو جائے، پریشانی ختم ہو جائے، حضور کی محبت کی خوشبو سے دل کی دنیا مہک اٹھے اور انگ انگ سے یہ آواز اور صدا آئے کہ ۔

لب پہ آتا جب نام جناب۔ منہ میں گھل جاتا ہے شہد نایاب

وجد میں آکے اے جان بے تاب۔ لب کو اپنے چوم لیا کرتے ہیں

بیٹی کا نام کیا رکھے؟:

حضرات گرامی!

اور اگر اللہ تعالیٰ بیٹی عطا فرمائے تو اس کا نام بھی اچھا اور اسلامی نام رکھے۔ کچھ لوگ اپنی بچیوں کا نام فلمی اداکاراؤں کے نام پر نام رکھتے ہیں۔ کسی کا نام جوہی

توکسی کا نام قرینہ، کسی کا نام کرشمہ کسی کا نام سونی اس طرح کے نام رکھتے ہیں جو غیر اسلامی ہوتے ہیں۔ اسی لئے ہماری بچیوں میں بے حیائی پائی جاتی ہے۔ ظاہر ہے کہ نام کا اثر تو پیدا ہوگا۔ اس لئے میرے بھائیو! اپنی بچیوں کا نام اسلامی رکھئے، سرکار کی مقدس بیویوں اور آپ کی پیاری بیٹیوں کے نام پر نام رکھئے، وقت کی بڑی بڑی اللہ والی خاتون جیسے رابعہ بصریہ، رابعہ عدویہ، ام الخیر، امۃ الجبار، آسیہ، مریم، ہاجرہ اور سارہ وغیرہ نام رکھئے۔ اور خاص طور پر اپنی بیٹیوں کا نام سرکار کی چہیتی بیٹی خاتون جنت، جنتی عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ زاہرطیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نام پر فاطمہ رکھئے کہ اس نام کی بہت برکتیں اور فضیلتیں ہیں۔ اس نام کا معنیٰ ہے آزاد ہونا یعنی جو جہنم کی آگ سے محفوظ اور آزاد ہوا سے فاطمہ کہا جاتا ہے۔ جو حضرت فاطمہ کی محبت میں اپنی بیٹی کا نام فاطمہ رکھےگا وہ جہم کی آگ سے محفوظ رہےگا اور وہ بیٹی بھی۔ حضور سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا: انما سمیت ابنتی فاطمة لا ن الله فطمها و محبیها عن النار (الصواعق المحر قہ ص ۱۵۱)

ترجمہ: میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو اور اس سے محبت کرنے والے کو جہنم سے آزاد کر دیا ہے۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں ۔

جس کا آنچل نہ دیکھا مہ ومہر نے ۔ اس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ ۔ جان احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

و ماعلینا الا البلاغ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

بسم اللہ شریف کی فضیلت:

الحمد لله الا حد الصمد الذی لم یلد ولم یولدولم یکن له کفوا احد والصلوٰة والسلام علی رسوله الذی اسمه محمد و احمد وعلیٰ اٰله و صحبه من الازل الی الابد

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

واذکراسم ربك بکرة واصیلا (.......)

وصف کیا لکھے کوئی اس مہبط انوار کا
مہرومہ میں جلوہ ہے جس چاند سے رخسار کا
عرش اعظم پر پھریرا ہے شہ ابرار کا
بجتا ہے کونین میں ڈنکا میرے سرکار کا
دوجہاں میں بٹتا ہے باڑا اسی سرکار کا
دونوں عالم پاتے ہیں صدقہ اسی دربار کا
جاری ہے آٹھوں پہر لنگر سخی دربار کا
فیض پر ہر دم ہے دریا احمد مختار کا
کعبہ واقصیٰ وعرش وخلد ہیں نوری مگر
ہے نرالا سب سے عالم جلوہ گاہِ یار کا
(مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ)

حضرات گرامی باوقار! آج میں آپ کے سامنے بسم اللہ شریف کی فضیلت و برکت پر کچھ روشنی ڈالوں گا۔آئے اس سے پہلے ایک بار ہم تمامی غلامان مصطفیٰ ﷺ بڑی عقیدت ومحبت کے ساتھ مظہر اول، حبیب اجمل، نبی افضل، مرسل اکمل، شفیع امم، فخر آدم وبنی آدم حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ ناز میں صلاۃ وسلام کا تحفہ پیش کریں اور پڑھیں باآواز بلند:

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ ال محمد بارک وسلم صلاۃ وسلاما علیک یارسول اللہ

برادران ملت اسلامیہ! بسم اللہ شریف اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور قرآن پاک کی آیت کا ٹکڑا بھی ہے۔ جو بسم اللہ شریف کا ورد کرے گا اس کو قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب بھی ملے گا اور ذکر اللہ کرنے کا اجر عظیم بھی۔ اس کے علاوہ دارین کی سعادتیں، رب کی رحمتیں اور بے شمار دنیوی اور اخروی فائدے اور برکتیں بھی۔ جو کام بسم اللہ پڑھ کر کیا جاتا ہے اس میں برکت ورحمت اور خیر کا نزول ہوتا ہے۔ اور جس کام کو بسم اللہ پڑھ کے شروع نہ کیا جائے وہ ادھورا اور برکت محروم رہ جاتا ہے۔ اسی لئے شریعت نے مسلمانوں کو ہر نیک کام بسم اللہ سے شروع کرنے کا حکم دیا ہے تا کہ مسلمان کا ہر عمل خیر برکت ورحمت والا ہو جائے۔

(۱) حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

کل امر ذی بال لا یبدأ فیه ببسم الله الرحمن الرحیم فهو اقطع۔ (درمنثور ج۱ص۴۵)

یعنی ہر وہ کام جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ کر شروع نہ کیا جائے وہ ادھورا اور ناقص رہ جاتا ہے۔

(۲) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

لما نزلت بسم الرحمن الرحيم هرب الغيم الى المشرق وسكنت الريح وهاج البحر واصغت البهائم بآذانهاورجمت الشياطين من السماء وحلف الله بعزته وجلاله الا يسمى على شئى الا بارك فيه۔

جب اللہ تعالیٰ نے بسم اللہ شریف نازل فرمایا تو بادل پورب کی طرف چھٹ گئے، ہوائیں رک گئیں، سمندر میں جوش آ گیا، جانوروں نے کان لگائے اور آسمان سے شیاطین پر پتھر برسائے گئے۔ وحلف الله تعالىٰ بعزته وجلاله ان لا يسمى علىٰ شىء الا بارك فيه۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت وجلال کی قسم کھا کر فرمایا کہ جس چیز پر میرا نام لیا جائے گا اس میں برکت ہوگی۔ (درمنثور ج۱ص۴۴)

بسم اللہ میں انیس حروف ہیں:

حضرات بسم اللہ شریف میں کل انیس حروف ہیں اور ان حروف کی برکت یہ ہے کہ جو شخص بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ جہنم کے فرشتوں کے عذاب سے نجات بخش دیتا ہے۔ چنانچہ

(۳) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

من اراد ان ينجيه الله من الزبانية التسعة عشر فليقرأ بسم الله الرحمن الرحيم فيجعل الله له من كل حرف منها جنة من كل واحد (درمنثور ج۱ص۴۴ تفسیر ابن کثیر)

جو چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دوزخ کے انیس فرشتوں سے نجات دے تو وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔ ہر حرف کے بدلے اللہ تعالیٰ اسے ڈھال عطا فرما دے گا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان المعلم اذا قال للصبى قل بسم الله الرحمن الرحيم فقال كتب الله للمعلم و للصبى ولا بويه براءة من النار۔ (درمنثور ج۱ص۴۵)

ترجمہ: جب استاذ بچے کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کو کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ استاذ و شاگرد اور اس بچے کے ماں باپ کے لئے جہنم کی آگ سے نجات لکھ دیتا ہے۔

عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ من قرأ بسم الله الرحمن الرحيم كتب الله له بكل حرف اربعة آلاف حسنة ومحاعنه اربعة آلاف سيئة ورفع له اربعة آلاف درجة۔ (درمنثور ج۱ص۴۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا اللہ رب العزت اس کے لئے ہر حرف کے بدلے چار ہزار نیکیاں لکھ دے گا اور چار ہزار اس کے گناہ مٹا دے گا اور اس کے لئے جنت میں چار ہزار درجے بلند فرما دے گا۔

حضرات! بسم اللہ شریف میں کل انیس حروف ہیں تو معلوم ہوا کہ جو بسم اللہ شریف پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کو چھہتر ہزار نیکیاں صرف ایک بار بسم اللہ پڑھنے پر عطا فرمائے گا اور اتنے ہی گناہ معاف فرما دے گا اور جنت میں اتنے ہی درجے بلند فرمائے گا۔ سبحان اللہ یہ ہے بسم اللہ شریف کی فضیلت و برکت۔ تو اے میرے بھائیو! آپ ہر نیک کام بسم اللہ سے شروع کرنے کا عہد کر لیجئے تاکہ اس کی برکت سے آپ کے گناہ بھی معاف ہو جائیں اور بے شمار نیکیاں بھی ملیں اور درجے بھی بلند ہو جائیں۔

عن انس قال قال رسول الله ﷺ من كتب بسم الله الرحمن الرحيم فجوده تعظيما لله غفر الله له (ایضا، تاریخ اصبہان ج۲ص۳۱۳)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اچھی طرح بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اللہ کی تعظیم کرتے ہوئے لکھے گا اللہ تعالیٰ

اس کی مغفرت اور بخشش فرما دے گا۔

عن انس مرفوعا:من رفع قرطاسا من الارض فيه بسم الله الرحمن الرحيم اجلالا لله ان يداس كتب عند الله من الصديقين وخفف عن والديه وان كانا كافرين۔(درمنثور ج ا ص ۵۲،روح البیان ج ا ص ۹)

ترجمہ:حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جس نے زمین پر کاغذ کا ٹکڑا دیکھا جس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا تھا اور اس ٹکڑے کو اللہ تعالیٰ کے نام کا ادب واحترام کرتے ہوئے اس نیت سے اٹھالے کہ کہیں کسی کا پاؤں اس پر نہ پڑ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو صدیقین کا درجہ عطا فرمائے گا اور اس کے والدین کے عذاب میں تخفیف کردے گا اگر چہ اس کے والدین کافر ہوں۔

وضاحت:بسم اللہ کا ٹکڑا اٹھانے والے کے کافر والدین کے عذاب میں کمی کی جاسکتی ہے تو ذرا اندازہ لگائے کہ جس کے ماں باپ مسلمان ہوں تو اس پر اللہ تعالیٰ کس قدر کرم فرمائے گا۔

فرعون کا دروازہ:

روی ان فرعون قبل ان يدعى الالهية بنى قصرا وامر ان يكتب بسم الله على بابه الخارج فلما ادعى الالٰهية وارسل اليه موسىٰ عليه السلام ودعاه فلم ير به اثر الرشد قال الٰهى اكم ادعوه ولا ارىٰ به خيرا ۔فقال تعالى ياموسىٰ لعلك تريد اهلاكه انت تنظر كفره وانا لنر الىٰ ما كتب علىٰ بابه ۔(تفسیر کبیر ج ا ص ۱۷۴)

ترجمہ:مروی ہے کہ جب فرعون نے جب اپنی خدائی کا دعویٰ نہیں کیا تھا تو اس وقت ایک محل تعمیر کروایا اور حکم دیا کہ اس محل کے باہری دروازے پر بسم اللہ لکھ دو ۔جب اسے شیطان بہکایا اور اس نے خدا ہونے کا دعویٰ کردیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تبلیغ کے لئے اس کے پاس بھیجا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اسے خدائی کے دعویٰ سے روکا اور ایک خدا کی عبادت بندگی کی تبلیغ کی۔آپ نے دیکھا کہ آپ کی تبلیغ کا اس پر کچھ اثر نہیں ہو رہا ہے اور وہ بد بخت ایمان قبول نہیں کر رہا ہے اور اپنے جھوٹے دعویٰ سے باز نہیں آرہا ہے۔تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی مولیٰ! میں نے اس کو بار بار دین حق کی دعوت دی مگر اس پر اس کا کوئی اثر میں نہیں دیکھ رہا ہوں، یہ دعوت الی اللہ قبول نہیں کر رہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ! آپ چاہتے ہیں کہ اسے تباہ و برباد اور ہلاک کردیا جائے، آپ اس کے کفر کو دیکھ رہے ہیں اور میں اس چیز کو دیکھ رہا ہوں جو اس نے اپنے محل کے باہری دروازے پر لکھوایا ہے۔(اس نے اپنے دروازے پر میرا نام لکھوایا ہے، بسم اللہ لکھوایا ہے بس میں اپنے نام کی برکت کے سبب اس کو ہلاک نہیں کر رہا ہوں)

نکتہ:امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہاں ایک بہت ایمان افروز نکتہ بیان فرماتے ہیں کہ:من كتب هذه الكلمة علىٰ بابه الخارج صار آمنا من الهلاك وان كان كافرا فالذى كتبه علىٰ سويداء قلبه من اول عمره الىٰ آخره كيف يكون حاله ۔(حوالہ مذکورہ)

ترجمہ:جو کافر اپنے محل کے باہری دروازے پر بسم اللہ لکھ لے تو وہ ہلاکت وتباہی سے محفوظ ہو جائے تو اندازہ لگائے کہ اس شخص کا کیا حال ہوگا جس کے دل کی تختی پر پہلے دن سے لیکر آخری دم تک بسم اللہ لکھا ہوا ہو۔

عن ابى هريرة انه عليه السلام قال يا اباهريرة اذا توضأت فقل بسم الله فان حفظتك لاتبرح ان تكتب لك الحسنات حتىٰ تفرغ واذا غشيت اهلك فقل بسم الله فان حفظتك لا تبرح ان تكتب لك الحسنات حتىٰ تغتسل من الجنابة فان حصل من تلك الواقعة ولد كتب لك من الحسنات بعدد نفس ذلك الولد وبعدد انفاس اعقابه ان كان له عقب حتىٰ لا يبقىٰ منهم احد۔ يا اباهريرة اذ ا ركبت دابة فقل بسم الله والحمد لله يكتب لك الحسنات بعد كل خطوة ۔ واذا ركبت السفينة فقل بسم الله والحمد لله يكتب لك الحسنات حتىٰ تخرج منها،(تفسیر کبیر ج ا ص ۱۷۷)

ترجمہ:حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اے علی جب وضو کرو تو بسم اللہ پڑھ لو۔کیونکہ تیرے ساتھ جو محافظ فرشتے

ہیں وہ تمہارے لئے نیکیاں لکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تم وضو سے فارغ ہو جاؤ۔ جب بیوی کے پاس جاؤ تو بسم اللہ پڑھ لو کیونکہ جب تک تم غسل نہ کرلو گے فرشتے تمہارے لئے ثواب لکھتے رہیں گے اور تمہارے نیکیوں میں اضافہ ہوتا رہے گا۔ اور اگر اسی صحبت سے تمہیں اولاد عطا ہو تو اس اولاد کی ہر سانس کے برابر اور اس اولاد کی اولاد کی سانس کے برابر تمہارے لئے ثواب لکھا جاتا رہے گا۔ اور یہ سلسلہ تمہاری آخری نسل تک چلتا رہے گا۔ اے ابو ہریرہ! جب تم سواری پر سوار ہو تو بسم اللہ اور الحمد للہ کہہ کر سوار ہوا گر ایسا کرو گے تو سواری کے ہر قدم کے بدلے تمہیں اجر عطا کیا جائے گا۔ اور جب تم کشتی پر سوار ہو تو اس وقت بھی بسم اللہ اور الحمد للہ کہو کیونکہ تمہارے لئے نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی جب تک تم کشتی سے باہر نہ آجاؤ۔

دردِ سر فوراً ختم:

قیصر روم نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک خط لکھ کر بھیجا کہ اے امیر المؤمنین میرے سر میں درد ہے جس سے میں بے چین رہتا ہوں۔ آپ میرے لئے کوئی دوا تجویز فرما کر میرے پاس بھیج دیں تا کہ میرے سر کا درد ختم ہو اور مجھے سکون و چین نصیب ہو۔ فبعث اليه عمر قلنسوة فكان اذا وضعها علىٰ رأسه يسكن صداعه واذا رفعها عن رأسه عاوده الصداع فعجب منه ففتش القلنسوة فاذا فيها كاغذ مكتوب فيه بسم الله۔ (تفسیر کبیر ج ا ص ۱۷۷، روح البیان ج ا ص ۹)

ترجمہ: تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے پاس ایک ٹوپی بھیجوایا، جب بادشاہ اس ٹوپی کو سر پر رکھتا تو درد ختم ہو جاتا، اسے سکون ملتا اور جب اس ٹوپی کو سر سے اتار دیتا تو پھر درد ہونے لگتا۔ اس کو بہت تعجب ہوا کہ کیا معاملہ ہے کہ ٹوپی پہنتا ہوں تو درد میں آرام ہوتا ہے اور اتار دیتا ہوں تو پہلے کی طرح درد ہونے لگتا ہے۔ جب ٹوپی کو دیکھا گیا تو اس میں ایک کاغذ تھا جس پر بسم اللہ لکھا ہوا تھا۔ بادشاہ سمجھ گیا کہ یہ کرامت بسم اللہ کی ہے کہ جس کی برکت سے درد میں آرام ہوتا ہے۔

وما علينا الا البلاغ

ایام عشر کے معمولات ووظائف:

الحمد لله الودود الغفور والصلوٰة والسلام علی عبده ورسوله الشکور وعلیٰ اٰله و صحبه دافعی الفتن والشرور

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

والفجر ولیال عشر (الفجر ۱۔۲)

ترجمہ: اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی قسم (کنزالایمان)

تمہارے دل میں نبی کا خیال ہے کہ نہیں
یہ سب سے اونچا سوال ہے کہ نہیں
سنا ہے میلہ لگا ہے حسیں چہروں کا
ان میں نبی کا بلال ہے کہ نہیں
شفاعت کریں گے بروز حشر چن چن کر
شفیع محشر آمنہ کا لعل ہے کہ نہیں
نام سن کر ہی بریلی کے رضا کا
نجدی کا چہرہ پیلا لال ہے کہ نہیں

سامعین محترم! اس سے پہلے میں ذوالحجہ شریف کے دس دنوں اور دس راتوں کی فضیلت و برکت قرآن واحادیث کی روشنی میں بیان کر چکا ہوں۔ آج انشاء اللہ ایام عشرہ کے معمولات ووظائف پر مع فضائل و برکات کچھ روشنی ڈالوں گا۔ آئیے پہلے ایک بار عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے آقا ومولیٰ، محبوب رب علاء، سیاح لامکاں، نبی رفیع الشان جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وا لہ وسلم کی بارگاہ ناز میں صلاۃ وسلام کا ہدیہ پیش کریں:

درودشریف: اللهم صل علیٰ سیدنا مولانا محمد معدن الجود والکرم وعلیٰ اٰله بارك وسلم

رفیقان گرامی!

ماہ ذی الحجہ کو اللہ تعالیٰ نے بہت عزت وعظمت اور حرمت ومنزلت عطا فرمائی ہے اور اسی لئے اس ماہ میں کئے جانے والے اعمال خاص طور پر ان دس دنوں اور راتوں میں کئے جانے والے عملوں کو اللہ بہت پسند فرماتا ہے اور ان عملوں کو قبول فرما کر بے شمار اجر ونیکیاں عطا فرماتا ہے، جن راتوں کی قسم اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید فرقان حمید میں یاد فرمایا ہے۔ اس لئے ہمیں ان راتوں اور دنوں کی قدر کرنی چاہئے، گناہوں سے بچ کر ان دنوں میں اچھے اعمال اور راتوں میں عبادت کرنی چاہئے۔ روزہ صدقہ، خیرات اور ذکر واذکار سے ان دنوں اور راتوں کو آباد کرنا چاہئے۔ ایسا حکم میرے اور آپ کے آقا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے دیا ہے اور اسی کے مطابق صحابہ کرام کا عمل رہا ہے، جو ہمارے لئے مشعل راہ اور باعث فلاح ونجات ہے۔

حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں:

علیکم بصوم ایام العشر و اکثار الدعاء و الاستغفار و الصدقة فیها فانی سمعت نبیکم محمد ا ﷺ یقول الویل لمن حرم خیر ایام العشر " علیکم بصوم التاسع خاصة فان فیه من الخیرات اکثر من ان یحصیها العادون۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۸۹)

ترجمہ: کہ ایام عشر کے روزے اپنے اوپر لازم کرلو، کثرت کے ساتھ دعائیں کرو، گناہوں کی بخشش طلب کرو اور ان دنوں میں خوب صدقہ وخیرات

کرو۔ کیونکہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے "ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو ان دنوں کی برکتوں اور بھلائیوں سے محروم رہا" حضرت ابو دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمان رسول ﷺ سنانے کے بعد فرماتے ہیں کہ خاص کر نویں ذی الحجہ کا روزہ تو ضرور رکھو۔ کیونکہ اس دن اتنی بھلائیاں ہیں کہ جنھیں کوئی شمار کرنے والا شمار نہیں کر سکتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان دس دنوں سے افضل کوئی دن نہیں اور کسی دن کا عمل اس سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ نہیں ہے۔ فاکثروا فیھن من التھلیل و التکبیر فانھا ایام التھلیل و التکبیر و ذکر الله و ان صیام یوم منھا بصیام سنة و العمل فھین یضاعف بسعمأة ضعف۔ (درمنثور ج۱۵ص۴۰۲، شعب الایمان ج۳ص۳۵۸)

ترجمہ: اس لئے تم ان دنوں میں تہلیل و تکبیر خوب زیادہ پڑھو (یعنی کثرت کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کا وظیفہ پڑھو) کیونکہ یہ لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر اور ذکر اللہ کے دن ہیں۔ ان میں سے ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے۔ اور ان میں کئے جانے والے عمل کا ثواب سات سو گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔

سبحان اللہ جب ان دس دن میں کئے جانے والے اعمال اور اذکار کی اتنی بڑی فضیلت ہے اور اتنا زیادہ ثواب عطا کیا جاتا ہے یقیناً وہ خوش نصیب ہوگا جو ان دنوں کو پائے اور عبادت و بندگی اور ذکر و اذکار کے ذریعہ نیکیوں کا انبار جمع کر لے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مامن ایام اعظم عند الله و لا احب الیه فیھن من العمل من ھذه الایام العشر فاکثروا فیھا التکبیر و التحمید التھلیل۔ (تنبیہ الغافلین ص۱۸۹)

ترجمہ: ذی الحجہ کے دس دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بہت عظمت والے دن ہیں اور اللہ کو بہت پسند ہیں۔ تو ان دنوں میں لا الٰہ الا اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر خوب کثرت سے پڑھو۔

وضاحت: ان دونوں احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ ایام عشر یعنی پہلی ذی الحجہ سے لیکر دسویں ذی الحجہ تک کے دن بڑی عظمت و فضیلت والے ہیں۔ ان دنوں میں نیک اعمال کا ثواب سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔ ان دنوں کو اللہ تعالیٰ کے ذکر و یاد میں گذار کر ان دنوں کی برکت اپنے دامن میں سمیٹنا چاہئے۔ اور جن وظائف کی فضیلت آقا نے بیان فرما کر نیکی اور ثواب کی ہمیں دعوت دی ہے ان کو اپنانا چاہئے۔

خاص وظیفہ:

پیارے آقا ﷺ نے ان دس دنوں کے تین خاص اذکار و وظائف بیان فرمایا ہے۔ جن کے فضائل و فوائد اور برکات بے شمار ہیں ان کی کثرت کرنی چاہئے اور ہو سکے تو ایک اور وظیفہ سبحان اللہ کا بھی اضافہ کر لیں کہ اس کی بھی بے حد و حساب فضیلت و برکت ہے۔

پہلا وظیفہ تہلیل: یعنی لا الٰہ الا اللہ ہے۔ حدیث میں ہے حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لکل شئی مفتاح و مفتاح السماوات لا اله الا الله۔ (مسند الفردوس ج۳ص۲۳۰عن)

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر چیز کی کنجی ہے اور آسمانوں کی کنجی لا الٰہ الا اللہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو لا الٰہ الا اللہ کہے گا اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور اس پر اللہ کی طرف سے رحمتیں اترتی ہیں اور اس کی دعا اللہ تک پہنچ جاتی ہے۔

دوسرا وظیفہ تکبیر: یعنی اللہ اکبر ہے۔ حدیث میں ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من کبر واحدة کتب له عشرون و محیت عنه عشرون۔ (جامع کبیر ج۱۰ص۸۱، مستدرک ج۱ص۵۱۳)

ترجمہ: جو ایک بار اللہ اکبر کہتا ہے تو اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور بیس گناہ مٹا دئے جاتے ہیں۔

تیسرا وظیفہ تحمید: یعنی الحمد للہ ہے۔ حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "و من حمد واحدة کتب له ثلاثون و محیت عنه ثلاثون۔ (جامع کبیر ج۱۰ص۸۱، مستدرک ج۱ص۵۱۳)

ترجمہ: جو ایک بار الحمدللہ کہتا ہے اسے تیس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں اور اس کے تیس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

چوتھا وظیفہ تسبیح: یعنی سبحان اللہ ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ومن سبح واحدة كتب له عشرون و محيت عنه عشرون۔ (جامع کبیر ج۱۰ص۱۸۱، مستدرک ج۱ص۵۱۳)

ترجمہ: اور جو ایک بار سبحان اللہ کہتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ بیس نیکیاں اور ثواب عطا فرماتا ہے اور اس کے بیس گناہ مٹا دیتا ہے۔

اور سبحان اللہ اور الحمدللہ کی فضیلت میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مامن عبد يقول سبحان الله العظيم وبحمده الا خلق الله عزو جل منها طائرا يتعلق ببعض اركان العرش فيقولها حتىٰ تقوم الساعة ويكتب له اجرها۔ (مسند الفردوس ج۴ص۹)

ترجمہ: جو بندہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ سے ایک پرندہ پیدا فرماتا ہے جو عرش کے پائے کو پکڑ کر قیامت تک یہی کلمہ کہتا رہے گا اور اس بندے کے لئے اس کا ثواب لکھا جاتا رہے گا۔

یوم عرفہ کی نماز:

ذی الحجہ کے دس دنوں میں سے ایک بہت ہی عظمت والا دن عرفہ کا دن یعنی نویں ذی الحجہ ہے۔ نویں ذی الحجہ کو ذکر اور عبادت میں گذارنا بڑا ثواب ورحمت کا کام ہے۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عرفہ کے دن دو رکعت نماز نفل اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ تین بار پڑھے اور ہر بار فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھے اور سورہ فاتحہ ختم کرنے کے بعد آمین کہے۔ پھر قل يايها الكفرون تین مرتبہ، سورہ اخلاص ایک مرتبہ اور ہر بار بسم اللہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اشهد و اا نی قد غفرت له ذنوبه۔ گواہ ہو جاؤ میں نے اس کے گناہوں کو بخش دیا ہے۔

یہ بھی کریں:

پیارے اسلامی بھائیو! ذی الحجہ کے دس دنوں میں جہاں روزے رکھیں، نفل پڑھیں، دعا واستغفار کریں، صدقات وخیرات، تلاوت اور ذکر واذکار کریں وہیں بیماروں کی عیادت ومزاج پرسی بھی کریں، مومن بھائی کو کپڑا پہننے کو دیدیں، جنازہ میں شرکت کریں، مجلس ذکر وعلم میں بھی بیٹھیں اور یتیموں کے سر پر دست شفقت ومحبت بھی پھیریں۔ اس لئے کہ ان اعمال کا بہت زیادہ ثواب اور فضیلت ہے۔

غنیۃ الطالبین ج۲ص۲۷ میں ہے:

ومن عاد فيها مريضا فكانما عاد اولياء الله وبدلاء ه ومن شيع جنازة فكانما شيع جنازة شهداء ه و من كسا مومنا كساه الله تعالىٰ من حلله و من لطف فيها بيتيم لفط الله تعالىٰ به فى القيامة تحت ظل عرشه و من حضر مجلسا من مجالس العلم فكانما حضر مجالس انبياء الله و رسله۔

ترجمہ: جس نے ان دنوں میں کسی بیمار کی تیمارداری کی گویا اس نے اولیاء اللہ اور ابدال کی تیمارداری کی۔ جس نے کسی جنازہ میں شرکت کی گویا اس نے شہیدوں کے جنازہ میں شرکت کی۔ اور جو کسی مومن کو کپڑا پہنائے اللہ تعالیٰ اس کو جنتی لباس پہنائے گا۔ جس کسی یتیم پر رحمت کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے سایہ نیچے اس پر لطف ومہربانی کی بارش نازل فرمائے گا۔ اور جو کسی علمی مجلس میں شرکت کرے تو گویا اس نے اللہ عزجل کے نبیوں اور رسولوں کی مجلس میں شرکت کی۔

ایام عشر کی تعظیم کے فائدے:

حضرات!

عشرۂ ذی الحجہ کی فضیلت وعظمت اور برکت قرآن واحادیث کی روشنی میں سماعت کر چکے ہیں اس لئے اب مسلمانوں پر ضروری ہے کہ ان دنوں کا احترام اور تعظیم کریں اور ان کی بے حرمتی سے بچیں ۔ تاجدار بغداد، شہنشاہ اولیا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

من اکرم ھذہ الایام العشرۃ اکرمہ اللہ تعالیٰ بعشر کرامات ۔ جو شخص ان دس دنوں کا ادب واحترام کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو دس اعزاز و اکرام اور انعام سے نوازے گا۔

(۱) البرکۃ فی عمرہ ۔ اس کی عمر میں برکت عطا فرمائے گا۔

(۲) والزیادۃ فی مالہ ۔ اس کے مال و دولت میں اضافہ فرمائے گا۔

(۳) والحفظ لعیالہ ۔ اور اس کے اہل وعیال کی حفاظت فرمائے گا۔

(۴) والتکفیر لسیئاتہ ۔ اس کی برائیوں کو مٹا دے گا۔

(۵) والتضعیف لحسناتہ ۔ اس کی نیکیوں کو بڑھا دے گا۔

(۶) والتسھیل لسکراتہ ۔ اس کی موت کے وقت آسانی پیدا فرما دے گا۔

(۷) والضیاء لظلماتہ ۔ قبر وحشر کی تاریکیوں میں روشنی عطا فرمائے گا۔

(۸) والثقل لمیزانہ ۔ اس کے نیکیوں کے پلڑے کو وزنی بنا دے گا۔

(۹) والنجاۃ من درکاتہ ۔ جہنم اور اس کے طبقات سے نجات دے گا۔

(۱۰) والصعود علیٰ درجاتہ ۔ اس کے درجات بلند فرما دے گا۔ (غنیۃ الطالبین ج ۲ ص ۲۷ مطبوعہ دار الالباب دمشق)

و ما علینا الا البلاغ

فرشتہ اور ذکر وعبادت:

الحمد لله الولی المنعام والصلوٰة والسلام علیٰ خیر الانام من الازل الیٰ یوم القیام وعلیٰ واصحابه البررة الاتقیاء العظام اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

قال الله تبارك وتعالیٰ فی القرآن العظیم والفرقان الحمید

والملائکة یسبحون بحمدربهم ویستغفرون لمن فی الارض (شوریٰ ٥)

وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون (......)

الذین یحملون العرش ومن حوله یسبحون بحمدربهم (غافر ٧)

لحد میں عشق رخ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
ترے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ حیات
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے
جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر
جو اپنے سینہ میں یہ چار باغ لے کے چلے
رضا کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے

(حدائق بخشش)

حضرات گرامی! آج میری تقریر کا عنوان ''فرشتہ اور ذکر وعبادت خدا'' ہے۔ آئے کچھ عرض کرنے سے پیشتر دل کی اتھاہ گہرائیوں کے ساتھ اپنے آقا ومولی، تاجدار مدینہ، سرور قلب وسینہ، باعث نزول رحمت وسکینہ حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں مچل کر درود پاک کا نذرانہ پیش کریں اور پڑھئے بآواز بلند:

اللھم صل علی سیدنا وملجانا وماوانا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد بارک وسلم صلاۃ وسلاما علیک یارسول اللہ۔

رفیقان گرامی!

فرشتہ اللہ رب العزت کی ایک ایسی مخلوق ہے جسے اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا فرمایا ہے یعنی وہ نوری مخلوق ہے، جو نفس اس کی شرارتوں اور گناہوں سے محفوظ ہے، جس نے پلک جھپکنے کے برابر بھی کبھی اپنے رب کی نافرمانی نہیں کی، جس نے ایک لمحہ بھی اللہ کی عبادت وبندگی اور اس کے ذکر ویاد سے غفلت نہیں برتی ،اللہ نے جسے جس کام پر لگا دیا وہ اس کام میں پوری مستعدی سے مصروف ہے۔ فرشتوں کی مشغولیت اللہ کی عبادت وبندگی، اطاعت وفرماں برداری اور ہر لحظہ، ہر وقت اللہ کا ذکر کرنا ہے۔ ایک لمحہ کے لئے بھی فرشتے اللہ تعالیٰ کے ذکر وعبادت سے غافل نہیں رہتے۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا:

ان للـه تعـالیٰ حـول العـرش مـوضـعا یسمیٰ حظیرة القدس وهو من النور فیها ملائکة لا یحصی عددهم الا الله تعالیٰ

يعبدون الله عزو جل عبادة لا يفترون ساعة (تنبیہ الغافلین ص ۱۸۷)

ترجمہ: عرش الٰہی کے اردگرد ایک جگہ ہے جسے حظیرۃ القدس یعنی پاکیزہ باڑہ اور مقدس دربار کہا جاتا ہے، اس میں اتنے فرشتے ہیں جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا وہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی کرتے ہیں اور ایک لمحہ کے لئے بھی عبادت سے غافل نہیں ہوتے۔

☆ حضرت عمر ن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مسجد میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو حدیث سنا رہے ہیں آپ نے فرمایا اے کعب احبار ہمیں ڈرائیں! تو انہوں نے فرمایا:

والله ان لله لملائكة قياما منذ يوم خلقهم الله ماثنوا اصلابهم وآخرين ركوعا ما رفعوا اصلابهم واٰخرين سجودا ا ما رفعوا رؤوسهم حتىٰ ينفخ فى الصور النفخة الآخرة فيقولون جميعا سبحانك اللهم و بحمدك ما عبدناك كنه ما ينبغى لك ان تعبد الخ۔ (حلیۃ الاولیاج ۵ص ۳۶۸،تنبیہ الغافلین ص ۲۹)

ترجمہ: بخدا اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں کہ جب سے انہیں پیدا کیا گیا ہے حالت قیام میں ہے اپنی پیٹھ کو جھکایا تک نہیں ہے۔اور کچھ فرشتے رکوع میں ہیں اپنی پیٹھ کو رکوع سے نہیں اٹھایا ہے اور کچھ فرشتے ایسے ہیں جو سجدے میں ہیں اپنے سروں کو سجدہ سے قیامت سے پہلے نہیں اٹھائیں گے۔جب قیامت قائم ہوگی تو تمام فرشتے عرض کریں گے اے اللہ تو پاک ہے، ہم نے کما حقہ تیری عبادت نہیں کی جیسی تیری عبادت ہونی چاہئے تھی ہم نے ویسی تیری عبادت وبندگی نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

والملائكة يسبحون بحمدربهم ويستغفرون لمن فى الارض (شوریٰ ۵)

ترجمہ:

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

وانا لنحن الصافون وانا لنحن المسبحون (......)

ترجمہ:

ان دونوں آیتوں سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) فرشتے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے وہ اللہ تعالیٰ پاکی بیان کرتے ہیں یعنی سبحان اللہ سبحان اللہ اور یا سبوح یا قدوس کا وظیفہ کرتے ہیں۔

(۲) وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بھی کرتے ہیں یعنی الحمد للہ یا لک الحمد والنعمۃ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں۔

(۳) اور زمین والے مومنین کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

فرشتوں میں کچھ وہ ہیں جو حالت قیام میں ہیں، کچھ رکوع میں ہیں، کچھ سجدے میں ہیں اور کچھ تشہد میں ہیں۔غرضیکہ وہ ہر طرح سے اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی اور ذکر کرتے ہیں اور اپنے رب کی فرماں برداری میں لگے رہتے ہیں، تسبیح وتہلیل، حمد وثنا، ذکر ودرود، مسلمانوں کی نصرت و مدد اور مومنین کے لئے دعائے مغفرت کرنا ان کی ڈیوٹی ہے۔

ایک عجیب الخلقت فرشتہ کی عبادت وذکر:

معزز سامعین! آئے ایک ایسی حدیث آپ کو سناؤں جسے سنیں گے تو انشاء اللہ دل مچل اٹھے گا اور آپ کے اندر اللہ کی عبادت وریاضت اور ذکر کا ذوق وشوق پیدا ہوجائے گا۔

عن ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ ان مما خلق الله لارضا من لؤلوءة بيضاء مسيرة الف عام عليها جبل من ياقوتة

حمرآء محدِق بها فی تلك الارض ملك قد ملأ شرقها وغربها له ستمأة رأس فی كل رأس ستمأة وجه فی كل وجه ستمأة الف وستون الف فم فی كل فم ستون الف لسان يثنی علی الله و يقدسه ويهلله ويكبره بكل لسان ستمأة الف وستون الف مرة فاذا كان يوم القيامة نظر الیٰ عظمة الله فيقول وعزتك ما عبدتك حق عبادتك۔(درمنثور ج۹ ص۱۷ سورہ نحل زیر آیت "ويخلق مالا تعلمون)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سفید موتیوں کی ایک زمین پیدا فرمائی ہے، جس کی مسافت (لمبائی چوڑائی) ہزار سال ہے، اس پر چاروں طرف سے ایک سرخ یاقوت کا پہاڑ ہے۔ اس زمین میں ایک فرشتہ ہے جس نے زمین کے پورب اور پچھم کو بھر رکھا ہے (اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس فرشتے کی جسامت کتنی ہوگی) اس فرشتے کے چھ سو سر ہیں اور ہر سر میں چھ سو چہرے ہیں (600×600=36000)، ہر چہرے میں چھ لاکھ ساٹھ ہزار مونھ ہیں (660000*3600=2376000000) ہر مونھ میں ساٹھ ہزار زبانیں ہیں (2376000000*60000=142560000000000)۔ وہ اللہ تعالیٰ کی ثنا، تقدیس، تہلیل اور بڑائی ہر زبان کے ساتھ چھ لاکھ ساٹھ ہزار مرتبہ بیان کرتا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو دیکھے گا اور کہے گا تیری عزت کی قسم! میں تیری عبادت کا حق ادا نہیں کر سکا۔

اللہ اکبر! اتنی لمبی عبادت و بندگی اور ذکر اللہ کرنے کے باوجود وہ بھی قیامت تک پھر بھی ان فرشتوں کو اپنی عبادت پر ناز نہیں بلکہ اتنی طویل ذکر و عبادت کے بعد وہ اس انداز اور تواضع کے ساتھ بارگاہ ذوالجلال میں عرض کرتے ہیں کہ مولیٰ ہم نے کما حقہ تیری عبادت نہیں کی اور ایک ہم ہیں کہ ہفتہ کی ایک نماز پڑھنے کے بعد اتنا اتراتے ہیں کہ لگتا ہے کہ ہم سے زیادہ دنیا میں اور کوئی عبادت گذار نہیں ہے۔ ؎

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اے مسلمانو! ہفتہ کی ایک نماز، یا چند عبادتوں پر ناز نہ کرو آسمان کے فرشتوں کی عبادت و بندگی ملاحظہ کرو اور اپنے آپ کو اللہ کی عبادت میں لگا دو۔ میرے بھائیو! ہمیں تو اتنا بھی معلوم نہیں کہ ہمارا ٹھکانہ جنت ہے یا جہنم؟ وہ صحابہ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے دنیا میں ہی جنت کی خوشخبری دیدی انہیں اپنی عبادت پر ناز نہیں تھا شب و روز عبادت و بندگی میں رہتے اور خوف خداوندی سے ہمہ وقت روتے اور اشکبار رہتے۔ حضرت ربیعہ اسلمی جن کو مصطفیٰ نے جنت میں اپنے رہنے کی گارنٹی عطا فرمائی ان سے بھی حضور نے فرمایا: اعنی بكثرة السجود۔ زیادہ سجدے کرو اور کثرت کے ساتھ سجدہ کر کے میری مدد کرو۔

عن انس ان رسول الله ﷺ قال وهو جالس مع اصحابه اذ سمع هَدة فقال اطت السماء و بحقها ان تئط قالوا وما الاطيط قال تناقضت السماء وبحقها ان تنقض والذی نفس محمد بيده ما فيها موضع شبر الا فيه جبهة ملك ساجديسبح الله بحمده۔ (درمنثور ج۹ ص۱۳۵۱ اسراء ۴۴)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ آپ اپنے صحابہ کرام کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ اچانک ایک آواز سنی، تو آپ نے فرمایا آسمان چر چرا رہا ہے اور چر چرانا اس کا حق ہے۔ صحابہ کرام نے پوچھا حضور! آسمان کیوں چر چرا رہا ہے؟ فرمایا آسمان ٹوٹ رہا ہے اور آسمان کا ٹوٹنا حق بھی ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے آسمان میں ایک بالشت جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں سجدہ کرنے والے فرشتے کی پیشانی نہ ہو۔

جب آسمان میں ایک بالشت جگہ اللہ کی عبادت و بندگی کرنے والے فرشتوں سے خالی نہیں تو تم بھی تہیہ کر لو کہ انشاء اللہ آج سے ہم اپنی مسجد میں اس کثرت سے حاضر ہوں گے کہ مسجد کی ایک صف بھی محلّہ کے نمازیوں سے خالی نہیں رہے گی۔

عبادت کا جذبہ جو بیدار ہو جائے

ہے یقین مجھ کو شیطان ذلیل وخوار ہو

☆عن علی بن ابی طالب فی قوله ویسئلونك عن الروح قال هو ملك من الملائكة له سبعون الف وجه لكل وجه منها سبعون الف لسان لكل لسان منها سبعون الف لغة یسبح الله بتلك اللغات كلها یخلق الله من كل تسبیحة ملكا یطیر مع الملائكة الیٰ یوم القیٰمة۔

(ابن جریر ج۱۵ص۱۷۱، درمنثور ج۹ص۴۳۳ اسراء ۸۵)

ترجمہ: روح فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہے، جس کے ستر ہزار منہ ہیں اور ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں، ہر زبان کی ستر ہزار لغتیں (بھاشائیں) ہیں، وہ ان تمام زبانوں میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو قیامت تک ملائکہ کے ساتھ اڑتا رہے گا۔

☆عن ابن مسعود قال الروح ملك فی السماء الرابعة وهو اعظم من السماوات والجبال ومن الملائكة یسبح كل یوم اثنی عشر الف تسبیحة یخلق الله من كل تسبیحة ملكا من الملائكة یجئی یوم القیامة صفا وحده۔(ابن جریر ج۲۴ص۴۶، درمنثور ج۱۵ص۲۱۲ نباء)

ترجمہ: روح چوتھے آسمان میں ایک فرشتہ ہے اور وہ آسمانوں، پہاڑوں اور فرشتوں سے بہت بڑا ہے، وہ روز بارہ ہزار مرتبہ تسبیحات کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔ وہ قیامت کے دن تنہا اور انفرادی صف کی صورت میں ہوگا۔

☆عن سعید بن جبیر ان عمربن الخطاب سأل النبی ﷺ عن صلاة الملائكة فلم یرد علیه شیئا فاتاه جبریل فقال ان اهل السماء الدنیا سجود الیٰ یوم القیامة یقولون سبحان ذی الملك والملكوت واهل السماء الثانیة ركوع الیٰ یوم القیامة یقولون سبحان ذی العزة والجبروت واهل السماء الثالثة قیام الیٰ یوم القیامة الیٰ یوم القیا مة یقولون سبحان الحی الذی لایموت۔ (ابن جریر ج۱ص۵۰۲، حلیۃ الاولیاء ج۴ص۷۷، ۲۷، درمنثور ج۱ص۲۴۷ بقرہ ۳۰)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب نے نبی کریم ﷺ سے فرشتوں کی نماز کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا پھر جبریل امین تشریف لائے اور فرمایا آسمان دنیا والے قیامت تک سجدہ میں ہیں او کہہ رہے ہیں سبحان ذی الملک والملکوت اور دوسرے آسمان والے قیامت تک رکوع میں ہیں اور سبحان ذی العزۃ والجبروت کہہ رہے ہیں۔ اور تیسرے آسمان والے قیامت قیام میں ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں: سبحان الحی الذی لایموت۔

سبحان اللہ اور الحمد للہ کی فضیلت:

الحمد لله الذی یسبح له مافی السمٰوت والا رض وهو العزیز الحکیم والصلوة والسلام علیٰ علی رسوله الذی شق اسمه من اسمه وهو بالمؤمنین رؤف رحیم وعلیٰ اٰله وصحبه تشتاق لهم جنات النعیم۔

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمٰن الرحیم

فسبح بحمد ربك (النصر۳)

صدق الله مولانا العظیم وبلغنا رسوله الکریم

فخر از ہر، وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین مفتی اعظم ہند حضور تاج الشریعہ فرماتے ہیں۔

کچھ کریں اپنے یار کی باتیں
کچھ دل داغدار کی باتیں
میں بھی گذرا ہوں دور الفت سے
مت سنا مجھ کو پیار کی باتیں
مر نہ جانا متاع دنیا پر
سن کے تو مالدار کی باتیں
یوں نہ ہوتے اسیر دولت تم
سنتے گر ہوشیار کی باتیں
ہر گھڑی وجد میں رہے اختر
پہنچے اس دیار کی باتیں

حضرات گرامی باوقار!

آج کی اس محفل ذکر خدا و ذکر مصطفیٰ میں کچھ دیر آپ حضرات کے سامنے تسبیح وتحمید یعنی سبحان اللہ اور الحمد للہ کی فضیلت و برکت پر چند احادیث کریمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا امید ہے کہ آپ حضرات میری بات بغور سماعت کریں گے اور قرآن واحادیث کے نور سے اپنے قلب وجگر کو منور کریں گے۔آئے ایک بار کونین کے دولہا، پریشان حالوں کے ملجا و ماوا، مالک ارض وسما، مصداق واللیل اذا سجیٰ، محبوب کبریا، شہ ہر دوسرا، زینت بزم انبیا حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں جھوم جھوم کر درود وسلام کا ہدیہ پیش کریں اور پڑھیں بآواز بلند:

درود شریف:

حضرات گرامی باوقار! ذکر کی بے شمار قسمیں اور طریقے ہیں جو آپ نے بارہا سماعت کیا ہوگا۔ان میں سے ایک قسم وطریقہ تسبیح اور ایک طریقہ تحمید بھی ہیں یعنی سبحان اللہ اور الحمد للہ کہنا۔بولنے اور سننے میں تو بہت مختصر ہیں یہ دونوں کلمات مگر ان دونوں کا اجر وثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنا عطا کیا جاتا ہے کہ شمار نہیں کیا جا سکتا۔اللہ تعالیٰ نے تسبیح وتحمید کا حکم دیتے ہوئے اپنے مقدس کلام میں ارشاد فرمایا:

فسبح بحمد ربك (النصر ۳) یعنی.......

اورحضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضوراکرم نورمجسم ﷺ نے فرمایا: واکثر من التسبیح والتکبیر والتھلیل (کنز العمال ج۱۰ص۲۸۸) سبحان اللہ، اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ خوب کثرت سے پڑھا کرو۔

آیت کریمہ اور حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سبحان اللہ اور الحمدللہ ایسا ذکر ہے جس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور اس کے محبوب پاک ﷺ نے دیا ہے اور آپ جانتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداری کرے تو اس کے لئے فوزوفلاح اور کامیابی وکامرانی اور جنت کی ضمانت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ اپنے مقدس کلام مجید فرقان حمید میں ارشادفرماتا ہے: من یطع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزا عظیما۔(۔۔۔) جوحکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا تو بے شک اس کے لئے بڑی کامیابی ہے۔ اور ایک دوسرے مقام پر ارشادفرماتا ہے:

ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا و ذلك الفوز العظیم (نساء۱۳) ترجمہ: یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جوحکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

تو برادران ملت اسلامیہ اگر آپ کامیابی چاہتے ہیں، فلاح وظفر چاہتے ہیں، جنت اور اس کی نعمتوں کی آرزو ہے تو کثرت کے ساتھ سبحان اللہ اور الحمدللہ کا وردکرتے رہئے۔

حضرت اسحاق بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ومن قال سبحان اللہ و بحمدہ کتب لہ مأۃ الف حسنۃ واربعۃ و عشرون الف حسنۃ۔قالوا یارسول اللہ اذًا لا یھلك احد منا قال بلی ان احدکم یجئی بالحسنات لہ لو وضعت علی جبل ثقلتہ (کنز العمال ج۱ص۶۱)

جس نے سبحان اللہ وبحمدہ یعنی سبحان اللہ اور الحمدللہ کہا اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ اتنی نیکیاں عطا کی جائیں گی تو ہم میں سے کوئی ہلاک نہیں ہوگا، جہنم میں نہیں جاسکتا۔ تو سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا بے شک تم میں سے ایک آدمی اتنی نیکیوں کے ساتھ آئے گا کہ اگر ان نیکیوں کو کسی پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ نیکیاں پہاڑ سے زیادہ وزنی ہوجائیں۔

(۲) حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الا اخبرك باحب الکلا م الی اللہ قلت یارسول اللہ اخبرنی باحب الکلا م الی اللہ فقال ان احب الکلام الی اللہ سبحان اللہ و بحمدہ ۔(مسلم ج۔۔۔ص۔۔۔۔۔، نسائی ج۔۔۔۔۔۔ص۔۔۔۔۔۔، ترمذی ج۔۔۔۔ص۔۔۔۔۔۔۔۔)

کیا میں تجھ کو یہ نہ بتادوں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ کلام کیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ! ضرور بتائیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب کلام کیا ہے۔ تو سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ وبحمدہ یعنی سبحان اللہ اور الحمدللہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اول من یدعی الی الجنۃ الحمادون الذین یحمدون اللہ فی السراء والضراء۔ (مجمع الزوائد ج۱۰ص۸۵) قیامت کے دن اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سب سے پہلے انہیں لوگوں کو بلایا جائے گا جو دنیا میں خوشی اور غم ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں یعنی الحمدللہ کہتے ہیں۔

اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: افضل عباد اللہ تعالیٰ یوم القیمۃ الحمادون ۔(مجمع الزوائد ج۱۰ص۸۵، المعجم الکبیر ج۱۸ص۱۲۵)

ترجمہ: اللہ کے بندوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بہتر بندہ وہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتے ہیں اور الحمدللہ کا وردکرتے ہیں۔

(۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: من قال سبحان اللہ وبحمدہ فی یوم مأۃ مرۃ حطت خطایاہ وان کانت مثل زبد البحر (بخاری ج۲ص۹۴۸)

ترجمہ: جس شخص نے ایک دن میں سو بار سبحان اللہ وبحمدہ کہا اس کے گناہ مٹا دئے جائیں گے اگر چہ اس کے گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

عن انس بن مالك قال كنت مع النبى ﷺ فى سفر فمر علىٰ شجرة يابسة فضربها بعصا كانت فى يده فتناثر الورق فقال النبى ﷺ ان سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبريساقطن الذنوب كما تساقط هذه الشجرة ورقها (حلیۃ الاولیا ج۵ص۵۵)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھا سفر کے دوران حضور اقدس ﷺ کا گذر ایک سوکھے درخت کے پاس سے ہوا، حضور کے دست مبارک میں لاٹھی تھی، آپ نے درخت پر لاٹھی مارا تو اس کے پتے گرنے لگے۔ حضور نے فرمایا بے شک سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنے سے گناہ ایسے ہی گرنے لگتے ہیں جس طرح اس درخت سے پتے گر رہے ہیں۔

اس حدیث پاک سے سبحان اللہ اور الحمد للہ کی فضیلت و برکت کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کی بھی فضیلت و فائدہ معلوم ہوگیا۔ ان مبارک کلمات کے پڑھنے سے پڑھنے والے کے جسم سے گناہ ایسے ہی جھڑنے لگتے ہیں جس طرح ایک سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ وہ گناہوں سے پاک وصاف ہو جائیں گے اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عزت وسرخروئی اور کامیابی ملے گی

تسبیح فاطمی:

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ چکی پیسنے کی وجہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں نشانیاں پڑ گئی تھیں۔ حضور اکرم ﷺ کے پاس کچھ قیدی غلام تھے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں تا کہ غلام حاصل کر لیں۔ مگر اس وقت حضور ﷺ کا شانہ اقدس میں موجود نہیں تھے، اس لئے حضرت فاطمہ کی ملاقات سرکار سے نہ ہوسکی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات ہوئی اور انہیں سے اپنا حال اور آنے کا مقصد بتادیا اور پھر آپ گھر واپس آ گئیں۔ جب حضور علیہ السلام گھر تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے حضور سے بتایا کہ حضرت فاطمہ آپ سے اس غرض سے ملنے آئی تھیں، آپ سے ملاقات نہیں ہوئی تو چلی گئیں۔ یہ خبر سن کر حضور اکرم ﷺ اپنی بیٹی کے گھر تشریف لائے، اس وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے بستر پر لیٹی ہوئی تھیں۔ ہم دنوں حضور ﷺ کے لئے اٹھنے لگے تو سرکار نے فرمایا اپنی جگہ بیٹھے رہو۔ پھر حضور ہمارے درمیان بیٹھ گئے، حتیٰ وجدت برد قدميه علىٰ صدرى یہاں تک کہ میں نے اپنے سینے کے پاس نبی ﷺ کے قدموں کی ٹھنڈک محسوس کی۔ آپ نے فرمایا:

الا ادلكماعلى ما هوخيرلكما من خادم اذاآويتما الىٰ فراشكما او اخذتما مضاجعكما فكبرا ثلاثاو ثلاثين و سبحا ثلاثا و ثلا ثين و احمدا ثلاثا و ثلاثين فهذا خير لكما من خادم۔ (بخاری ج۲ص....)

یعنی تم نے جو مجھ سے سوال کیا ہے، مانگا ہے کیا میں تم کو اس سے اچھی چیز نہ بتادوں؟ جب تم دونوں اپنے بستروں پر جاؤ تو ۳۴ بار اللہ اکبر کہو، ۳۳ بار سبحان اللہ کہو اور ۳۳ بار الحمد للہ کہو یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔

حضرات!

جو وظیفہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے اپنی بیٹی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بتایا تھا اسے تسبیح فاطمی کہا جاتا ہے۔ اس کی خوبی یہ ہے کہ کام کاج کی وجہ سے کتنی ہی تھکاوٹ کیوں نہ ہو اس وظیفہ کی برکت سے ساری تھکاوٹ انشاء اللہ الرحمٰن دور ہو جائے گی اور جسم ودل کو آرام وسکون ملے گا۔ اور کیوں نہ ملے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ ارشاد الٰہی ہے: الا بذكر الله تطمئن القلوب۔ سنو اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان وسکون ملتا ہے۔ اس وظیفہ کریم کی فضیلت میں خود سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من سبح لله فى دبر كل صلوٰة ثلثا و ثلا ثين وحمد الله ثلا ثا و ثلاثين و كبرالله ثلاثا و ثلاثين فتلك تسعة و تسعون

وقال تمام المائة لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو علیٰ كل شئی قدیر۔غفرت خطایاه وان كانت مثل زبد البحر۔(مسلم ج........ص..........مشکوٰۃ ص.........)

جو ہر نماز کے بعد ۳۳/بار سبحان اللہ، ۳۳/بار الحمد للہ اور ۳۳/بار اللہ اکبر کہے اور ایک بار لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شئی قدیر کہہ کے سو کا عدد پورا کر لے تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگر چہ گناہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

مگر آج کی خواتین اسلام کا حال یہ ہے کہ درجنوں گانے انہیں زبانی یاد ہیں مگر قرآن کی ایک آیت بھی وہ دیکھ کر نہیں پڑھ سکتی ،فلمی دنیا کی ہیروئینوں کے طرز پر ان کے جسم پر ایسے باریک کپڑے ہوتے ہیں جن سے ان کے بدن کا رنگ و روپ اور بناوٹ ایسے نظر آتی ہے گویا انہوں نے کپڑے پہنے ہی نہ ہوں۔بے پردہ مارکیٹوں میں ،شاپنگ سینٹروں اور تماشا گاہوں میں گھومتی اور اپنے حسن و ادا کی نمائش کرتی ہوئی نظر آتی ہیں اور یہی وجہ ہے آج ان کی عزت وعفت محفوظ نہیں۔اے میری ماں بہنو! اگر تم عزت کی زندگی چاہتی ہو اور خود کو جہنم کی آگ سے اپنے بدن کو بچانا چاہتی ہو تو ایسی زندگی گزارو جیسی زندگی حضور کی پاکیزہ بیویوں نے گزاری ایسی زندگی گزارو جیسی زندگی حضور کی پیاری بیٹی حضرت فاطمہ نے گزاری ،حجاب میں رہو ،قرآن کی تلاوت کرو ، ذکر خدا میں مشغول رہو ،حضور کی بارگاہ میں درود پڑھو۔اگر ایسی زندگی تم نے اختیار کر لی تو یقین جانو تمہیں عزت بھی ملے گی ،جنت بھی ملے گی اور اللہ ورسول کی خوشنودی بھی ملے گی۔

عزت ملے گی بہنو رہو تم بھی اس طرح
رہتی تھیں جیسے فاطمہ زہرا نقاب میں
بے پردگی سے ہوتے ہیں ناراض مصطفیٰ
اسلامی بہنو گھر سے نکلنا حجاب میں
وماعلینا الا البلاغ

صدقہ کی قسمیں مع فضائل وبرکات

الحمد للہ رب السماوات السبع وھو السمیع العلیم والصلوۃ والسلام علیٰ نبیہ وھو بالمؤمنین رؤف رحیم وعلیٰ اٰلہ وصحبہ الی یوم لا ینفع مال و لا بنون الا من اتی اللہ بقلب سلیم

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ویطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا و یتیما واسیرا (الدھر ۸)وقال النبی ﷺ کل معروف صدقۃ(مجمع الزوائد ج۳ص۲۴۹)

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ الکریم

بعد ذکر کبریا کونین میں ذیشان ہے
آپ کی ذات گرامی مظہر رحمان ہے
دیدیا امن وامان فتح وظفر کے بعد بھی
رحمۃ للعالمین کی کیا نرالی شان ہے
درس ملتا ہے ہمیں قرآن کی تعلیم سے
ماننا حکم نبی اللہ کا فرمان ہے
تین سو تیرہ اِدھر ہیں اُس طرف جم غفیر
ہے مقابل حق و باطل بدر کا میدان ہے

درود شریف:

عزیزان ملت اسلامیہ!

کچھ سننے اور سنانے سے پہلے بانداز غلامانہ، درودوسلام کا نذرانہ، تحفہء عاشقانہ بہار لاہوت، شناور دریائے ناسوت، مبداء انوار ازلیہ، منشاء عروج کمالیہ، کاشف حقائق، واقف اسرار ودقائق محمد عربی صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کریں:

اللھم صل علی سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد کماصلیت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم انك حمید مجید

رفیقان گرامی!

صدقات وخیرات اور عطیات وزکات کے موضوع پر قرآن واحادیث کی روشنی میں معلومات سے لبریز علماء اہل سنت، مشائخ طریقت اور خطباء قوم وملت کی زبانی آپ نے بارہا سنا ہوگا۔ آج میں اس نورانی اور عرفانی ماحول میں صدقہ کی قسموں اور اس کی شاخوں پر کچھ روشنی ڈالوں گا تاکہ آپ کے معلومات میں ایک نئی چیز کا اضافہ ہو۔ ایسی بہت سی باتیں اور چیزیں اور کام ہیں جنہیں شریعت مطہرہ نے صدقہ کا نام دیا اور قرآن واحادیث میں ان پر اجروثواب اور مغفرت وبخشش کا وعدہ ہے۔ صرف مال وزر اور سونے چاندی ہی خرچ کرنا ہی صدقہ نہیں کہلاتا بلکہ اس کے علاوہ بے شمار ایسے عمل ہیں جو صدقہ کا درجہ رکھتے ہیں اور جن سے اللہ رب العزت بہت خوش ہوتا ہے اور ان عملوں کو کرنے والوں کو جنت ورحمت کی بشارت سے نوازا گیا ہے۔ آقائے نامدار مدنی تاجدار، شہر یار ارم تاجدار حرم، نوشہ بزم جنت، شب اسریٰ کے دولہا، گل باغ رسالت محمد عربی روحی فداہ ﷺ نے تو یہاں تک کہ فرمایا ہے کہ: کل معروف صدقۃ

ومن المعروف ان تلقى اخاك بوجه طلق وان تفرغ من دلوك فى انائه ۔(مجمع الزوائد ج۳ص۲۴۹) بھلائی کا ہر کام صدقہ ہےاور بھلائی سے یہ بھی ہے کہ تو اپنے بھائی سے خوش ہوکر، مسکرا کرملواور اپنے ڈول سے پانی اپنے بھائی کے برتن میں ڈال دوتو یہ بھی صدقہ ہے۔اب اس حدیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوگئی کہ ہر نیک کام اور ہر بھلائی صدقہ ہے۔کھانا کھلانا.......پانی پلانا........کپڑا پہنانا.......راستہ سے تکلیف دہ چیزیں مثلا کانٹا، پتھر، اینٹ، کیل اور شیشے کا ٹکڑا ہٹادینا.......مومن بھائی سے مسکرا کرملنا........مسلمان بھائی کے غم کو دور کرکے اسے خوشی دینا........راستہ بتادینا.......دین کی باتیں سیکھنا سکھانا........بھائی کی مدد کرنا........بیماروں کی تیمارداری........مسلمان کی نماز جنازہ میں شرکت ....اور اہل وعیال پرخرچ کرنا یہ ساری باتیں صدقہ کی قسمیں اور شاخیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ان تمام اعمال پرصدقہ وخیرات کرنے کا اجروثواب عطافرماتا ہے۔

صدقہ کی قسمیں:

عن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ وان تبسمك فى وجه اخيك يكتب لك به صدقة وان افراغك من دلوك فى دلو اخيك يكتب لك به صدقة وان افراغك من دلوك فى دلواخيك يكتب لك به صدقة واماطتك الاذىٰ عن الطريق يكتب لك به صدقة وان امرك بالمعروف صدقة و نهيك عن المنكر صدقة وارشاد ك الضال يكتب لك به صدقة ۔(مجمع الزوائد ج۳ص ۲۴۷،المعجم الاوسط حدیث نمبر۸۳۴۰، کشف الاستار حدیث نمبر ۹۵۶)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ پیغمبر اسلام، مرجع الانام محمد مصطفی ﷺ نے فرمایا اگرتم اپنے مومن بھائی کو دیکھ کرمسکراؤ تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تمہیں صدقہ کرنے کا اجر عطافرمائے گا۔اپنے ڈول کا پانی اپنے بھائی کے ڈول میں ڈالو گےتو اس پر بھی تمہیں صدقہ کا ثواب عطا کیا جائے گا۔راستہ سے تکلیف دہ چیزیں ہٹادینا بھی صدقہ ہے، بھلائی کا حکم دینا برائی سے روکنا بھی صدقہ ہےاور بھٹکے ہوئے شخص کی رہنمائی کرنا اور اسے سیدھا راستہ بتادینا بھی صدقہ ہے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ پیارے نبی مصطفیٰ کریم ﷺ نے فرمایا:

يا حميراء من اعطىٰ نارا فكانما تصدق بجميع ماانضجت تلك النار ومن اعطىٰ ملحا فكانما تصدق بجميع ما طيب ذلك الملح ومن سقىٰ مسلما شربة من ماء حيث يوجد الماء فكانما اعتق رقبة ومن سقىٰ مسلما شربة من ماء حيث لا يوجد الماء فكانما احياها ۔(ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۴۷۴، کنزالعمال ج۶ص ۴۱۹، مجمع الزوائد ج۳ص ۲۴۵)

ترجمہ: اے حمیرا! (یہ حضرت عائشہ صدیقہ کا لقب ہے) جس نے کسی کو آگ دیا تو اس آگ سے جو کچھ پکایا گیا تو گویا اس نے وہ سب صدقہ کردیا، اور جس نے نمک کسی کو دیا تو اس نمک سے جو کچھ لذیذ کھانا بنا ان تمام کو صدقہ کرنے کا ثواب اسے عطا کیا جائے گا۔اور جس نے کسی مسلمان کو ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی ملتا ہو تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب دیا جائے گا۔اور اگر ایسی جگہ پانی پلایا جہاں پانی نہیں ملتا ہو تو گویا پانی پلانے والے نے اس آدمی کو زندگی بخش دی جس کو پانی پلایا گیا ہے۔

یہ ہے اسلام کی تعلیمات کہ آگ، پانی اور نمک دینے پر بھی صدقہ کرنے کا اجروثواب عطا کیا جاتا ہے۔اوران تین چیزوں کی اہمیت اتنی ہے جس کا بیان لفظوں میں کماحقہ نہیں کیا جاسکتا ہے۔ہر کوئی جانتا ہے کہ ان تین چیزوں کی کتنی ضرورت ہوتی ہے۔اور یہی وجہ ہے اسلام نے حکم دیا ہے کہ ان تین چیزوں سے کسی کو منع نہ کیا جائے۔چنانچہ حدیث میں ہے کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس ﷺ سے پوچھا:

يا رسول الله ماالشئى الذى لايحل منعه قال الماء والملح والنار ۔یارسول اللہ وہ کونسی چیز ہے جس سے منع کرنا جائز نہیں؟ تو حضور نے فرمایا (۱) پانی (۲) نمک (۳) اور آگ۔ان تین چیزوں سے کسی کو منع نہ کیا جائے۔(مجمع الزوائد ج۳ص ۲۴۵)

درودشریف: اللهم صل علىٰ سيدنامحمد و علىٰ آل سيدنا محمد كماتحب وترضاه له۔

راستہ سے تکلیف دہ چیزیں بھی ہٹانا صدقہ ہے:

سامعین باوقار!

اسلامی تعلیمات کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات ظاہر ہے کہ جس طرح اللہ کی راہ میں مال وزرخرچ کرنا صدقہ ہے اسی طرح راستہ سے تکلیف دینے والی چیزوں کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔مثلا راستہ میں کانٹا، پتھر، اینٹ اور کیل وغیرہ پیروں میں چبھنے والی چیزیں پڑی ہوں جن سے چلنے والوں کو تکلیف ہو، پیر زخمی ہو جائے تو ایسی تکلیف دہ چیزوں کو ہٹا دینا بھی صدقہ ہے اور اسلام کی نظر میں محبوب صدقہ ہے۔اور ایسا عمل جس کو اللہ تعالیٰ اتنا پسند فرماتا ہے کہ اس عمل پر نیکیاں عطا فرماتا ہے اور جنت کا حقدار بھی بنا دیتا ہے۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:من اخرج من طریق المسلمین شیئا یؤذیھم کتب اللہ لہ بہ حسنۃ و من کتب لہ حسنۃ ادخلہ بھا الجنۃ۔(مجمع الزوائد ج۳ص۲۴۸،المعجم الاوسط حدیث نمبر۳۲)

ترجمہ: جس نے مسلمانوں کے راستہ سے ایسی چیز ہٹادیا جس سے انہیں تکلیف ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور جس کے لئے ایسی ایک نیکی لکھ دی جائے تو وہ اسی ایک نیکی کی بدولت جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔

حضرت ابوبرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:یا ابابرزۃ امط الاذیٰ عن الطریق فان لک بذلک صدقۃ۔(کنز العمال ج۶ص۴۲۹)

ترجمہ: اے ابوبرزہ!راستہ سے تکلیف دینے والی چیزوں کو ہٹاؤ کیونکہ اس کے بدلے تمہیں صدقہ کرنے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔

اور حضرت ابوشیبہ مُہری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راستہ چل رہے تھے اور آپ کے ساتھ ایک اور شخص تھا، اس شخص نے راستہ میں پڑے ایک پتھر کو ہٹادیا تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ اس شخص نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ:من رفع حجر ا من الطریق کتب لہ حسنۃ و من کانت لہ حسنۃ دخل الجنۃ۔جس نے راستہ سے پتھر کو ہٹادیا اس کے لئے نیکی لکھی جائے گی۔اور جس کے پاس نیکی ہوگی اسے جنت میں داخل کیا جائے گا۔(مجمع الزوائد ج۳ص۲۴۹،المعجم الکبیر ج۲۰ص۱۰۱)

جنت میں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جنت میں دیکھا تو مجھے ایک ایسا شخص نظر آیا جس نے کبھی کوئی بھلائی کا کام کیا ہی نہیں۔تو میں نے دل ہی دل میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کس عمل خیر کے صلہ میں جنت عطا فرمائی ہے؟فقیل لی یا محمد ان ھذا کان یرفع الاذیٰ عن طریق المسلمین یرید بہ وجہ اللہ فشکر اللہ لہ ذلک وادخلہ الجنۃ۔تو آواز آئی یارسول اللہ!یہ شخص مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف پہنچانے والی چیزیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہٹایا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کو قبول فرمالیا اور اس کے بدلہ میں اسے جنت میں داخل فرمادیا۔

پریشان حال کی مدد بھی صدقہ ہے:

عزیزان ملت اسلامیہ!

مصیبت زدہ، پریشان حال اور ضرورت مندوں کی مصیبتوں اور پریشانیوں کو دور کر دینا اور ان کی ضرورتیں پوری کرنا بھی اسلام کی نظر میں صدقہ ہے اور اس کی بڑی فضیلت وثواب ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم، نور مجسم، سید عرب وعجم ﷺ نے فرمایا: ہر مسلمان پر صدقہ ہے۔عرض کی یارسول اللہ اگر صدقہ کی طاقت نہ ہوتو؟ ارشاد فرمایا محنت کر کے کمائے اور خود بھی فائدہ اٹھائے اور صدقہ بھی کرے۔عرض کی یارسول اللہ اگر اس کی بھی طاقت نہ ہوتو؟

فرمایا:فیعین ذاالحاجۃ الملھوف۔حاجت مندوں اور پریشان حال کی مدد کریں۔(کنز العمال ج۶ص۴۱۱)

بھوک سے نڈھال سیدہ کا واقعہ:

حضرت عبداللہ بن مبارک جو بہت بڑے عالم،محدث،فقیہ اور ولی کامل بزروگ تھے۔ان کا معمول تھا کہ ایک سال حج کرتے اور ایک سال جہاد کیا کرتے تھے۔وہ فرماتے ہیں کہ ایک سال جبکہ میرا حج کا سال تھا،میں پانچ سو اشرفیاں لے کر حج کے ارادے سے چلا اور کوفہ میں جس جگہ اونٹ فروخت ہوتے ہیں پہنچا۔تا کہ اونٹ خریدوں۔وہاں میں دیکھا کہ گڑھے پر ایک مری ہوئی بطخ پڑی ہے اور ایک عورت اس کے پاس بیٹھی ہوئی اس کے پر نوچ رہی ہے۔میں اس عورت کے قریب گیا اور اس سے پوچھا کہ یہ کیا حرکت کر رہی ہے؟وہ کہنے لگی جس کام سے تمہیں کوئی واسطہ نہیں اس کی تحقیق کی کیا ضرورت ہے؟مجھے اس کے کہنے سے کچھ فکر ہوئی،تو میں نے پوچھنے پر اصرار کیا۔وہ کہنے لگی تمہارے اصرار نے مجھے اپنا حال ظاہر کرنے پر مجبور کر دیا،میں سیدانی ہوں،میری چار لڑکیاں ہیں،ان کے باپ کا انتقال ہو گیا ہے۔آج چوتھا دن ہے ہم نے کچھ نہیں چکھا۔ایسی حالت میں مردار حلال ہے۔یہ بطخ لے جا کر ان لڑکیوں کو کھلاؤں گی۔ابن مبارک کہتے ہیں مجھے اپنے دل میں ندامت ہوئی اور میں نے اس عورت سے کہا کہ اپنی گود پھیلاؤ،اس نے پھیلائی،می نے وہ پانچ سو اشرفیاں ڈال کر میں اپنے گھر چلا آیا۔اور حج کا ارادہ ملتوی کر دیا۔جب حجاج فراغت کے بعد واپس آئے تو میں ان سے ملا۔جس سے ملتا اور یہ کہتا کہ حق تعالیٰ شانہ تمہارا حج قبول کرے،وہی یہ کہتا کہ اللہ تعالیٰ تمہارا بھی حج قبول کرے۔اور جب میں کوئی بات کرتا تو وہ کہتے ہاں ہاں فلاں جگہ تم سے ملاقات ہوئی تھی۔میں بڑی حیرت میں تھا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔میں نے ایک رات حضورﷺ کی خواب میں زیارت کی۔حضورﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عبداللہ!تعجب کی بات نہیں ہے تو نے میری اولاد میں سے ایک مصیبت زدہ کی مدد کی تھی میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ تیری طرف سے ایک فرشتہ مقرر کر دے جو ہر سال تیری طرف سے قیامت تک حج کرتا رہے۔اب تجھے اختیار ہے چاہے حج کرا یا نہ کرنا۔(فضائل حج از زکریا کاندھلوی بحوالہ گستاخوں کا برا انجام ص۱۶۱)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرنا،پریشان حال اور ضرورت مندوں کی مدد کرنا ایسا عمل ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم کی بارگاہ میں بیحد مقبول ہے اور اس پر اللہ تعالیٰ عظیم اجر و ثواب اور بڑا انعام و اکرام سے نوازتا ہے۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد رسول کی محبت اور ان کی تعظیم و توقیر کرنا اہل ایمان کی نشانی ہے۔خود آقا علیہ السلام نے فرمایا ہے کوئی ایمان والا اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھ سے اور میرے اہل بیت سے محبت نہ کرے۔(صواعق محرقہ)

محبت ال و یاران نبی کی سب پر واجب ہے

بقول مصطفیٰ یہ اہل جنت کی نشانی ہے

اور سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ؎

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول

نجم ہیں اور ناؤ عترت رسول اللہ کی

و ماعلینا الا البلاغ ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

نومولود کا پہلا حق:

الحمد لله الذی انعم علینا بنعمه والصلوٰة والسلام علی من ختمت النبوة به وعلیٰ اٰله و صحبه

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

واشکروا نعمت الله ان کنتم ایاه تعبدون(النحل ١١٤)

قال النبی ﷺ اول ما ینحل الرجل ولده اسمه فلیحسن اسمه(کنز العمال ج۱۶ص۴۲۳)

سر ہے سجدے میں خیال رخ جاناں دل میں
ہم کو آتے ہیں مزے ناصیہ فرسائی کے
سجدہ بے الفت سرکار عبث اے نجدی
بہر لعنت ہیں یہ سب داغ جبیں سائی کے
دشت طیبہ میں گما دے مجھے اے جوش جنوں
خوب لینے دے مزے بادیہ پیمائی کے
وہ رگ جان دو عالم ہیں بڑے بھائی نہیں
ہیں یہ سب پھندے برے تیرے بڑے بھائی کے
میں تو ہوں بلبل بستان مدینہ اختر
حوصلے مجھ کو نہیں قافیہ آرائی کے
(تاج الشریعہ)

حضرات!

آج میری تقریر کا عنوان ''نومولود کا پہلا حق'' ہے۔انشاءاللہ اس موضوع پر میں کچھ دیر آپ حضرات کے سامنے قرآن واحادیث کی روشنی میں کچھ قیمتی اور اہم معلومات پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حق بولنے اور حق سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔آئے کچھ سننے اور سنانے سے قبل وجہ تخلیق کائنات ،سیدا السادات ، رحمۃ للعالمین ، خاتم المرسلین ، راحت العاشقین ، مراد المشتاقین ،انیس الغریبین ،مطلوب الطالبین ،زینۃ السماوات والارضین ،محبوب رب العالمین ،مغیث الھالکین حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ واصحابہ بارک وسلم کی بارگاہ ناز میں جھوم جھوم کر عقیدت ومحبت کے ساتھ درودوسلام کا نذرانہ پیش کریں اور پڑھئے بآواز بلند:

درود شریف ﷺ

حضرات!اولاد بیٹا ہو یا بیٹی دونوں اللہ رب العزت کی بڑی عظیم نعمت ہیں اور ایسی نعمت ہیں کہ اس نعمت کے ملنے پر اللہ عزوجل کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔کوئی بھی انسان اس نعمت پر اللہ رب العزت کا کما حقہ شکرانہ ادا نہیں کرسکتا ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جب اللہ کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا فرمائے تو اس کا شکر ادا کرے۔اسی لئے انسان اپنی بساط ووسعت بھر نعمت کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور اسی شکر الٰہی کے اظہار کے لئے مسلمان محفل میلاد النبی ،قرآن خوانی اور فاتحہ کا انعقاد کرتا ہے۔اور یہ ضروری بھی کہ جس انسان کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے خواہ بیٹا ہو یا بیٹی ، دکان ہو یا مکان ،زمین ہو یا

جائیداد وہ اس کا شکرانہ ادا کرے، اس کی تعریف، کرے، اس کی بڑائی کا اظہار کرے، اس کی نعمتوں کا خوب خوب چرچا کرے۔ اسی طرح ہر اس ماں باپ پر فرض ہے کہ جس پاک پروردگار عالم نے اسے اولاد جیسی ایک عظیم نعمت عطا فرما کر اس پر احسان عظیم کیا، جس نے اولاد عطا کر کے والدین کی آنکھوں کو ٹھنڈک بخشی، جس خالق کائنات نے والدین کو ان کی آنکھوں کا تارا، نور نظر یا لخت جگر عطا فرمایا اس کی تعریف وتوصیف اور تسبیح وتہلیل اور ذکر و یاد میں رطب اللسان رہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

واشكروا نعمت الله ان كنتم اياه تعبدون (النحل ١١٤)

ترجمہ:

حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: من البسه الله نعمة فليكثر من الحمد لله ومن كثرت ذنوبه فليستغفر الله و من ابطأ رزقه فليكثر من قول لا حول ولا قوة الا بالله۔ (مجمع الزوائد ج۱۰ص۱۵۰، المعجم الصغیر ج۲ص۷۲)

ترجمہ: جس کو اللہ کوئی نعمت عطا فرمائے تو اللہ کا شکرانہ بجالانے کے لئے کثرت کے ساتھ الحمدللہ کہے اور اللہ رب العزت کی تعریف کرے۔ اور گناہ زیادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرے اور اگر رزق میں تاخیر ہو برکت نہ نازل ہو یا بے روزگاری ہو تو کثرت کے ساتھ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھے۔

معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل کی جانب سے نعمت ملنے پر اس کے شکرانے کا سب سے عمدہ طریقہ اس کی تعریف کرنا ہے، اس کی حمد بجالانا ہے الحمدللہ کا کثرت کے ساتھ وظیفہ کرنا ہے۔ چنانچہ:

حضر حکم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اذا قلت الحمد لله رب العلمين فقد شكرت الله فزادك۔

(تفسیر ابن جریر ج۱ص۱۳۶، درمنثور ج۱ص۵۵)

ترجمہ: جب تم الحمدللہ کہو گے تو گویا تم نے اللہ کا شکر بجالایا اور پھر اللہ تعالیٰ تیرے شکرانے کو قبول فرما کر تمہاری اس نعمت میں اضافہ اور برکتیں عطا فرمائے گا جو نعمت اس نے تمہیں بخشی ہے۔

محبان گرامی!

اولاد کی شکل میں اللہ جل مجدہ نے جو نعمت عطا فرمائی ہے والدین پر ضروری ہے کہ اس نعمت کی قدر کریں یعنی اولاد کے حقوق جو شریعت نے ماں باپ پر عائد کئے ہیں ان کا خیال ولحاظ رکھیں۔ اولاد کی اچھی تربیت وتعلیم اور عمدہ اخلاق وکردار سے آراستہ کریں اور ان کی صحیح نگہبانی کریں۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: كلكم راع وكلكم مسؤل عن رعيته۔ تم میں سے ہر شخص نگہبان ہے اپنے ماتحت کا تو ہر شخص سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ اور باپ نگہبان ونگراں ہے اپنی اولاد کا تو اس نگہبان ونگراں پر اولاد کے متعدد حقوق میں سے ایک حق یہ ہے کہ اس کا نام اچھا رکھے، اس کے لئے اچھے ناموں کا انتخاب کرے اور جن ناموں کا معنیٰ بھی اچھا ہو، تاکہ اس کا اثر بھی اچھا ہو۔ یعنی اسلامی نام رکھے جائیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: اول ما ينحل الرجل ولده اسمه فليحسن اسمه۔

(کنز العمال ج۱۶ص۴۲۳)

ترجمہ: سب سے پہلا تحفہ جو مرد اپنی اولاد کو دے وہ اس کا نام ہے۔ تو چاہئے کہ اپنی اولاد کا نام اچھا رکھے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حق الولد على الوالد ان يحسن اسمه و يحسن ادبه۔ (کنز العمال ج۱۶ص۴۱۷) ترجمہ: اولاد کا حق باپ پر یہ ہے کہ اس کا نام اچھا رکھے اور اسے اچھا ادب سکھائے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حق الولد علىٰ والده ان يحسن اسمه و يحسن موضعه و يحسن ادبه۔ (ایضا)

ترجمہ: اولاد کا حق باپ پر یہ ہے کہ اس کا نام اچھا رکھے اس کے لئے بہتر دیندار ماں کا انتخاب کرے اور اسے اچھا ادب سکھائے۔

عدالت فاروقی میں باپ بیٹے کا مقدمہ:

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ حاضر ہوا عرض کرنے لگا حضور یہ میرا بیٹا نافرمان ہے میری ایک بات بھی نہیں سنتا میرا کوئی حکم نہیں مانتا ہے۔ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بیٹے سے فرمایا اَمَا تَخَافُ اللّٰہَ فِی عُقُوقِ وَالِدِکَ۔ تو اپنے والد کی نافرمانی کرتا ہے تجھے اللہ تعالیٰ سے خوف نہیں آتا۔ باپ کی نافرمانی کرنے سے باز آ جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تمہیں معلوم نہیں کہ والد کے یہ یہ حقوق ہیں۔ جب حضرت فاروق اعظم نے اس نافرمان بیٹے کو اتنا کہا تو اس نے عرض کیا: یَا اَمِیْرَ الْمُومِنِیْنَ اَمَا لِلْاِبْنِ عَلیٰ وَالِدِہٖ حَقٌّ؟ امیر المؤمنین والد کے ذمہ بھی کوئی بیٹے کا کوئی حق ہے؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہاں ہے۔ حَقُّہٗ عَلَیْہِ اَنْ یَسْتَنْجِبَ اُمَّہٗ وَیُحْسِنَ اِسْمَہٗ وَیُعَلِّمَہُ الْکِتَابَ۔ والد کے ذمہ اولاد کا سب سے پہلا حق یہ ہے کہ وہ کسی گھٹیا عورت سے شادی نہ کرے تاکہ اس عورت کی وجہ سے بچہ کو شرمساری نہ ہو، شرمندگی اور لوگوں کے طعن وتشنیع کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ (اسی لئے حضور نے فرمایا ہے کہ کسی عورت سے نکاح اس کے مال کی وجہ، اس کی خوبصورتی کی وجہ سے اس کے خاندان کی وجہ سے اور اس کے دینداری کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔ مگر ان سب میں عورت کی دینداری کو ترجیح دی جائے کسی عورت سے نکاح کیا جائے تو اس کے حسن و جمال اور صرف اس کے خاندان ہی کو دیکھ کر نہ کیا جائے بلکہ دینداری کو دیکھ کر کیا جائے نیک اور نیک خاندان کی لڑکی سے نکاح کیا جائے۔) اور دوسرا حق یہ ہے کہ بچہ کے نام کا انتخاب کرتے وقت اچھے اور خوبصورت نام کا انتخاب کیا جائے اور اسے قرآن پاک کی تعلیم دلائی جائے۔ یہ سن کر اس نوجوان بیٹے نے عرض کیا حضور! نہ تو میرے والد نے میری ماں کا انتخاب کرتے وقت میرے حق کا خیال رکھا بلکہ ایک لونڈی کو چار سو درہم میں خرید کر اس سے شادی کر لی۔ اور نہ ہی میرا نام اچھا رکھا بلکہ میرا نام جُعلُ رکھا (جس کا معنی چمگاڈر یا ناپاک کیڑا ہے) اور نہ ہی اس نے مجھے اللہ کی کتاب قرآن کی ایک آیت بھی سکھائی۔ فَالْتَفَتَ عُمَرُ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِلیٰ الْاَبِ وَقَالَ تَقُوْلُ اِبْنِ یَعُقُّنِی! فَقَدْ عَقَقْتَہٗ قَبْلَ اَنْ یَعُقُّکَ قُمْ عَنِّی۔ تب حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلال میں آکر اس نوجوان کے باپ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جس نے شکایت کی تھی کہ میرا بیٹا میری نافرمانی کرتا ہے، ارے تو کہتا ہے اور شکایت کرتا ہے کہ تیرا بیٹا تیری نافرمانی کرتا ہے حالانکہ تو نے اس کی حق تلفی کی ہے، تو نے خود اس کے حقوق ضائع کر کے اسے نافرمانی کرنے پر ابھارا ہے تم میرے پاس سے اٹھ جا اور یہاں سے نکل جا۔ (تنبیہ الغافلین ص ۶۹)

ان احادیث و آثار سے معلوم ہوا کہ باپ پر ضروری ہے کہ اپنے اولاد کی تربیت و ادب کے ساتھ اس سے پہلے اس کا اچھا اور اسلامی نام کا رکھے۔ تاکہ دنیا والے بھی اسے پکارے اور آواز دے تو اچھے نام سے عزت کے ساتھ پکارے اور آخرت میں بھی جب اسے پکارا جائے تو اسی اچھے نام کے ساتھ پکارا جائے۔ کیونکہ قیامت میں ہر شخص کے اس کے اور اس کے باپ دادا کے نام لے کر پکارا جائے۔ چنانچہ:

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: انکم تدعون یوم القیامۃ باسمائکم و اسماء ابائکم فاحسنوا اسمائکم۔ (کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۱۸، حلیۃ الاولیاء ج ۵ ص ۱۵۲)

ترجمہ: قیامت کے دن تم اپنے اور آباواجداد کے نام کے ساتھ پکارے جاؤ گے، اس لئے تم اپنے نام اچھے رکھو۔

کون سا نام رکھا جائے؟:

حضرات گرامی! آپ کے ذہن میں ایک سوال پیدا ہو رہا ہوگا کہ باپ پر اولاد کا پہلا حق یہ ہے کہ اس کا نام اچھا رکھا جائے تو آخر کون سا نام اچھا ہے اور کون نام رکھا جائے جو بہتر اور اسلامی ہو؟ تو سنئے وہ نام رکھئے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی طرف عبدیت کے ساتھ ہو مثلاً عبد اللہ، عبد الرحمٰن، عبد الرشید، عبد الغفور، عبد الودود، عبد المجید، عبد اللہ اس طرح اللہ عزوجل کے جتنے نام ہیں ان میں سے کوئی نام منتخب کیجئے اور اس نام سے پہلے عبد لگا دیجئے۔ یا انبیاء کرام علیہم السلام کے نام پر یا اللہ کے نیک بندوں، صالحین، اولیاء کاملین اور بزرگان دین کے ناموں پر اپنی اولاد کا نام رکھو۔ یہ اچھے اور اسلامی نام

ہیں نہ وہ نام جو تم فلمی ایکٹروں، ہیروئین اور ماڈلوں کے نام پر رکھتے ہو۔

حضرت سبرہ بن ابی سبرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان من خیر اسمائکم عبد اللہ و عبد الرحمن و الحارث۔ (کنز العمال ج ۱۶ص ۴۲۳) ترجمہ: تمہارے ناموں میں بہترین نام عبداللہ، عبدالرحمٰن اور حارث ہیں۔

حضرت ابو وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سموا باسماء الانبیاء و احب الاسماء الی اللہ عبد اللہ و عبد الرحمن (کنز العمال ج ۱۶ص ۴۲۲) ترجمہ: نبیوں کے نام پر نام رکھو اور تمام ناموں میں سب سے پیارا نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔

اس لئے کہ ان ناموں میں بندے کی عبدیت اور اللہ وحدہ کی معبودیت کا ذکر ہے اور جس میں بندے کی عاجزی و عبدیت کا ذکر ہو اور اللہ عز وجل کی معبودیت کا اعلان ہو وہ نام اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور کمال عبدیت یہ ہے کہ بندہ اپنے کو خدا کا بندہ ہونا تسلیم کرے اور اس بات کو ظاہر بھی کرے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احب الاسماء الی اللہ ما تعبد لہ (کنز العمال ج ۱۶ص ۴۱۷) ترجمہ: ناموں میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب اور پیارا وہ نام ہے جس میں انسان کو اللہ کا بندہ ہونا ظاہر ہو۔

صالحین کے نام پر نام رکھا جائے:

اور حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ مدنی آقا پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تسموا بخیارکم و اطلبوا حوائجکم عند حسان الوجوہ۔ (کنز العمال ج ۱۶ص ۴۲۲)

ترجمہ: تم میں جو نیک لوگ ہیں، صالحین ہیں ان کے نام پر نام رکھو اور اپنی حاجت اچھے چہرے والوں کے پاس طلب کرو، مسکراتے اور کھلتے چہرے والوں سے پیش کرو جن سے تمہیں امید ہو کہ جب تم اپنی حاجتیں اور ضرورتیں ان سے بیان کرو تو پوری کردیں۔

حضرات ان احادیث سے معلوم یہ ہوا کہ اولاد کا نام پیارا رکھا جائے، اچھا اور اسلامی رکھا جائے، غیر اسلامی نام قطعاً نہ رکھا جائے۔ اور تمام ناموں میں بہتر اور پیارا نام سرکار دو عالم ﷺ کا نام محمد اور احمد ہیں یہ نام سرکار کی محبت میں سرشار ہو کر رکھا جائے۔

ڈاکٹر اقبال کہتے ہیں ؎

قوت زیست ہر پست کو بالا کردے
دہر میں نام محمد سے اجالا کردے

اور جناب ماہر نے کیا خوب کہا ہے ؎

مرے محبوب کے محبوب وطن کی خوشبو
رشک فردوس ہے طیبہ کے چمن کی خوشبو
نام احمد ہو لکھا جس کے کفن پر ماہر
حشر تک مٹ نہیں سکتی ہے کفن کی خوشبو

و ما علینا الا البلاغ

ذکر خدا سیرت مصطفیٰ کے حوالہ سے:

الحمد لله نحمده ونستعينه و نستغفر ه ونؤمن به ونتوكل عليه و نعوذ بالله من شرورانفسنا و من سيئات اعمالنا ومن يهده الله فلا مضل له ومن يضلله فلا هادى له ونشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده ورسوله۔

اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

سبح بحمد ربك وكن من الساجدين واعبد ربك حتىٰ يا تيك اليقين۔

مرحبا صد مرحبا رتبہ میرے سرکار کا
چوما ہے جبرئیل نے تلوہ میرے سرکار کا
جب فلک پر چاند دیکھا تو صحابہ نے کہا
چاند سے بھی ہے حسیں چہرہ میرے سرکار کا
رحمۃ للعالمین کا دیکھ کر خلق عظیم
دشمنوں نے بھی پڑھا کلمہ میرے سرکار کا

اور ایک شاعر نے اس طرح خراج عقیدت پیش کیا ہے

آمنہ کے چاند جیسا دوسرا کوئی نہیں
انبیا تو اور بھی ہیں مصطفیٰ کوئی نہیں
ایک دن سرکار سے جبریل یہ کہنے لگے
میں نے ہر عالم کو دیکھا پر تجا کوئی نہیں

حضرات!

خطبہ مسنونہ کے بعد جس آیت عظیمہ کریمہ شریفہ کی میں نے تلاوت کر کے اور آپ حضرات نے سماعت فرما کے اپنے آپ کو مشرف کیا ہے اس کی روشنی میں کچھ عرض کرنے سے پہلے اپنے آقا و مولیٰ سرور کائنات، رونق بزم حیات، زینت ارض وسماوات حضور پرنور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ بیکس پناہ میں جھوم جھوم کر ہدیہ صلاۃ وسلام پیش کریں اور پڑھیں بآواز بلند:

اللهم صلى علىٰ محمد و علىٰ آل محمد بعدد ما فى علمك و بعدد ما فى خلقك۔

سامعین محترم!

آج میری تقریر کا عنوان ''ذکر خدا سیرت مصطفےٰ کے حوالہ سے'' ہے۔ انشاء اللہ الرحمٰن اس عنوان کے تحت قرآن واحادیث کی روشنی میں کچھ باتیں عرض کروں گا جن سے آپ کے دلوں میں سیرت مصطفیٰ اور حیات مصطفیٰ کے سایہ میں زندگی گذارنے کا جذبہ بھی پیدا ہوگا اور عبادت و بندگی اور ذکر اللہ کا جوش بھی پیدا ہوگا۔ اللہ جل مجدہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ سے ارشاد فرماتا ہے:

سبح بحمد ربك وكن من الساجدين واعبد ربك حتىٰ يا تيك اليقين۔(سورہ.....آیت......)

ترجمہ:

اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے اپنے محبوب پاک صاحب لولاک ﷺ کو اپنا ذکر اور عبادت و بندگی کرنے کا حکم دیا۔ اور مصطفیٰ ﷺ نے اپنے پروردگار کی ایسی عبادت کی اور ایسی بندگی کی کہ ویسی عبادت نہ کسی نبی نے کی، نہ کسی رسول نے کی، نہ کسی فرشتہ نے کی نہ کسی قطب و ولی نے کی۔ جیسا ذکر میرے آقا نے اپنے رب کا کیا ویسا ذکر بھی کسی مخلوق نے نہیں کیا۔ ذرا نگاہوں کے سامنے سفر معراج کو رکھئے کہ جب بیت المقدس میں تمام انبیاء کرام کا اجتماع ہوا اور سب نے اپنے خالق کی تعریف میں خطبہ پیش کیا پھر جب اخیر میں حضور ﷺ نے اپنے رب کی تعریف کی ہے تو تمام انبیا کرام علیہم السلام نے کہا جیسی تعریف محمد عربی ﷺ نے اپنے رب کی کی ہے ویسی تعریف کسی نے نہیں کی وہ ہم سب پر سبقت وفوقیت لے گئے۔

معلوم ہوا کہ حضور عبادت کرنے میں بے مثال اور ذکر خدا کرنے میں بھی بے مثال اور ہر میدان میں ہر چیز میں عبادت و بندگی اور ذکر الٰہی میں بھی وہ ہمارے لئے بہترین نمونہ اور لاجواب آئیڈیل ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

لقد کان لکم فی رسول الله اسوة حسنة لمن کان یرجو الله و الیوم الآخر و ذکر الله کثیرا (احزاب ۲۱)

بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے کہ اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت یاد کرے۔

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو ذکر و عبادت کا حکم دیتے ہوئے ایک مقام پر یوں ارشاد فرمایا:

واذکر اسم ربك وتبتل الیه تبتیلا (مزمل ۸) اور اے محبوب اپنے رب کا نام یاد کیجئے اور سب سے کٹ کر اسی کے رہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آقا کریم ﷺ کے معمولات روز شب کے بارے میں فرماتی ہیں: کان النبی ﷺ یذکر الله علیٰ کل احیائه۔ (.........) نبی کریم ﷺ اکثر اوقات اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کان رسول الله ﷺ یکثر الذکر و یقل اللغو و یطیل الصلوٰة و یقصر الخطبة ولا یانف ان یمشی مع الارملة والمسکین فیقضی له الحاجة۔ (مشکوٰۃ ص ۵۲۱، حلیۃ الاولیاج ۱ص ۳۲۹)

رسول اللہ ﷺ ذکر زیادہ کرتے تھے اور دنیاوی کلام بہت کم کرتے تھے، نماز لمبی پڑھتے تھے، خطبہ چھوٹا پڑھتے تھے، بیواؤں اور یتیموں کے ساتھ چلنے میں عار نہیں سمجھتے تھے بلکہ ان کی حاجت پوری فرمادیتے تھے۔

اس حدیث پاک سے جہاں حضور انور ﷺ کے دوسرے اخلاق عالیہ کا ہمیں علم ہوا وہیں پر یہ بات اور حضور کی عادت کریمہ بھی معلوم ہوئی کہ حضور اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کیا کرتے تھے۔ اس لئے ہمیں بھی مصطفیٰ کی سنت و سیرت پر عمل کرتے ہوئے دیناوی باتوں کی بجائے کثرت کے ساتھ ذکر اللہ کرنا چاہئے تاکہ اللہ کی عبادت و بندگی اور ذکر اللہ کا ثواب بھی حاصل ہو جائے اور حضور کی سیرت و سنت پر عمل کرنے کا اجر بھی مل جائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا ن اقول سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر احب الی مما طلعت علیه الشمس (مسلم ج ۲ ص.......)

مجھے سبحان اللہ، الحمدللہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنا دنیا اور جو کچھ دنیا میں ہے اس سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

کان رسول الله ﷺ اذا سلم من صلوٰته یقول بصوته الاعلیٰ لااله الا الله وحده لاشریك له۔ (مشکوٰۃ ص ۸۸)

ترجمہ: جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ پڑھتے تھے۔

اور ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ: کان رسول الله ﷺ یھل بھن دبر کل صلوٰة۔ (مسلم ج ۱ ص ۲۱۸) یعنی رسول خدا ﷺ ہر نماز کے بعد لا الٰہ الا اللہ پڑھتے تھے۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سرور کائنات ﷺ کا معمول اور آپ کی سیرت کا ایک خاص حصہ یہ تھا حضور اکرم ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ کا خوب کثرت کے

ساتھ ذکر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وتعریف میں مصروف رہتے تھے، اس کی نعمتوں پر اس کا خوب شکر ادا فرماتے، اللہ تعالیٰ سے خوب خوف وخشیت رکھتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رب کی بارگاہ میں یوں دعا کیا کرتے تھے:

رب اجعلنی لك شكارا لك ذكارا لك رهابا لك مطواعا لك مخبتا اليك اوها با منيبا۔(ترمذی ج۵ص۳۹۴حدیث نمبر۳۳۸۴)

یعنی اے میرے پروردگا! تو مجھے اپنا سب سے بڑا شکر گذار بنا، کثرت کے ساتھ تو اپنا ذکر کرنے والا بنا، تو اپنی خوب اطاعت کرنے والا بنا، تو اپنی بارگاہ میں عاجزی کرنے والا بنا اور تو اپنی طرف رجوع کرنے اور توبہ کرنے والا بنا۔

حضرات گرامی!

ان تمام احادیث عظیمہ شریفہ سے معلوم ہوا کہ کثرت کے ساتھ ہر وقت، ہر آن ذکر اللہ کرنا یہ مصطفیٰ کریم ﷺ کا معمول اور حضور کی سیرت کریمہ کا ایک اہم حصہ ہے جس کے مطابق ہمیں زندگی گذارنا چاہئے اور ذکر اللہ میں مشغول رہنا چاہے۔ یہی نہیں بلکہ ہمارے آقا کریم ﷺ جب اپنی والدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکم مبارک میں جلوہ بار ہوئے اس وقت بھی اللہ کے ذکر میں مشغول رہتے، اور جب آپ اپنی والدہ کے شکم مبارک سے چودھویں رات کے چاند کی طرح جگمگاتے ہوئے دنیا میں تشریف لائے تو اس وقت بھی آپ کی زبان مبارک پر اللہ کا ذکر تھا۔ چنانچہ خود حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

کنت نورا بین یدی ربی قبل خلق آدم باربعة عشر الف عام وکان یسبح ذلك النور وتسبح الملائكة بتسبیحة فلما خلق الله آدم القی ذلك النور فی صلبه۔(روح البیان ج۲ص۳۷۶،مواہب لدنیہ ج۱ص۴۷)

یعنی میں اپنے رب کے یہاں حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار سال پہلے نور کی شکل میں موجود تھا اور وہ نور اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتا تھا یعنی اس وقت بھی سبحان اللہ سبحان اللہ کا ورد کرتا تھا۔ اور اس کے ساتھ فرشتے بھی تسبیح پڑھتے تھے۔ پھر جب حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو وہ نور ان کی پشت میں رکھ دیا گیا۔

اور تاریخ خمیس ج اص۲۰۳ پر ہے:

لما وقع علی الارض رفع رأسه وقال بلسان فصیح لا اله الا الله وانی رسول الله ۔یعنی جب حضور علیہ السلام پیدا ہوئے تو زمین پر تشریف لائے تو اپنا مبارک سر اٹھایا اور فصیح اور صاف زبان میں کہا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔

حضور رحمت عالم نور مجسم ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رات کو میں لیٹنے کے لئے بستر پر جاتی تو میں اللہ اللہ کی آواز سنتی تھی، یہ آواز سن کر میں گھبرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگتی کہ یہ آواز کہاں سے آرہی ہے؟ میں آواز تو سنتی مگر آواز دینے والا، اللہ کے نام کا ذکر کرنے والا نظر نہیں آتا۔ جب میں حیران ہوگئی تو ایک غیبی آواز سنائی دی کوئی کہنے لگا وہ کہہ رہا تھا اے آمنہ! تیرے شکم میں جو اللہ کے حبیب ہیں انہیں کی یہ آواز ہے۔ سبحان اللہ میرے نبی ماں کے پیٹ میں اللہ کا ذکر کر رہے ہیں۔(مولد العروس لابن جوزی ص۸)

اے مسلمانو! یہ اس نبی کی شان ہے جس نبی کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں کہ ماں کے پیٹ میں ہیں تو ذکر اللہ کر رہے ہیں اور جب ماں کے پیٹ سے دنیا میں تشریف لا رہے ہیں تو اور بچے تو روتے ہوئے پیدا ہوتے مگر مصطفیٰ جان رحمت ﷺ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے رب کی پاکی بیان کرتے ہوئے اور خدا کی بڑائی کرتے ہوئے پیدا ہو رہے ہیں۔ اور اسی نبی کی حیات وسیرت کی پیروی کرنے کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ نے مسلمانوں کو دیا تو آیئے عہد کریں کہ ہم بھی نبی کی سیرت و اسوۂ حسنہ کے مطابق ذکر اللہ کرنا اپنی زندگی کا معمول بنائیں۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو میں مکے کی پتھریلی زمین کو آپ کے لئے سونا بنادوں تو میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار! میں یہ چاہتا ہوں کہ:

اشبع یوما و اجوع یوما فاذا جعت تضرعت الیك و ذكرتك فاذا شبعت شكرتك وحمدتك ۔(مواہب لدنیہ ج۴ص۳۲۲)

ایک دن آسودہ رہوں اور ایک دن بھوکا رہوں، جب بھوکا رہوں تو تیری طرف گریہ وزاری کروں اور تجھے یاد کروں، تیرا ذکر کروں۔ اور جب آسودہ رہوں تو تیرا شکر ادا کروں اور تیری تعریف کروں۔

کہنے والا نے کیا خوب کہا ہے۔

اور کبھی تھوڑے چھوارے کھانا پانی پی کر پھر رہ جانا ☆ دو دو مہینے یوں ہی گذارا صلی اللہ علیہ وسلم

جس کی تمنا روزنہ کھانا اک دن فاقہ اک دن کھانا ☆ جس دن کھانا شکر کرنا صلی اللہ علیہ وسلم

سونے کے وقت کا معمول مصطفیٰ ﷺ:

حضور اکرم ﷺ کو اللہ رب العزت کے ذکر سے اس قدر لگاؤ تھا کہ جب اپنے بستر مبارک آرام فرمانے کے لئے تشریف لے جاتے تو اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے یعنی قرآن شریف کی کسی سورتوں کی تلاوت فرماتے تھے یہی نہیں بلکہ امت کو بھی اس کا حکم فرمایا تا کہ امت سوتے وقت بھی اللہ کا ذکر کر کے سوئے اور پوری رات ہر بلا سے محفوظ رہے۔

عن شداد بن اوس قال قال رسول الله ﷺ مامن رجل یاوی الیٰ فراشه فیقرأ من کتاب الله عز وجل الا بعث الله الیه ملکا یحفظه من کل شئی یؤذیه حتیٰ یهب متی هب۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۸۵)

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص سونے کے لئے بستر پر آئے اور قرآن شریف سے کچھ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف ایک فرشتہ کو بھیجتا ہے جو نیند سے بیدار ہونے تک ہر تکلیف دینے والی چیز سے اس کی حفاظت کرتا رہتا ہے۔

بلکہ آپ ﷺ کا روز کا یہ معمول تھا کہ قرآن شریف سے کچھ پڑھ کر سوتے۔ تا کہ آپ کی سیرت وحیات کا یہ باب بھی امت کے لئے نمونہ عمل بن جائے اور اس سنت وطریقہ پر امت عمل کر کے خیر کثیر اور ثواب عظیم حاصل کر سکے۔

عن عائشة ان النبی ﷺ کا ن اذا اوی الیٰ فاشه کل لیلة جمع کفیه ثم نفث فیهما فقرأ فیهما قل هو الله احد و قل اعوذ برب الفلق و قل اعوذ برب الناس ثم یمسح بهما ما استطاع من جسده یبدأ بهما علیٰ رأسه و وجهه وما اقبل من جسده یفعل ذلك ثلاث مرات۔ (بخاری ج ۲ ص ۷۵۰، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۲۵۲، ترمذی حدیث نمبر ۳۴۰۲)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ ہر رات جب بستر پر آرام فرمانے کے لئے تشریف لے جاتے تو آپ اپنی ہتھیلیوں کو جمع کرتے اور پھر ان میں پھونکتے ،تو آپ ﷺ ان مین سورہ اخلاص، سورہ فلق اور سورہ ناس پڑھتے تھے۔ پھر ان دونوں کو اپنے جسم پر پھیر دیتے تھے جہاں تک ہاتھ پہنچتے۔ آپ اس کا آغاز سر سے کرتے پھر چہرہ اور اپنے جسم کے سامنے والے حصہ پر پھیرتے تھے یہ عمل تین بار کرتے تھے۔

عن حذیفة بن الیمان قال کان النبی ﷺ اذا اٰویٰ الیٰ فراشه قال باسمك امو ت واحیٰ واذا قام قال الحمد لله الذی احیانا بعد مااماتنا والیه النشور۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۳۴)

ترجمہ: حضرت حذیفہ ابن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بستر پر سونے کے لئے تشریف لے جاتے یہ دعا پڑھتے ''باسمك اموت واحیٰ'' یعنی اے اللہ میری موت وحیات تیرے ہی نام سے ہے۔ اور جب حضور نیند سے اٹھتے تو یہ دعا پڑھتے'' الحمد لله الذی احیانا بعد مااماتنا والیه النشور '' یعنی تمام تعریف اس خدا کے لئے جس نے ہمیں موت کے بعد زندگی بخشی اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

حضرات!

انہیں باتوں کے ساتھ اب میں رخصت چاہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ مولیٰ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو حضور کی سیرت وسنت اور اسوۂ حسنہ پر چلتے ہوئے ذکر اللہ کی توفیق بخشے اور کہنے سننے میں جو غلطی ہوگئی ہو اسے معاف فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

و ماعلینا الا البلاغ

بعد وفات کام آنے والے اعمال

الحمد لله حمد الشاکرین خالق الا انبیاء والمرسلین والملائکة المقربین والصلوٰة والسلام علیٰ اکرم الاولین والآخرین وعلیٰ آله الطیبین و اصحابه المطهرین

امابعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوه عند الله ان الله بما تعملون بصیر(البقرة آیت نمبر ۱۱۰)

صدق الله مولانا العلی العظیم وبلغنا رسوله الامین الکریم

مجدد دین وملت، تاجدار اہل سنت، کنز الکرامت، جبل الاستقامت، غواص بحر معرفت، رمز شناس شریعت وطریقت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ۔

راہ پرخار ہے کیا ہونا

پاؤں افگار ہے کیا ہونا ہے

دور جانا ہے رہا دن تھوڑا

راہ دشوار ہے کیا ہونا ہے

جانے والوں پہ یہ رونا کیسا

بندہ ناچار ہے کیا ہونا ہے

کیوں رضا کڑھتے ہو ہنستے اٹھو

جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

(حدائق بخشش)

حضرات گرامی باوقار!

آئیں سب سے پہلے ہم تمامی حضرات منبع علم وحکم، سرچشمہ فیوض و برکات، مخبر ماضیات ومستقبلات، مختار شش جہات، عالم اسرار کائنات، پیکر عدل و مساوات، شہنشاہ اقلیم نبوت ورسالت، حضور پرشافع یوم النشور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ ناز میں درود وسلام کا نذرانہ محبت پیش کریں اور مچل کر پڑھیں:

اللھم صل علیٰ سیدنا مولانا محمد صاحب الجمال والکمال، ذی العز والجلال وعلیٰ اصحابہ وجمیع الاٰل ۔

حضرات!

خطبہ کے بعد جس آیت کریمہ کی تلاوت کی ہے اس کا ترجمہ امام اہل سنت، مجدد دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کنز الایمان شریف میں یوں فرماتے ہیں:

اور اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے، بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔(کنز الایمان)

برادران ملت اسلامیہ!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں جو چندروزہ زندگی عطا فرمائی ہے، جو حیات بخشی ہے وہ ہمیشگی کی حیات اور زندگی نہیں ہے، بلکہ ایک نہ ایک دن فنا ہونے والی ہے۔اللہ رب العزت نے ہمیں یہ زندگی اس لئے عطا فرمائی ہے کہ ہم اس زندگی میں آخرت کے لئے کچھ کرلیں ،نیکیاں کرلیں ،عبادت و بندگی کرلیں ،ذکر اللہ کریں،قرآن کی تلاوت کریں،حضور پر درودشریف بھیجیں،صدقہ وخیرات کا ذخیرہ کرلیں،صلہ رحمی کریں، ماں باپ کی عزت وخدمت کریں، اچھوں کی صحبت میں بیٹھیں، دین کی باتیں سیکھیں،بھوکوں کو کھانا کھلائیں ، پیاسوں کو پانی پلائیں ،حج وزکوٰۃ ادا کریں ،سجدوں کی کثرت سے دنیا اور آخرت کو سنواریں اور نماز پنج وقتہ کی حفاظت و مداومت کریں ۔کیونکہ دنیا میں جو بھی نیکیاں اور اچھے اعمال آپ کریں گے تو ان کا صلہ اور بہترین بدلہ آپ کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن عطا فرمائے گا اور آپ اپنے کئے ہوئے نیک اعمال کا اجروثواب رب تعالیٰ کی بارگاہ میں ضرور پائیں گے۔اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ان اللہ بما تعملون بصیر (البقرۃ آیت نمبر ۱۱۰)اور اپنی جانوں کے لئے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے یہاں پاؤ گے، بے شک اللہ تمہارے کام دیکھ رہا ہے۔(کنزالایمان)

اور ایک مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ عند اللہ ھو خیرا واعظم اجرا (ھود آیت نمبر ۲۰)

ترجمہ:

بہت سے اعمال اور نیکیاں ہیں جو قیامت کے دن بلکہ اس سے پہلے موت کے وقت،قبر کی تاریکی میں اور حشر کے دن کام آئیں گی۔میں مسلمان بھائیوں کی رغبت اور نیک عملوں سے دلچسپی پیدا کرنے کے لئے کچھ اعمال اور نیکیوں کا ذکر احادیث وواقعات کی روشنی میں کرتا ہوں۔اس سے پہلے ایک بار درود شریف کا نغمہ سنائیں:

اللہ رب محمد صل علیہ وسلما ۔نحن عباد محمد صلی علیہ وسلما

تاج عزوکرامت:

حضرات!

بارہا آپ نے علماء کرام کی زبانی سنا ہوگا کہ قیامت کے دن ہر شخص نفسی نفسی کے عالم ہوگا، ہر کوئی پریشان وحیران ہوگا،قیامت کا منظر بڑا ہولناک اور جان لیوا ہوگا،سورج سر سے بہت ہی قریب ہوگا،جس کی گرمی سے مغز کھول رہا ہوگا،لوگ پسینے میں شرابور ہوں گے،کسی کے گھٹنے تک پسینہ تو کوئی کمر تک پسینہ میں ڈوبا ہوگا،قیامت کا ایک دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا اور اس سے بھیانک منظر یہ کہ ستر ہزار ایسے فرشتے جہنم کو زنجیروں میں جکڑ کر لائیں گے کہ ہر فرشتے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اور ہوں گے۔مگر خوفناک اور جاں سوز گھڑی میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جو ہر پریشانی سے بے خوف ہوں گے اور بالکل اطمینان میں ہوں گے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے انہیں عزت وکرامت کا تاج پہنایا جائے گا۔چنانچہ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے:

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من قرأ القرآن وعمل بہ البس اللہ والدیہ تاجایوم القیٰمۃ ضوءہ احسن من ضوء الشمس۔(ابوداؤد)

جس نے قرآن پڑھا،قرآن کا علم سیکھا اور اس کے مطابق عمل کیا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے والدین کے سر پر ایسا تاج پہنائے گا جس کی روشنی کے سامنے سورج کی روشنی پھیکی پڑ جائے گی۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من رجل یعلم ولدہ القرآن فی الدنیا الا توج ابوہ یوم القیامۃ بتاج فی الجنۃ یعرفہ بہ اھل الجنۃ بتعلم ولدہ القرآن

فی الدنیا۔(مجمع الزوائد ج۷ص ۲۴۸)
جو شخص دنیا میں اپنے بیٹے کو قرآن کی تعلیم دلائے تو قیامت کے دن اس کے والد کے سر پر ایسا تاج رکھا جائے گا کہ اہل جنت اس خاص قسم کے تاج کو دیکھ کر ہی اسے پہچان لیں گے کہ یہ وہ شخص ہے جس نے دنیا میں اپنے بیٹے کو قرآن کی تعلیم سے آراستہ کیا تھا۔

معلوم ہوا کہ اولاد کو دین کی تعلیم سے آراستہ کرنا ایک ایسا عمل ہے جو انسان کو دنیا میں بھی کام آتا ہے اور مرنے کے بعد قبر و حشر میں بھی کام آئے گا، جس کے سبب اللہ تعالیٰ اس باپ اور ماں کا درجہ بلند فرمائے گا اور عزت وعظمت سے نوازے گا جنھوں نے اپنی اولاد کو دینی تعلیم دلائی ہوگی۔

اس کے سر پر تاج زریں کیوں نہ ہو لوگو
جس کا بیٹا حافظ قرآن ہوتا ہے

مگر افسوس! آج مسلمانوں کا حال یہ ہے کہ اپنی اولاد کو دنیاوی ہر طرح کی تعلیم دلا دیں گے، ڈاکٹر بنا دتے ہیں، انجینئرنگ کی تعلیم دلاتے ہیں، اُوَرْسِیَر بناتے ہیں، وکیل بناتے ہیں، سائنس داں بناتے ہیں، پروفیسر بناتے ہیں، انگریزی پڑھنا اور بولنا سیکھا دیتے ہیں مگر انہیں توفیق نہیں ہوتی کہ اپنی اولاد کو جہاں دنیاوی تعلیم دلاتے ہیں وہیں قرآن کی تعلیم دلا دیں تا کہ وضو، غسل، پاکی ناپاکی کے مسائل کم سے کم معلوم ہو جائیں۔ اے مسلمانو! دنیا کی تعلیم بھی دلاؤ مگر قرآن کی تعلیم دلانا نہ بھولو بلکہ خود بھی قرآن پڑھنا سیکھو اور اپنے بچوں کو پڑھنا سیکھاؤ اور اس کی تلاوت کرتے رہو۔ ذرا دھیان سے پیارے آقا کا فرمان سنو! حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: اقرؤا القرآن فانه یاتی یوم القیامة شفیعا لا صحابه۔ قرآن پڑھو کیونکہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔(مسلم ج.....ص......)

قبر کا ساتھی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم ﷺ نے فرمایا آدمی کو مرنے کے بعد قبر میں رکھا جاتا ہے، جب فرشتہ اس کے سرہانے کی طرف سے اس کی طرف آنے لگتا ہے تو تلاوت قرآن اسے پیچھے ہٹا دیتی ہے اور جب ہاتھوں کی جانب سے آنے لگتا ہے تو صدقہ وخیرات آڑے آجاتے ہیں اور جب پیروں کی طرف سے آتے ہیں تو اس کا مسجدوں کی طرف جانا رکاوٹ بن جاتا ہے اور صبر کہتا ہے اگر مجھ کو جگہ ملتی تو میں بھی سامنے کھڑا ہو جاتا۔ لہٰذا وہ ایک طرف کھڑا ہو جاتا ہے۔(شرح الصدور ص.......)

وضاحت:

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ انسان دنیا میں جو بھی نیک اعمال کرتا ہے تو مرنے کے بعد قبر میں بھی اور حشر میں بھی اللہ تعالیٰ ان اعمال کا نیک بدلہ عطا فرماتا ہے، اور ان نیکیوں کے سبب عذاب سے محفوظ بھی فرما دیتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بندۂ مومن جب قبر میں جاتا ہے تو وہ تنہا نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے نیک اعمال جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، مسجدوں کو آباد کرنا اور صبر وغیرہ نیکیاں اس کا ساتھی ہوتی ہیں اور اس کی مدد کرتی ہیں۔ مسجدوں کو نماز کے لئے چل کر جانا یہ ایسا عمل ہے کہ ہر ہر قدم کے بدلے گناہ مٹا دئے جاتے ہیں اور نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔

حضرت عتبہ بن عبد اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مامن عبد یخرج من بیته الیٰ غدو ورواح الیٰ المسجد الا کانت خطایاه خظوة کفارة و خطوة حسنة (جامع کبیر ج۸ص ۳۱، مسند احمد ج۴ص ۱۸۵، معجم کبیر ج۷ص ۱۳۱) یعنی جو بندۂ مومن صبح کو یا شام کو اپنے گھر سے نکل کر مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک قدم کے بدلے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور دوسرے قدم کے بدلے اس کا درجہ بلند فرما دیتا ہے۔

درود شریف:

قبر میں خوشبو:

حضرت عبداللہ بن غالب اِکرامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک معرکہ میں دشمنوں کے ہاتھ شہید ہوگئے۔ جب انہیں دفن کیا گیا تو ان کی قبر سے کستوری کی خوشبو محسوس ہوئی۔ ان کے بھائی نے ایک دن خواب میں انہیں دیکھا تو ان سے پوچھا بھائی آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ انہوں نے بتایا میرے ساتھ بہت اچھا سلوک ہوا اور مجھے جنت اور اس کی نعمتوں سے نوازا گیا۔ پوچھا بھائی! جنت آپ کو کس عمل کے سبب ملی؟ اور یہ مقام ومرتبہ بعد وفات آپ کو کس وجہ سے ملا؟ انہوں نے بتایا مجھے یہ عزت ورفعت حسن یقین، تہجد گذاری کے سبب اور گرمیوں کے روزوں کی برکت سے ملی ہے۔ پھر ان سے پوچھا کہ یہ آپ کی قبر سے کیسی خوشبو آرہی ہے؟ انہوں نے جواب دیا یہ خوشبو تلاوت قرآن کریم اور روزوں میں پیاس برداشت کرنے کی بدولت ہے۔ میں دنیا میں قرآن شریف کی تلاوت کرتا تھا اور گرمی کے دنوں میں روزہ رکھتا تو پیاس لگتی تھی تو روزے کی حالت میں اس سخت پیاس کو برداشت کرتا تھا تو آج اللہ تعالیٰ نے بعد وفات میری قبر کو خوشبو میں بسادیا ہے اور میری قبر مشک وکستوری کی خوشبو سے معطر ہے۔ (شرح الصدور ص.......)

ایک خطا کار کی مغفرت بوسیلہ ایمان:

حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک قوم کو دیکھا جو ایک میت کا جنازہ کاندھوں پر اٹھائے جارہے ہیں، اس میت کے جنازہ کے ساتھ کوئی مشایعت کے لئے نہیں چلے۔ میں نے ان سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ اس کے ساتھ لوگ مشایعت کے لئے نہیں چلے؟ انہوں نے کہا کہ یہ بہت بڑا مجرم ہے۔ حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں میں نے اس کے لئے دعاء خیر کی اور اپنے ہاتھ سے اسے قبر میں اتارا۔ پھر دفن سے فراغت کے بعد ایک درخت کے نیچے سوگیا۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے دو فرشتے نازل ہوکر اس کی قبر میں داخل ہوگئے۔ ایک فرشتہ نے اس کے قریب بیٹھ کر دوسرے فرشتہ کو کہا اسے لکھئے کہ یہ شخص جہنمی ہے۔ اس لئے کہ اس کا کوئی عضو بھی گناہ سے خالی نہیں، اس کا سراپا گناہوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ دوسرے فرشتے نے کہا عجلت نہ کیجئے اس کی آنکھوں کو دیکھئے ممکن ہے کہ اس میں کوئی نیکی موجود ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے اس کی آنکھوں کو بھی گناہوں سے پر پایا ہے۔ اس لئے کہ یہ ہر وقت غیر محرم کو بری نگاہ سے دیکھا کرتا تھا۔ پھر فرشتہ نے کہا اس کے کانوں کو بھی دیکھئے، اس نے دیکھا اس کے کان بھی برائیوں سے پرُ ہیں۔ اس نے کہا زبان کو بھی دیکھو، اس نے کہا کہ زبان کو بھی دیکھا ہے، زبان بھی بری بات کہنے اور حرام کھانے اور اس کی لذت پانے سے پر ہے۔ اس نے کہا اس کے ہاتھوں کو دیکھئے۔ اس نے کہا ہاتھ بھی نجاست اور برائیوں سے بھرے پڑے ہیں۔ اس نے کہا اس کے پاؤں کو دیکھئے، کہا اس کے پاؤں بھی گناہوں اور نافرمانیوں سے خالی نہیں ہیں۔ اس پر دوسرے فرشتے نے کہا پھر بھی عجلت وجلد بازی اچھی نہیں۔ مجھے بھی دیکھنے دیجئے۔ چنانچہ وہی دوسرا فرشتہ اس میت کے قریب آیا اور اس سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ بھائی! تیرا ہر رگ وریشہ جرم وخطا اور معصیت وگناہ سے ملوث ہے۔ یہ کہہ کر اس فرشتے نے اس میت کے دل کو ٹٹولا تو اس میں ایمان موجود تھا فرشتے نے کہا اس کے دل میں ایمان موجود ہے اس لئے اسے رحمت وسعادت اور مغفرت و بخشش کا حقدار لکھا جائے۔ چنانچہ ایمان کے سبب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم نے اس کے جملہ گناہ مٹادیا اور اپنی رحمت کی آغوش میں لے لیا اور وہ شخص جہنم کی آگ سے محفوظ ہوگیا۔ (روح البیان مترجم سورہ انعام پارہ ۸ ص ۶۶۳)

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں ۔

کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتادو آکر میرے پیمبر کہ سخت مشکل جواب میں ہے
خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچالو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

معلوم ہوا کہ بندہ کتنا ہی گنہگار وخطا کار کیوں نہ ہوا گر اس کا خاتمہ ایمان پر ہوا، مرتے دم کلمۂ شہادت نصیب ہوگیا اور زندگی کا آخری سفر ایمان کے ساتھ ہوا تو انشاء اللہ تعالیٰ اللہ کے فضل وکرم سے وہ قبر وحشر اور دوزخ کے عذاب سے نجات پاجائے گا۔ چنانچہ میرے آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

من کان آخر کلامہ من الدنیالا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ (تنبیہ الغافلین ص ۱۳۶)

جس کا آخری کلام دنیا سے جاتے وقت لا الٰہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اورایک حدیث میں سرکاردوعالمﷺ نے فرمایا: جس کے دل میں رائے کے دانے کے برابربھی ایمان ہوگا وہ دوزخ میں نہیں جائے گا۔

اس لئے میرے دوستوں اپنے ایمان کی حفاظت کیجئے، کیونکہ ایمان سے بڑھ کرکوئی دولت وثروت نہیں ہے،مسلک اعلیٰ حضرت کے سایے میں رہئے،سنیوں کی جماعت کے ساتھ رہئے جونجات پانے والی جماعت اورجنتی جماعت ہے۔اور بدمذہبوں سے بچ کر رہئے کہ یہ ایمان کولوٹنے والے لوگ ہیں۔آقا نے توپہلے ہی فرمادیا کہ:

ایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم۔

اعلیٰ حضرت سرکارفرماتے ہیں۔

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے
سونا بن ہے سونا زہر ہے اٹھ پیارے
تو کہتا ہے میٹھی نیند ہے تیری مت ہی نرالی ہے

وماعلینا الا البلاغ

فیضان درود شریف:

الحمد لله رب العلمین والصلوٰة والسلام علیٰ سیدنامحمد خاتم الانبیاء والمرسلین النبی الامی العربی المکی الھادی الامین وعلیٰ اٰله و اصحابه و من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

ان الله وملٰئکته یصلون علی النبی یایھا الذین اٰمنوا صلوا علیه و سلموا تسلیما(الاحزاب۳۳)

ترجمہ:

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی
قبر میں لہرائیں گے تا حشر چشمے نور کے
جلوہ فرما ہوگی جب طلعت رسول اللہ کی
وہ جہنم میں گیا جو ان سے مستغنی ہوا
ہے خلیل اللہ کو حاجت رسول اللہ کی
خاک ہو کر عشق میں آرام سے سونا ملا
جان کی اکسیر ہے الفت رسول اللہ کی
اے رضا خود صاحب قرآں ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

حضرات گرامی! آج میری تقریر کا عنوان ''فیضان درود'' ہے۔آیئے اس موضوع پر قرآن واحادیث کی روشنی میں کچھ سننے اور سنانے سے قبل ایک بار رہبر عالم،مرشد اعظم،عظمت والے نبی، برکت والے رسول،رب کے حبیب،بیمار دلوں کے طبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں درودوسلام کا ہدیہ پیش کریں:

صلی الله علی النبی الامی واٰله و صحبه بارك وسلم صلاة وسلاما علیك یارسول الله

درود شریف کے فضائل وبرکات بے شمار ہیں اس کی فضیلت کے لئے اتنا کافی ہے کہ اس کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے اور رب قدیر خود اپنے محبوب پر درود پاک پڑھتا ہے۔درود شریف ایک ایسا عمل اور مقبول وظیفہ اور ذکر ہے کہ دوسرے اعمال کے قبول ہونے میں تردد تو ہوسکتا ہے مگر درود شریف کی قبولیت میں کوئی شک وشبہ نہیں۔اور اس سے بڑھ کر یہ کہ درود شریف ذکر مصطفیٰ بھی ہے اور ذکر خدا بھی ہے۔

چنانچہ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جعلت تمام الایمان بذکرك معی وقال ایضا جعلتك ذکرا من ذکری فمن ذکرك ذکرنی۔(شفا شریف ج۱ص۱۲،بحوالہ ذکر جمیل ص۲۶)

یعنی میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کردیا ہے کہ (اے محبوب) میرے ذکر کے ساتھ آپ کا ذکر بھی ہوگا اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا ہے تو جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مصطفیٰ کریم ﷺ نے فرمایا:
من صلی علی صلاۃ واحدۃ صلی اللہ علیہ عشر صلوات و حطت عنہ عشر خطیئات و رفعت لہ عشر درجات ۔(سنن کبریٰ ج ا ص ۳۸۵، مسند احمد ج ۳ ص ۱۰۲)
جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، اس کے دس گناہ مٹا دیتا ہے اور اس کے دس درجات بلند فرما دیتا ہے۔
حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من صلی علی حین یصبح عشرا وحین یمسی عشرا ادرکتہ شفاعتی یوم القیمۃ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۲۰)
ترجمہ: جو شخص مجھ پر صبح و شام دس مرتبہ درود شریف پڑھے قیامت کے دن اسے میری شفاعت نصیب ہوگی۔
حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا:
یایھا الناس ان انجاکم یوم القیامۃ من اھوالھا و مواطنھا اکثرکم علی صلاۃ فی دار الدنیا (مسند الفردوس ج ۵ ص ۲۷۷)
ترجمہ: اے لوگو! قیامت کے دن تمہیں قیامت کی ہولناکیوں اور اس کے پر خطر مقامات سے سب سے زیادہ نجات دلانے والا عمل تمہارا دنیا میں مجھ پر کثرت کے ساتھ درود پڑھنا ہے۔
اس حدیث سے پاک سے معلوم ہوا کہ درود شریف ایک ایسا عمل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عمل محبوب کے سبب درود پڑھنے والے کو قیامت کی ہولناکیوں اور محشر کے عذاب سے نجات عطا فرمائے گا۔
اور ایک بہت ہی پیاری حدیث ہے سنئے گا تو دل مچل جائے گا۔حضور پرنور سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:
خدا کا ایک فرشتہ ہے کہ اس کا ایک بازو مشرق (پورب) میں اور دوسرا مغرب (پچھم) میں۔ جب کوئی شخص مجھ پر محبت کے ساتھ درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ پانی میں غوطہ کھا کر (ڈوبکی لگا کر) اپنے پر جھاڑتا ہے، خدائے تعالیٰ ہر قطرہ سے جو اس کے پروں سے ٹپکتا ہے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک درود پڑھنے والے کے لئے استغفار کرتے ہیں۔(الھدایۃ المبارکۃ فی خلق الملائکۃ ص ۸)
حضرات محترم!
درود شریف کا یہ فیضان اور یہ برکت ہے جو آپ نے سنا کہ نیکیاں ملتی ہیں، گناہ مٹا دئے جاتے ہیں، درجات بلند ہوتے ہیں اور قیامت میں مصطفیٰ ﷺ کے شفاعت بھی نصیب ہوگی۔ اس لئے ہم عاشقان مصطفیٰ کو چاہئے کہ کثرت کے ساتھ درود شریف بھیج کر اللہ اور اس کے رسول معظم کا ذکر جمیل کریں اور اس کثرت سے درود بھیجیں کہ اگر گھر میں داخل ہو تو اس وقت بھی درود شریف پڑھنا نہ بھولیں۔ چنانچہ خود آقا کریم ﷺ نے فرمایا:
اذا دخلت البیت فسلم ان کان فیہ احد وان لم یکن بہ احد فسلم علی ۔(الجامع لاحکام القرآن ج ۲۲ ص ۵۶۶، تفسیر رازی ج ۳۲ ص ۱۷۴) جب گھر میں داخل ہو تو جو اس میں موجود ہو اسے سلام کرو اور اگر کوئی نہ ہو تو مجھ پر سلام بھیجو۔
حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
ان للہ عز وجل ملائکۃ فی الارض خلقوا من النور لا یھبطون الا لیلۃ الجمعۃ و یوم الجمعۃ بایدیھم اقلام من ذھب و دواۃ من فضۃ و قراطیس من نور۔لا یکتبون الا الصلوۃ علی النبی ﷺ۔(مسند الفردوس ج ا ص ۱۸۴، جمع الجوامع حدیث نمبر ۹۶۷۶)
ترجمہ: اللہ تبارک و تعالیٰ کے کچھ ایسے فرشتے زمین پر ہیں جو نور سے پیدا کئے گئے ہیں۔ وہ فرشتے زمین پر صرف جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات ہی میں اترتے ہیں۔ ان کے ہاتھوں میں سونے کے قلم، چاندی کی دوات اور نور کے کاغذ ہوتے ہیں۔ جو شخص اپنے نبی محمد عربی ﷺ پر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتے سونے کے

قلم سے اور چاندی کی دوات سے نور کے کاغذ پر درود شریف کا اجروثواب لکھتے ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مامن عبد یصلی علی صلاۃ الا عرج بھا ملك حتیٰ یجئی بھا وجه الرحمن فیقول عز وجل اذھبوا بھا الیٰ قبر عبدی لتستغفر لقائلھا و تقر بھا عینه۔(جامع کبیرج۸ص۴۵،الاتحافات السنیۃ ص۱۸۵حدیث نمبر۱۲۷)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندۂ مومن مجھ پر درود بھیجتا ہے تو ایک فرشتہ اس درود کو لیکر اللہ عز وجل کی بارگاہ میں حاضر ہوتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس درود کو لیکر میرے اس بندے کی قبر پر چلے جاؤ اور قیامت تک اس شخص کے لئے مغفرت کی دعا کرو تا کہ میرے بندے کی آنکھیں کی ٹھنڈی ہوں اور اسے خوشیاں حاصل ہوں۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جو مصطفیٰ پر درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس درود کو قبول فرمالیتا ہے اور اس بندہ کو بھی اپنی بارگاہ میں مقبول بنالیتا ہے اور اس درود کی برکت سے فرشتے کو یہ ڈیوٹی لگادی جاتی ہے کہ درود پڑھنے والے کے لئے قیامت تک بخشش کی دعا کرتے رہے۔اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قبر پر جانا اور صاحب قبر کے لئے دعا کرنا یہ شرک و بدعت نہیں جیسا کہ آج کل کے کچھ مولویوں کا عقیدہ ہے۔کیونکہ اگر شرک ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس فرشتہ کو درود پڑھنے والے کی قبر پر جانے اور قیامت تک دعائے مغفرت کرنے کا حکم نہیں دیتا۔

عن انس بن مالك رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ مامن عبد یصلی علی صلاۃ تعظیما لحقی الا خلق الله تعالی من ذلك القول ملکا له جناح بالمشرق وجناح بالمغرب ویقول له صل علیٰ عبدی کما صلیٰ علیٰ نبیی فھو یصلی علیه الیٰ یوم القیامة۔(الصلوٰۃ علیٰ خیر البشر ص۴۹)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مومن بندہ مجھ پر میری تعظیم کرتے ہوئے درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس درود کی برکت سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جس کا ایک پر پورب میں ہے اور ایک پر پچھم میں۔اور اللہ رب العزت اس فرشتہ سے فرماتا ہے میرے اس بندے پر تو درود پڑھتا رہ جس طرح اس نے میرے پیارے نبی پر درود بھیجا ہے چنانچہ وہ فرشتہ قیامت تک اس پر درود پڑھتا رہتا ہے۔

مشکل کشائی:

وقت کے جلیل القدر عالم ربانی،مقبول بارگاہ یزدانی حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کی زیارت کے لئے مکہ معظمہ پہنچا، وہاں جا کر میں خانۂ کعبہ کے طواف میں مشغول ہوگیا، جب میں بیت اللہ شریف کا طواف کر رہا تھا، میں نے دیکھا کہ ایک شخص طواف کعبہ کا طواف بھی کر رہا ہے اور ہر قدم پر ساری کائنات کے مرکز عقیدت حضور رحمت عالم ﷺ پر درود پڑھ رہا ہے۔میں نے کہا کہ یہاں تو تسبیح وتہلیل پڑھنی چاہئے،سبحان اللہ الحمد للہ کہنا چاہئے لبیک اللھم لبیک کا نعرہ بلند کرنا چاہئے مگر تم اس کی جگہ ہر قدم پر درود پڑھ رہے ہو اس کی کیا وجہ ہے؟ آخر بات کیا ہے؟ تو اس نے کہا ایک سال میں اور میرے والد حج کو جا رہے تھے،راستہ میں میرے والد بیمار ہوگئے،میں ان کی دیکھ بھال کرتا رہا،یہاں تک کہ ایک رات ان کے سرہانے بیٹھا ہوا تھا کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی،ان کا انتقال ہوگیا۔انتقال کے بعد میں دل دہلا دینے والا منظر دیکھ کر حیرت زدہ اور پریشان ہوگیا۔میں کیا دیکھتا ہوں کہ میرے والد کا چہرہ بالکل سیاہ اور کالا ہوگیا ہے،یہ منظر دیکھ کر میں بیحد رنجیدہ اور غمگین ہوا،اسی پریشانی کے عالم میں مجھے نیند لگ گئی۔خواب میں میں نے ایک نورانی چہرے والے بزرگ کو دیکھا۔وہ بزرگ اتنے حسین وجمیل اور خوبصورت تھے کہ:لم ار احسن منه وجھا و لا انظف منه ثوبا و لا اطیب منه ریحا۔میں نے ان جیسا حسین وجمیل چہرہ والا کبھی نہ دیکھا ہوگا،نہ ان جیسا پاکیزہ کپڑا والا کسی کو دیکھا ہوگا اور نہ ان جیسا خوشبو والا کسی کو دیکھا ہوگا۔وہ بزرگ میری طرف تشریف لا رہے تھے،جب میرے والد کی نعش(لاش) قریب ہوئے فکشف الازار عن وجھه و مسح علیٰ وجھه فصار اشد بیاضا من اللبن۔اس نورانی چہرے والے بزرگ نے میرے والد کے چہرے سے کپڑا اٹھایا اور اپنا نورانی ہاتھ میرے والد کے

چہرے پر پھیرا جیسے ہی اس بزرگ نے اپنا دست مبارک اور نورانی ہاتھ پھیرا میرے والد کا چہرہ دودھ سے زیادہ سفید ہو گیا اور میرے والد کا چہرہ چمکنے اور دمکنے لگا۔

جو خیال آیا تو خواب میں وہ جمال اپنا دکھا گئے

یہ مہک لہک تھی لباس میں کہ مکان سارا بسا گئے

ہمیں دام غم سے چھڑا گئے ہمیں معصیت سے بچا گئے

وہ نبی محمد مصطفیٰ کہ جو سوئے عرش عُلا گئے

پھر وہ مقدس اور نورانی چہرے والے بزرگ واپس تشریف لے جانے لگے تو میں ان کے دامن سے لپٹ کر عرض کرنے لگا: یا عبدالله من انت الذی من الله علی والدی فی ارض الغربة ؟ اے اللہ کے بندے! آپ کون ہیں جنہیں اللہ نے گھر سے دور، وطن سے دور اس مصیبت کی گھڑی میں بھیج کر مجھ پر اور میرے والد پر آپ کے ذریعہ احسان فرمایا ہے؟ آپ اپنا نام تو بتاتے جائیں؟ تو اس بزرگ نے فرمایا:

اوما تعرفنی انا محمد بن عبد الله صاحب القرآن اما ان والدك كان مسرفا علی نفسه ولكن كان يكثر الصلوة علی فلما نزل به ما نزل استغاث بی و انا غياث لمن اكثر الصلوة علیَّ ۔ کیا تو مجھے نہیں پہچانتا میں بے سہاروں کا سہارا اللہ کا پیارا عبداللہ کی آنکھوں کا تارا تمہارا نبی محمد بن عبداللہ ہوں۔

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہے

بیکسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

سنو! تمہارا باپ مجرم و گنہگار ضرور تھا مگر دنیا میں وہ کثرت کے ساتھ مجھ پر درود شریف پڑھا کرتا تھا۔ جب اس پر نزع کی کیفیت طاری ہوئی، جاں کنی کا وقت آیا، زندگی کی آخری سانس لے رہا تھا اور اس پر مصیبت آپڑی تو اس نے اس وقت مجھ سے فریاد کی، مجھ سے مدد طلب کیا، مدد کے لئے مجھے پکارا اور سنو! میں ہر اس شخص کا فریادرس ہوں، میں ہر اس شخص کی مدد کرتا ہوں جو کثرت کے ساتھ مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں

ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے

اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ پھر اس شخص نے کہا کہ جب میں خواب سے بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے والد کا چہرہ چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ (تنبیہ الغافلین ص ۲۳۱، روح البیان ج ۷ ص ۲۲۵، الصلوات والبشر علیٰ خیر البشر ص ۱۲۴)

اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت فرماتے ہیں۔

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے

میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے

معلوم ہوا کہ جو دنیا میں کثرت کے ساتھ حضور رحمت عالم ﷺ پر درود پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے موت کے وقت اور موت کے بعد بھی مصیبت سے نجات عطا فرمائے گا اور خود مصطفیٰ جان رحمت، غمخوار امت ﷺ اس کی مدد کو پہنچتے ہیں۔ اسی لئے میرے بھائیو! جہاں آخرت کے لئے دوسرے نیک عمل کرو وہیں حضور پر درود بھی کثرت سے پڑھو۔

سجالواپنے دامن میں درود پاک کے جگنو
اندھیری قبر میں تم کواجالے کی ضرورت ہے

درودشریف:

پلصراط سے گذر:

حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رأیت رجلا من امتی یزحف علی الصراط احیانا و یحبو احیانا و یتعلق احیانا فجاء ته صلاته علی فاقامته علی قدمیه و مضی الصراط۔

ایک امتی کو میں نے پل صراط پر کبھی رینگتے اور کبھی گھسیٹتے ہوئے دیکھا تو اس کا مجھ پر درودشریف پڑھنے نے اس کی دستگیری کی، اسے سیدھا کھڑا کر دیا اور وہ اس پر آسانی سے چلنے لگا۔ (الصلوات والبشر علیٰ خیر البشر ص ۴۶، ابن کثیر ج ۲، روح البیان، التذکرہ فی احوال الموتیٰ وامورالآخرۃ ص ۲۴۰-۲۴۲)

نیکی کا پلڑا بھاری:

قیامت کے دن جب بندوں کے اعمال میزان عمل میں وزن کئے جائیں گے تو ایک بندہ لایا جائے گا تاکہ اس کی بھی نیکیاں اور برائیاں میزان عمل میں تولے جائیں، تو جب اس کے نیک و بد دونوں اعمال تولے جائیں گے تو اس کی نیکیوں والا پلڑا ہلکا ہوگا اور بدیوں والا بھاری۔ کملی والے آقا بھی وہیں جلوہ افروز ہونگے، تو حضور اکرم ﷺ کاغذ کا ایک ٹکڑا اس کی نیکوں والے پلڑے میں ڈال دیں گے تو وہ پلڑا بھاری ہوجائے گا۔ تو اب وہ بندہ جسے جہنم میں جانے کا حکم ہوا تھا اب اسے جنت میں لیجانے کا آرڈر ہوگا۔ صرف اسی ایک پرچہ کی وجہ سے جس کو مزمل و مدثر چادر والے آقا نے اس کی نیکیوں کے پلڑے میں ڈال کر بھاری کر دیا تھا۔ تو وہ عرض کرے گا: بابی انت و امی مااحسن وجهك و احسن خلقك من انت ؟ میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں ہے اور آپ کا خلق کتنا بلند ہے، آپ کون ہیں؟ میری مشکل میں کام آنے والے؟

یقول انا نبیك وهذه صلوتك التی كنت تصلی علی ۔ تو حضور اکرم ﷺ فرمائیں گے کہ میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں اور یہ تیرا درود پاک ہے جو تو نے فلاں وقت مجھ پر پڑھا تھا اور آج میں نے تیری حاجت پوری کردی۔ (درمنثور ج ۶ ص ۳۲۷ مقام نبوت ص ۱۵۱ بحوالہ تفسیر کبیر ج ۴، الصلوات والبشر علیٰ خیر البشر ص ۱۲۳)

گنہگارو نہ گھبراؤ عدالت ان کے گھر کی ہے
گنہگاروں کو بخشوا لینا یہ عادت ان کے گھر کی ہے

اور اعلیٰ حضرت سرکار، بریلی کے تاجدار فرماتے ہیں ۔

برسے کرم کی بھرن پھولیں نعم کے چمن
ایسی چلا دو ہوا تم کروروں درود

و ماعلینا الا البلاغ

شب براءت عبادت وبندگی کی رات:

الحمد لله مقلب القلوب والابصار مقدر الامور کما یشاء و یختار عالم الغیب والاسرار واطیب الصلوٰة واعطر السلام علی النبی الذی بعث بالتبشیر والانذار وعلیٰ اٰله وصحبه المتقین اقطاب الاقطار

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمٰن الرحیم

حٰمٓ والکتٰب المبین انا انزلنٰه فی لیلة مبٰرکة انا کنا منذرین فیها یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا انا کنا مرسلین۔(الدخان ۱۔۵)

ترجمہ:قسم اس روشن کتاب کی، بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا، بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام، ہمارے پاس کے حکم سے بے شک ہم بھیجنے والے ہیں۔(کنز الایمان)

کرم جو آپ کا اے سید ابرار ہو جائے

تو ہر بدکار بندہ دم میں نیکوکار ہو جائے

جو سر رکھ دے تمہارے قدموں پہ سردار ہو جائے

جو تم سے سر کوئی پھیرے ذلیل وخوار ہو جائے

جو ہو جائے تمہارا اس پہ حق کا پیار ہو جائے

بنے اللہ والا جو تیرا یار ہو جائے

تمہارے فیض سے لاٹھی مثال شمع روشن ہو

جو تم لکڑی کو چاہو تیز تلوار ہو جائے

(مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ)

حضرات محترم! شعبان المعظم کا پیارا اور بابرکت مہینہ ہے، شب براء کی فضیلت وبرکت آپ سماعت فرما چکے ہیں۔آج میں شب براءت کی عبادت وبندگی کی فضائل وبرکات پر روشنی ڈالوں گا تاکہ مسلمان اس رات کو عبادت وبندگی سے آباد کرکے اپنے رب کو راضی اور خوش کرنے میں کامیاب ہو جائے۔آئے اس سے پہلے ایک بار نافع علت، دافع کربت، مالک جنت، سرور عالم مقام، رہبر جملہ امام، مظہر ذات السلام، پیکر حسن تمام حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام کا ہدیہ پیش کریں اور پڑھیں باآواز بلند:

اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد معدن الجود والکرم بارک وسلم

سامعین کرام!

ایک سال بعد جو رات اللہ رب العزت کے فضل وکرم سے ہم خوش نصیب سنی مسلمانوں کو ملی ہے یعنی شب برات یہ بہت ہی بابرکت اور مبارک رات ہے۔اس رات کی عبادت وبندگی، تلاوت قرآن اور دیگر اذکار ووظائف کی بڑی فضیلت وبرکت ہے۔اس لئے اس رات کی اہمیت وفضیلت اور رفعت وعظمت کے پیش نظر ہمیں اس رات میں اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت وبندگی کرنی چاہئے، کثرت کے ساتھ قیام، رکوع اور سجدوں سے اس رات کو آباد کرکے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشی حاصل کرنی چاہئے۔آپ سماعت فرما چکے ہیں کہ پیارے آقا ﷺ نے اس رات کی عبادت کے بارے میں فرمایا: اذا کانت لیلة

النصف من شعبا ن فقومو ا ليلها۔یعنی جب شب براءت پاؤ تو اس شب میں قیام کا اہتمام کرو یعنی نفل نمازیں پڑھو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ شب براءت میں جب حضور اقدس ﷺ مدینہ منور کی قبرستان جنت البقیع میں اپنی امت کے مومن مرد و عورت کی بخشش و مغفرت کی دعا سے فارغ ہوئے تو میرے حجرہ میں حضور تشریف لائے، پھر اپنے کپڑے اتار دئے اور مجھ سے فرمایا:

یـا عـائشة اتـأذنين لي في القيام هذه الليلة فقلت نعم بابى و امى. فقام فسجد ليلا طويلا حتىٰ ظننت انه قد قبض فقمت التمسه وو ضعت يدى علىٰ باطن قدميه تتحرك و سمعته يقول فى سجوده " اعوذ بعفوك من عقوبتك واعوذ برضاك من سـخـطك واعوذ بك منك جل وجهك لا احصى ثناء عليك انت كما اثنيت علىٰ نفسك "فلما اصبح ذكرتهن له فقال يا عائشة تـعـلمتيهن ؟فقلت نعم!فقال تعلميهن و عليميهن .فان جبريل عليه السلام علمنيهن و امرنى اردد هن فى السجود ۔(درمنثور ج۵ص۷۴۱)

ترجمہ:اے عائشہ! کیا تو اس مبارک رات میں مجھے اجازت دیتی ہے کہ اپنے رب کی عبادت کروں؟ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ ضرور اپنے رب کی عبادت و بندگی کریں۔پھر سرکار دو عالم ﷺ نے ایک طویل (لمبا) سجدہ کیا، یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ کہیں سرکار کی روح قبض تو نہیں ہوگئی؟ اتنا لمبا سجدہ حضور نے کیا۔تو میں حضور کو چھو کر جائزہ لینے لگی اور میں نے اپنا ہاتھ حضور کے قدموں کے تلووں پر رکھ دیا تو حضور کے جسم میں حرکت محسوس کی۔تب جا کر مجھے خوشی ہوئی۔اور اسی وقت میں نے سنا کہ حضور سجدے میں یہ دعا کر رہے تھے:اعـوذ بـعـفوك من عقوبتك واعوذ برضاك من سـخـطك واعـوذ بك منك جل وجهك لا احصى ثناء عليك انت كما اثنيت علىٰ نفسك "یعنی:اے اللہ! میں تیری معافی کے ساتھ تیری سزا سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور تیری رضا کے ساتھ تیری ناراضگی سے پناہ چاہتا ہوں۔اور تیری پناہ چاہتا ہوں تیرے عذاب سے۔تیری ذات بڑی عظمت والی ہے۔میں تیری ویسی تعریف و ثنا تو نہیں کر سکتا جیسی تو نے خود اپنی تعریف و ثنا کی ہے۔پھر جب صبح ہوئی تو میں نے اس دعا کا حضور اقدس ﷺ سے ذکر کیا تو فرمایا:اے عائشہ! ان کو سیکھ لو اور دوسروں کو بھی سیکھاؤ۔اس لئے کہ مجھے یہ دعا جبریل علیہ السلام نے بتائے ہیں اور مجھے اشارہ دیا ہے کہ سجدے میں یہ بار بار کروں۔

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا شب براءت میں اللہ رب العزت کی عبادت و بندگی اور دعاؤں کا عالم یہ تھا کہ:

فـمـازال ﷺ قـائـمـا و قـاعـدا حتىٰ اصبح وقد اصعدت قدماه وانا اغمزها واقول بابى انت و امى اليس قد غفر الله لك ما تـقـدم مـن ذنبك و مـا تاخر اليس اليس ؟ صبح تک حضور ﷺ نماز میں کھڑے ہوتے اور بیٹھتے یہاں تک آپ کے مبارک پاؤں سوج گئے۔میں حضور کے پاؤں کو دباتی ہوئی عرض کرنے لگی میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف نہیں فرمادئے؟ کیا ایسا نہیں ہے کیا ایسا نہیں ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا:یـا عــائشة افـلا اكـون عبد ا شكورا؟ اے عائشہ کیا میں عبادت کر کے اپنے رب کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟ (غنیۃ الطالبین ج۱ص۱۹۰)

سبحان اللہ! میرے آقا کریم ﷺ جو تمام گناہوں سے پاک وصاف ہیں بلکہ آپ کے صدقہ و طفیل آپ کے اگلوں اور پچھلوں کی بھی مغفرت کر دی گئی ہے آپ کی شب براءت میں شب بیداری اور عبادت و بندگی کا عالم یہ ہے کہ پوری رات صبح تک اللہ کی عبادت کرتے، بندگی کرتے۔کبھی قیام میں تو کبھی قعود میں اور کبھی سجدے میں۔اس طرح حضور خداوند قدوس کی عبادت و بندگی شب براءت میں کیا کرتے تھے۔اور اس طرح اپنے رب کا شکر گذاری کرتے۔ اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ عبادت و بندگی کرنا، تلاوت و دعا کرنا اور شب بیداری کرنا یہ شکر گذار بندوں کی پہچان اور نشانی ہے۔

جنت واجب:

نبی اکرم، نور مجسم، سید عرب وعجم ﷺ نے فرمایا: من احیا الليالی الخمس وجبت له الجنة ليلة التروية وليلة عرفة وليلة النحر وليلة الفطر وليلة النصف من شعبان۔ (روح البیان ج ۸ ص ۴۴۸)

ترجمہ: جو پانچ راتوں میں جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرے اور اس کے ذکر میں ان راتوں کو گذار دے تو اس کے لئے جنت واجب ہے۔ (۱) عرفہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کی رات (۲) ترویہ یعنی نویں ذی الحجہ کی رات (۳) دسویں ذی الحجہ کی رات (۴) عید الفطر کی رات (۵) اور پندرہ شعبان کی رات یعنی شب براءت۔

وضاحت: جن پانچ راتوں میں اللہ تعالیٰ کو عبادت و بندگی بیحد پسند ہے اور جن راتوں میں عبادت کرنے کے سبب جنت واجب ہو جاتی ہے ان میں سے ایک رات شب براءت ہے۔ تو معلوم یہ ہوا کہ جو انسان صاحب ایمان شب براءت میں خلوص دل کے ساتھ اللہ جل مجدہ کی عبادت و بندگی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا حقدار بنا دے گا۔ جو جتنی عبادت کرے گا اس پر اتنا ہی زیادہ انعام و اکرام اور رحمت کی بارشوں کا نزول ہو گا۔

کتنی رکعات پڑھی جائے:

حضرات! آپ احادیث مبارکہ کی روشنی میں سماعت کر چکے ہیں شب براءت میں عبادت و بندگی اور شب بیداری کی بڑی فضیلت ہے۔ اب آئے ہم آپ کو احادیث اور بزرگوں کے فرمان و معمولات کی روشنی میں نفلی عبادت اور نمازوں کی رکعتوں کی تعداد فضیلت کے ساتھ بتاتے ہیں۔ اس سے پہلے ایک بار درود شریف سرکار دو عالم ﷺ کی بارگاہ میں پیش کریں۔

درود شریف:

سو رکعت نفل نماز:

علامہ اسمعیل حقی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ احیاء العلوم کے حوالہ سے تحریر فرماتے ہیں: شب براءت میں سو رکعت نفل نماز دو دو رکعت کر کے اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھے۔ اور ہر دو رکعت پر سلام پھیر دے۔ یا نہیں تو دس رکعت اس ترکیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سو بار سورہ اخلاص پڑھے۔ (روح البیان ج ۸ ص ۴۴۷)

فضیلت سو رکعت:

حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: من صلى فيها مائة ركعة ارسل الله تعالىٰ اليه مأة ملك ثلاثون يبشرونه بالجنة و ثلاثون يؤمنونه من عذاب النار و ثلاثون يدفعون عنه آفات الدنيا و عشرة يدفعون عنه مكائد الشيطٰن۔

(حاشیۃ الصاوی ج ۳ ص ۳۵۹، روح البیان ج ۸ ص ۴۴۷ تفسیر کبیر ج ۲۷ ص ۲۳۹)

ترجمہ: جو شب براءت میں سو رکعت پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف سو فرشتوں کو بھیجتا ہے۔ تیس فرشتے اس شخص کو جنت کی خوش خبری دیتے ہیں، تیس اسے دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھتے ہیں، تیس اس سے دنیاوی آفتوں اور بلاؤں کو دور کرتے ہیں اور دس فرشتے اس سے شیطان کے مکروفریب کو دور کرتے رہتے ہیں۔

کرم ہی کرم:

حضرت علی شیر خدا، مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! شعبان کی پندرہویں رات (شب براء ت) میں جو سو رکعت نفل نماز اس ترتیب سے پڑھے کہ ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار اور قل ھو اللہ احد گیارہ بار، تو اے علی! جو بندۂ مومن یہ نماز اس ترتیب سے پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی ہر وہ ضرورت پوری فرما دے گا جو وہ اللہ تعالیٰ سے اس رات میں طلب کرے گا۔

ويبعث الله سبعين الف ملك يكتبون له الحسنات ويمحون عنه السيئات و يرفعون له الدرجات الى رأس السنة و يبعث

الـلـه فـي جنات عدن سبعين الف ملك و سبعمأة الف ۔يبنون له المدائن و القصور ويغرسون له الاشجار ما لا عين رأت ولا اذن سـمـعـت ولا خـطـر عـلىٰ قلب المخلوقين ۔وان مات من ليلته قبل ان يحول الحول مات شهيدا ۔ ويعطيه الله بكل حرف من قل هو الله احد فى ليلته سبعين حوراً ء ۔(روح البیان ج۸ص ۴۴۸)

ترجمہ: اور اللہ رب العزت ستر ہزار فرشتے اس کیطرف بھیجے گا جو اس کے لئے نیکیاں لکھیں گے اور کی خطائیں مٹائیں گے اور سال بھر اس کے درجات بلند کرتے رہیں گے۔اور جنات عدن میں سات لاکھ ستر ہزار فرشتے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے حکم سے شہر اور محلات تعمیر کریں گے اور اس کے لئے ایسے درخت لگائیں گے جنھیں نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہوگا، نہ کان نے سنا ہوگا اور نہ کسی مخلوق کے ذہن و دماغ میں ان کا خیال تک گذرا ہوگا۔اور اگر سال گذرنے سے پہلے اسی رات میں اس کا انتقال ہو جائے تو شہادت کی موت پا کر دنیا سے جائے گا۔اور اللہ تعالیٰ سورہ اخلاص کے ہر حرف کے بدلے ستر حوریں عطا فرمائے گا۔

اللہ اکبر! شب براءت کی صرف ایک رات کی عبادت و بندگی کی اتنی بڑی فضیلت و عظمت ہے کہ اللہ رب العزت اس رات میں عبادت و بندگی کرنے والوں پر انعام و اکرام کی اتنی بارش فرماتا ہے کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے،اس بارش رحمت میں گنہگاروں کے گناہوں کے تمام میل کچیل دھل جاتے ہیں، دلوں کی کدورتیں ختم ہو جاتی ہیں اور دنیا و آخرت کی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ان کے لئے جنت کے باغوں میں پیڑ لگائے جاتے ہیں، جنت کے مخصوص درجہ جنت عدن میں سونے اور چاندی کے خوبصورت محل اور شہر تعمیر کردئے جاتے ہیں۔ جب نفلی عبادت کی اتنی بڑی فضیلت ہے تو ذرا سوچئے پانچوں وقت کی فرض نمازوں کی فضیلت کا عالم کیا ہوگا۔ستر رحمت کی نظر:

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: شب براءت میں سو رکعت نفل نماز پڑھی جائے اور ایک ہزار مرتبہ سورہ اخلاص ۔یعنی ہر رکعت میں دس، دس بار فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص پڑھی جائے۔اس نماز کو صلاۃ الخیر کہتے ہیں۔

فضیلت: اس نماز کی فضیلت کے بارے میں حضرت امام حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے تیس سے زیادہ صحابہ کرام نے یہ حدیث بیان فرمایا ہے کہ:

مـن صلى هذه الصلوٰة فى هذه الليلة نظر الله اليه سبعين نظرة و قضىٰ له بكل نظرة سبعين حاجة ادناها المغفرة ۔(غنیۃ الطالبین ج ا ص ۲۰۸، روح البیان ج۸ص ۴۴۸)

ترجمہ: جو شخص شب براءت میں یہ نماز پڑھے گا اللہ رب العزت اس کی جانب ستر بار نظر رحمت فرمائے گا اور ہر نظر کے بدلے اس کی ستر حاجتیں اور ضرورتیں پوری فرمائے گا جن میں ادنیٰ حاجت مغفرت ہے۔

حضرات! روایتوں میں آیا ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر سے دیکھ لے اللہ تعالیٰ اسے عذاب میں مبتلا نہیں فرمائے گا۔اب معلوم ہوا کہ شب براء ت میں سو رکعت نفل نماز پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ بخش بھی دے گا اور اسے عذاب سے محفوظ بھی فرمادے گا۔

دو رکعت نفل نماز کا اجر:

برداران ملت اسلامیہ!

عام رات ہو یا کوئی مخصوص رات اگر بندۂ مومن خلوص دل سے،خشوع و خضوع کے ساتھ رب کی عبادت و بندگی کرتا ہے تو اللہ رب العزت اسی عبادت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرماتا ہے اگر چہ دو ہی رکعت کیوں نہ ہو۔ کیونکہ دو رکعت جو اخلاص کے ساتھ پڑھی گئی ایسی ہزاروں رکعات سے بہتر ہے جس میں خلوص نہ ہو۔اس لئے اس مبارک رات میں اگر آپ زیادہ نفل نماز نہیں پڑھ سکتے ہیں تو کم سے کم میرے بھائی دو رکعت خلوص نیت سے ضرور پڑھ لیجئے۔حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا:

من صلیٰ سجدتین لا یسھو فیھما غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ۔(مسند احمد ج.....ص........)

جس نے دو رکعت نماز اس شان سے پڑھی کہ ان میں ذرا بھی غفلت و کوتاہی نہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام پچھلے گناہ معاف فرما دے گا۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

مانگ لو مانگ لو چشم تر مانگ لو

درد دل اور حسن نظر مانگ لو

کملی والے کی نگری میں گھر مانگ لو

مانگنے کا مزہ آج کی رات ہے

شب براءت دعا کی رات:

حضرات محترم!

شب براءت کی خصوصیتوں میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے،انسان اس مبارک رات میں اپنے مولیٰ سے جو بھی جائز مقصد اور حاجتیں پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو مقصد میں کامیابی عطا فرماتا ہے اور اس کی حاجت کو پوری فرماتا ہے اس لئے رات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا اور دعا کرنا چاہئے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ راتیں ہیں کہ ان میں دعا رد نہیں کی جاتی (بلکہ ان راتوں میں جو دعا بھی مانگی جاتی ہے اسے قبول کرلیا جاتا ہے) رجب کی پہلی رات،شعبان کی پندرہویں رات یعنی شب براءت،جمعہ کی رات،عید الفطر کی رات اور بقرعید کی رات یعنی دسویں ذالحجہ کی رات۔(ان راتوں میں اللہ عزوجل بندے کی دعا قبول فرماتا ہے۔(جامع صغیر حدیث نمبر ۳۹۵۲)

شب براءت اور زیارت قبور:

حضرات محترم!

شب براءت میں قبروں کی زیارت کرنا حضور رحمت عالم ﷺ کی سنت مبارکہ ہے جیسا کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی حدیث پاک میں آپ نے سماعت کیا حضور شب براءت جنت البقیع قبرستان تشریف لے گئے اور اپنی امت کی مغفرت کی دعا کی۔اسی لئے آج مسلمان شب براءت میں قبروں کی زیارت کرتے ہیں۔شب براءت ہو یا اور کوئی رات قبروں کی زیارت منع نہیں اور نہ شرک و بدعت۔بلکہ اس کے بے شمار فائدے ہیں جنہیں آقا کریم ﷺ اور محدثین کرام نے بیان فرمایا ہے۔

عن ابن مسعود ان رسول اللہ ﷺ قال کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانھا تزھد فی الدنیا و تذکر الآخرۃ (مشکوۃ ص ۱۵۴،ابن ماجہ ص ۱۱۲)

ترجمہ:حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا،اب قبروں کی زیارت کرو اس لئے کہ وہ دنیا سے بے رغبت کرتی ہے اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

و ماعلینا الا البلاغ

فضائل عشرۂ ذی الحجہ

الحمد لله الودود الغفور والصلوٰة والسلام علی عبده ورسوله الشكور وعلیٰ اٰله و صحبه دافعی الفتن والشرور

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحيم

والفجر وليال عشر (الفجر ١۔٢)

ترجمہ: اس صبح کی قسم اور دس راتوں کی قسم (کنزالایمان)

قائد اہل سنت، نباض قوم وملت، رئیس التحریر حضرت علامہ محمد ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان گنبد خضرا کے مکیں کے عشق ومحبت میں مست ہوکر فرماتے ہیں۔

جمال نور کی محفل سے پروانہ نہ جائے گا

مدنیہ چھوڑ کر اب ان کا دیوانہ نہ جائے گا

جناب مصطفیٰ کی عظمتوں سے منحرف ہوکر

یہ دعوائے مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا

نہ ہوگر داغ عشق مصطفیٰ کی چاندنی دل میں

غلام باوفا محشر میں پہچانا نہ جائے گا

پہنچ جائے گا ان کا نام لے کر خلد میں ارشد

تہی دامن سہی ناز غلامانہ نہ جائے گا

معزز سامعین!

جس آیت کریمہ کی میں نے تلاوت کی ہے اس کی روشنی میں کچھ عرض کرنے سے پہلے حصول برکت کے لئے ہم تمامی اہل سنت ایک آواز ہوکر عقیدت ومحبت کے ساتھ نبی مکرم، نور مجسم، شاہ دوعالم، شفیع معظم، مالک رقاب امم، برہان اتم یسین وطہ، ہادی وداعی، بشیر ونذیر، سراج منیر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وصحبہ بارک وسلم کی بارگاہ ناز میں درود شریف پیش کریں اور پڑھیں بآواز بلند:

درود شریف: اللهم صل علیٰ سیدنا مولانا محمد معدن الجود والكرم وعلیٰ اٰله بارك وسلم

رفیقان ملت!

اسلامی کیلنڈر کا بارہواں اور آخری مہینہ ذی الحجہ شریف ہے۔ ذوالحجہ شریف اتنا محترم اور مکرم مہینہ ہے جو بے شمار فضائل وبرکات اور یادگاروں سے لبریز ہے۔ یہ مہینہ حج کے مہینوں میں آخری مہینہ ہے۔ اس مبارک ومقدس مہینے کی ہر ساعت رحمت وبرکت اور نور ونکہت میں ڈوبی ہوئی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ پہلی تاریخ سے لیکر دسویں تاریخ تک کے جو دن ہیں ان کی فضیلت وعظمت کیا کہنے! ان دس رات اور دس دنوں کو عشرۂ ذی الحجہ کہتے ہیں ان دنوں کی عظمت و رفعت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ رب العزت نے قرآن مجید کی سورۂ فجر میں ان دس راتوں کی قسم یاد فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

والفجر و ليال عشر۔ یعنی قسم اس صبح کی اور دس راتوں کی۔

حضرت جابر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت قتادہ، حضرت عکرمہ، حضرت مسروق، حضرت مجاہد اور حضرت عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم

اجمعین نے فرمایا کہ دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے لیکر دسویں تاریخ کی دس راتیں ہیں۔اقسم بھن لفضلھن علیٰ سائر الایام۔ اللہ تعالیٰ نے تمام دنوں پر ان دس راتوں اور دنوں کو فضیلت بخشی ہے اس لئے ان راتوں کی قسم کھائی ہے۔(درمنثور ج.....ص۴۰۰)

اس آیت کریمہ اور اس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ عشرۂ ذی الحجہ یعنی ذی الحجہ شریف کی پہلی دس راتیں اور دس دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت محبوب اور پسندیدہ ہیں،ان دنوں اور راتوں میں کی جانے والی نیکیاں عبادتیں ،ریاضتیں اللہ کو بہت پسند ہیں اور ان نیکیوں پر بے شمار اجروثواب عطا کیا جاتا ہے۔

حضرت سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:سید الشھور شھر رمضان و اعظمھا حرمۃ ذو الحجۃ۔(غنیۃ الطالبین ج۲ص۲۴)

ترجمہ: تمام مہینوں کا سردار رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور سب مہینوں میں زیادہ عزت وعظمت والا ذی الحجہ کا مہینہ ہے۔

عن ابن عاس قال قال رسول الله ﷺ ما من ایام العمل الصالح فیھن احب الی الله من ھذہ الایام العشرۃ قالوا و لا الجھاد فی سبیل الله قال و لا الجھاد فی سبیل الله الا رجل خرج بنفسه و ماله فلم یرجع من ذلك بشئی ۔(مشکوٰۃ ص۱۲۸،فتح الباری ج۲ص۴۵۷)

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ذی الحجہ کے دس دنوں کے سوا کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں نیکیاں اللہ کو زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہوں۔یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں میں کی جانے والی نیکیاں تمام دنوں کے بہ نسبت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں۔صحابہ کرام نے عرض کی اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا بھی نہیں؟حضور ﷺ نے فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔مگر کوئی شخص اپنی جان ومال کا نذرانہ لے کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں نکلے اور پھر ان میں سے کچھ لیکر واپس نہ لوٹے تو اس جہاد کا ثواب بھی زیادہ ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:افضل ایام الدنیا ایام العشر قیل ولا مثلھن فی سبیل الله قال ولا مثلھن فی سبیل الله الا رجل عفر وجھه فی التراب ۔ (مجمع الزوائد ج۴ص۳) ترجمہ: دنیا کے دنوں میں سب سے زیادہ فضیلت وعظمت والے دن ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔عرض کیا حضور! جہاد فی سبیل اللہ بھی ان دنوں کی طرح فضیلت والا نہیں ہے؟ ارشاد فرمایا نہیں۔مگر اس شخص کا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کی نیکی جو اللہ کی راہ میں لڑتے لڑتے شہید ہوجائے۔

عبادت وروزے:

سامعین محترم!

ان دو احادیث کریمہ سے آپ نے ذی الحجہ کے دس دنوں کی فضیلت و بزرگی کا اندازہ لگا لیا ہوگا کہ اللہ رب العزت نے ان دنوں کو جو مقام عطا کیا ہے وہ کسی دوسرے دن کو نہیں۔اس لئے ذی الحجہ کا چاند جیسے ہی نظر آئے فوراً عبادت وبندگی اور روزے رکھنے میں مصروف ہوجانا چاہئے۔اس لئے ان دنوں میں رزہ رکھنے اور راتوں میں عبادت کرنے کا بیحد ثواب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:ما من ایام احب الی الله ان یتعبد له فیھا من عشر ذی الحجه یعدل صیام کل یوم منھا بصیام سنة و قیام کل لیلة منھا بقیام لیلة القدر۔(مشکوٰۃ ص۱۲۸،شعب الایمان ج۳ص۳۵۵)

ترجمہ: ذی الحجہ کے دس دنوں میں اللہ تعالیٰ کے لئے کی جانے والی عبادت وبندگی اللہ رب العزت کے نزدیک دوسرے تمام دنوں سے بڑھ کر محبوب اور پسندیدہ ہیں۔ہر دن کے روزہ کا ثواب ایک سال کے روزے کے برابر دیا جاتا ہے اور ان دس راتوں میں سے صرف ایک رات کی عبادت کا ثواب شب قدر کی عبادت وبندگی کے برابر ہے۔

اللہ اکبر! جب ایک دن کے روزے اور ایک رات کی عبادت کا یہ مقام اور اس قدر اجروثواب ہے تو جو انسان پوری دس رات اور بقرعید کے دن کو چھوڑ کر

باقی دنوں میں روزے رکھے تو اللہ رب العزت اسے کتنا اجر وثواب عطا فرمائے گا۔

عن جابر عن النبی ﷺ انه قال من صام ایام العشر کتب الله له بکل یوم صوم سنة ۔(غنیۃ الطالبین ج۲ص۲۵)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو ایام عشر کے روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے ایک دن کے روزہ کے بدلے ایک سال کے روزے کا ثواب عطا فرمائے گا۔

اور خود حضور سرور کائنات ﷺ کا معمول تھا کہ جب عشرۂ ذی الحجہ آتا تو حضور روزہ رکھتے اور ان دنوں کا روزہ ترک نہیں فرماتے تھے۔ چنانچہ ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

اربع لم یکن النبی ﷺ یترکهن صوم عشر ذی الحجة و عاشوراء و ثلاثة ایام من کل شهر ورکعتان قبل الغداة ۔(غنیۃ الطالبین ج۲ص۲۵)

ترجمہ: چار چیزیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ترک نہیں فرماتے تھے۔(عشرۂ ذی الحجہ کے روزے (۲) عاشورہ یعنی دسویں محرم کا روزہ (۳) ہر مہینے کے تین روزے (یعنی ۱۳،۱۴،۱۵ تاریخ کے روزے) (۴) اور فجر کی فرض سے پہلے دو رکعت سنت۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من احیا لیلة من لیالی عشر ذی الحجة فکانما عبد الله عبادة من حج و اعتمر طول سنته ومن صام فیها یوما فکانما عبد الله سائر سنته ۔(غنیۃ الطالبین ج۲ص۲۵)

ترجمہ: جس نے ذی الحجہ کی دس راتوں میں سے ایک رات شب بیداری کی تو گویا اس نے پورے سال حج وعمرہ کرنے والے کی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت کی۔ اور جس نے ایک دن روزہ رکھا گویا اس نے پورے سال اللہ عزوجل کی عبادت و بندگی کی۔

ایام عشر کی فضیلت کی وجہ:

معزز سامعین اہل سنت!

ایک بات کی وضاحت کر دینا چاہوں گا کہ ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں اور راتوں کو جو فضیلت و بزرگی حاصل ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ ان دس دنوں میں دو دن ایسے ہیں جن کی وجہ سے باقی آٹھ دنوں کو فضیلت و کمال اور عزت و کرامت ملی ہے۔ اور وہ دو دن عرفہ کا دن یعنی نویں ذی الحجہ جس کو حج کا دن بھی کہا جاتا ہے اور دوسرا دن دسویں ذی الحجہ جس کو قربانی کا دن کہا جاتا ہے۔ ان دو دنوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بڑی قدر و مقبولیت اور اہمیت و فضیلت ہے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من صام یوم عرفة غفر الله له ما تقدم من ذنبه و ما تاخر لسنة۔ (غنیۃ الطالبین ج۲ص۴۷)

ترجمہ: جو عرفہ کے دن یعنی نویں ذی الحجہ کو روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ایک سال اگلے اور پچھلے ایک سال کے گناہ بخش دے گا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: صیام یوم عرجة کفارة سنتین سنة ماضیة و سنة مستقبلة (ایضا)

عرفہ کے دن کا روزہ دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ گذرے ہوئے ایک سال اور آنے والے ایک سال کا۔

اور امام المحققین علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ردالمحتار میں ایک بہت ہی پیاری حدیث نقل فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

افضل الایام یوم عرفة اذا وافق یوم جمعة وهو افضل من سبعین حجة ۔(ردالمحتار علی الدر المختار ج۳ص۵۲۸ مطبوعہ زکریا بکڈپو)

ترجمہ: دنوں میں بہترین دن عرفہ کا دن ہے، خصوصیت کے ساتھ جب اس دن جمعہ بھی پڑے۔ اور یہ ستر حج سے بھی بڑھ کر ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنوں میں سے چار دنوں کو منتخب فرمالیا ہے۔

(۱) جمعہ کا دن: فیها ساعة لا یوافقها عبد مسلم یسال الله تعالیٰ شیئا من امر الدنیا والآخرة الا اعطاه الله ایاه ۔یعنی جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ساعت اور گھڑی رکھی ہے کہ اس ساعت کو جو بندہ پالے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے دنیا وآخرت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ضرور عطا فرماتا ہے۔

(۲) یوم عرفہ: یعنی نویں ذی الحجہ کا دن جو مسلمانوں کے لئے حج کا دن ہے۔فاذا کان یوم عرفة یباهی الہ تعالیٰ ملائکته فیقول یا ملائکتی انظروا الیٰ عبادی جاؤا شعثا غبرا قد انفقوا الاموال و اتعبوا الابدان اشهدوا انی قد غفرت لهم ۔یعنی عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں پر فخر کرتے ہوئے فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میرے بندوں کی طرف دیکھو کہ پراگندہ بال اور غبار آلود لباس میں میری بارگاہ میں آئے ہیں۔انہوں نے میری رضا کی خاطر مال و دولت خرچ کیا اور اپنے بدن کو مشقت میں ڈالا۔اے فرشتو! گواہ ہو جاؤ میں نے ان کی مغفرت و بخشش فرما دی ہے۔

(۳) یوم نحر: یعنی قربانی کا دن۔فاذا کان یوم النحر و قرب العبد قربانه فاول قطرة قطرت من القربان تکون کفارة لکل ذنب عمله العبد۔یعنی جب قربانی کا دن آتا ہے تو بندہ اپنی قربانی کے ذریعے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں قرب و نزدیکی حاصل کرتا ہے تو قربانی کے جانور کے خون کا پہلا قطرہ جو ٹپکتا ہے بندہ کے ہر گناہ کا کفارہ ہو جاتا ہے۔

(۴) یوم الفطر یعنی عید کا دن: اللہ کے بندے رمضان بھر روزے رکھنے کے بعد جب عید کے لئے عید گاہ کی طرف نکلتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: ان کل عامل یطلب اجره و عبادی صاموا شهرهم و خرجوا من عیدهم یطلبون اجرهم اشهدکم انی قد غفرت لهم وینادی المنادی یا امة محمد ارجعوا فقد بدلت سیئاتکم حسنات ۔یعنی ہر مزدور اپنی مزدوری طلب کرتا ہے،میرے بندوں نے مہینہ بھر روزے رکھے،اب وہ اپنی مزدوری طلب کرنے کے لئے عید گاہوں میں آئے ہیں۔تم گواہ ہو جاؤ کہ میں نے مغفرت وبخشش کی صورت میں انہیں ان کا اجر اور مزدوری عطا کر دیا ہے۔پھر ایک منادی ندا دیتا ہے: اے امت محمد ﷺ! اب تم لوٹ جاؤ تمہاری برائیاں نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں۔(تنبیہ الغافلین ص۱۹۰)

ایک جوان کا واقعہ:

معزز حضرات!

ایام عشر یعنی ذی الحجہ شریف کے پہلے دس دن اور رات کی فضیلت وعظمت اور ان دنوں کے روزے اور راتوں کی عبادت و بندگی بات چل رہی تھی اور اس سلسلے میں آپ کئی احادیث نبویہ سماعت فرما چکے ہیں۔آئیے اب اس سلسلے میں زمانہ رسالت مآب کے ایک نوجوان کا واقعہ سنتے چلئے اس سے پہلے ایک بار درود شریف سنائے۔

درود شریف: اللهم صل علیٰ سیدنا مولانا محمد معدن الجود والکرم وعلیٰ آله بارك وسلم

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک نوجوان جو گانا گایا کرتا تھا اس کے بارے میں مشہور تھا کہ جب ذی الحجہ شریف کا چاند نظر آتا تو وہ روزہ رکھنا شروع کر دیتا۔یہ بات حضور رحمت عالم ﷺ تک پہنچی۔سرکار مدینہ ﷺ نے اس نوجوان کو بلایا آقا کا حکم پاتے ہیں وہ نوجوان خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ما یحملك علی صیام هذه الایام ؟ اے نوجوان! ان دنوں کے روزے رکھنے پر تمہیں کس بات نے ابھارا؟ تمہارے دل میں ان دنوں کے روزے رکھنے کا جذبہ کیسے پیدا ہوا؟ اس نے عرض کی میرے ماں باپ حضور کے قدموں پر قربان ہو جائیں۔یارسول اللہ! یہ دن حج اور اس کے ارکان ادا کئے جانے کے ہیں۔پوری دنیا سے مسلمان خانہ کعبہ کا حج کرنے کے لئے آتے ہیں،اللہ کے گھر کا

طواف کرتے ہیں ،صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں ،مزدلفہ میں ٹھہرتے ہیں ،عرفات میں نمازیں ادا کرتے ہیں ،مقام ابراہیم کے پاس دوگانہ پڑھتے ہیں ،رمل کرتے ہیں ،جمرہ پر جاتے ہیں شیطان کوکنکری مارتے ہیں ،منیٰ میں قربانی پیش کرتے ہیں ،احرام باندھتے ہیں ،حجر اسود کو چومتے ہیں ،حج کے ارکان ادا کرتے ہیں اور مقامات مقدسہ پر جا کر رب سے دعائیں مانگتے ہیں تو میں روزے اس لئے رکھتا ہوں کہ شاید حج کے ارکان ادا کرنے والے خوش نصیب بندگان خدا اپنی دعاؤں میں مجھے بھی شریک کر لیں (اور مجھ پر بھی ان کی دعاؤں کے صدقے اللہ تعالیٰ اپنے رحم وکرم اور فضل ونعمت کی بارش نازل فرمائے اور رہمارے گناہوں کے میل دھل جائیں بس اسی نیت سے ان دنوں کے روزے رکھتا ہوں یہ سن کر) نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

فان لك بكل يوم تصومه عدل مأة رقبة و مأة بدنة ومأة فرس تحمل عليها فى سبيل الله .فاذا كان يوم التروية فلك فيها عدل الف رقبة و الف بدنة و الف فرس تحمل عليها فى سبيل الله .فاذا كان يوم عرفة فلك بها عدل افى رقبة و الفى بدنة ولفى فرس تحمل عليها فى سبيل الله وهو صيام سنتين سنة قبلها و سنة بعدها.(تنبیہ الغافلین ص۱۸۸،غنیۃ الطالبین ج۲ص۲۴)

ترجمہ: تجھے ہر دن کے روزے کے بدلے سوغلام آزاد کرنے ،سواونٹ قربانی کرنے اور سامان سے لدے ہوئے سوگھوڑے راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے لئے بھیجنے کا ثواب عطا کیا جائے گا۔جب ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کا دن ہوگا تو اس دن کے روزے کا ثواب ایک ہزار غلام آزاد کرنے ،ایک ہزار اونٹ قربان کرنے اور ایک ہزار سامان سے لدے ہوئے گھوڑے راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کو دینے کا ثواب لکھا جائے گا۔اور عرفہ یعنی نویں ذی الحجہ کے دن کے روزے کا ثواب دو ہزار غلام آزاد کرنے ،دو ہزار اونٹ قربان کرنے اور سامان سے لدے ہوئے دو ہزار گھوڑے اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے مجاہدوں کو دینے کے برابر ہے۔اور عرفہ کے دن کا روزہ اگلے پچھلے دو سال کے روزے کے برابر ہے۔

اللہ اکبر! کتنا کریم اور سخی ہے وہ پاک پروردگار عالم جس نے ذی الحجہ کے دس دنوں کو ایسی عظمت ورفعت سے نوازا ان دنوں میں کئے جانے والے عملوں پر اجر وثواب اس قدر عطا فرماتا ہے کہ جس کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا اور نہ اسے شمار کیا جا سکتا ہے۔

و ماعلینا الا البلاغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجالس ذکر کی فضیلت:

الحمد للہ الذی وفقنا بتسبیحه وتهلیله و ذکره والصلوٰة والسلام علیٰ عبده ونبیه و روسوله و حبیبه وافضل خلقه وعلیٰ آله وصحبه وعترته

امابعد

فاعوذبالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولا تکفرون (بقرہ۱۵۲)

تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔

وہ صل علیٰ کا شور اٹھا وہ سارا زمانہ جھوم اٹھا

وہ نور کے بادل گھر آئے وہ وقت سہانا جھوم اٹھا

وہ پردۂ میم میں موج اٹھی انوار کی کرنیں ناچ اٹھیں

کونین کی ذاتیں جاگ اٹھیں ملنے کا ترانہ جھوم اٹھا

والنجم کے بربط کو بڑھ کر مضراب محبت نے چھیڑا

اک نغمۂ رحمت گونج اٹھا انا انزلنا جھوم اٹھا

حضرات!

آیتِ متلوہ کی روشنی میں کچھ عرض کرنے سے قبل بہتر ومناسب سمجھتا ہوں کہ معمول اہل سنت کے مطابق ہم سب مل کر شہسوار میدان اجتبا، سہریار ایوان اصطفا، مہبط اسرار سبحان الذی اسریٰ، مورد انوار فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ، ساجد مساجد حرم واقصیٰ، صاعد مصاعد دنیٰ فتدلیٰ، مکی، مدنی، مطلبی، ہاشمی، قرشی، حجازی رحیم و کریم آقا حضور رحمت عالم، سرور کائنات جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل اطہار کی بارگاہ میں محبت کے ساتھ درود پاک کا تحفہ پیش کریں اور پڑھیں بآواز بلند:

درود شریف:

حضرات محترم!

آج کی اس مقدس، مکرم، معظم، نورانی، عرفانی، حقانی، ایمانی، مثالی، ربانی اور پرنور وپرسرور، معطر ومعنبر اور متبرک ومنور محفل میں کچھ دیر محفل ذکر کی فضیلت و عظمت اور اہمیت وبرکت پر احادیث کریمہ کی روشنی میں کچھ لب کشائی کرنے کی جسارت کروں گا۔

مجالس ذکر کی فضیلت وبرکت:

حضرات گرامی باوقار!

ذکر وذاکرین اور مجلس ذکر کی فضیلت وبرکت اور اس کی اہمیت پر احادیث بیان کرنے اور سنانے سے پہلے میں یہ بتادینا اور سمجھادینا چاہتا ہوں کہ جس مجلس ذکر کی فضیلت قرآن واحادیث میں آئی ہے اس سے کیا مراد ہے؟ تو علامہ ابی مالکی ایک حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ علامہ خطابی نے کہا ہے کہ جس مجلس میں اللہ تعالیٰ کا کلام، اور اس کے رسول ﷺ کی سنت، آثار صحابہ اور اقوال ائمہ کا بیان کیا جائے وہ مجلس ذکر ہے۔ اسی طرح جس مجلس میں قرآن مجید اور احادیث کی تعلیم ہو اور فقہی احکام کا بیان کئے جائیں اور لوگوں پر حلال وحرام کو واضح کیا جائے وہ بھی مجلس ذکر ہے۔ (شرح مسلم ج ۷ ص ۴۶۵)

ذکر کرنے والے کو چار انعام:

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرور کائنات، فخر موجودات ﷺ نے فرمایا:

ان لاهل الذكر اربعا ينزل عليهم السكينة و تغشاهم الرحمة وتحف بهم المائكة ويذكره الرب فى ملأ عنده۔ (مسلم ج ا ص ۳۴۵، مشکوٰۃ ص....)

کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے لئے چار باتیں اور چار انعامات و اکرامات ہیں (ا) ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اطمینان قلبی نازل ہوتا ہے، ان کے دلوں کو سکون و چین نصیب ہوتا ہے۔ (۲) رحمت الٰہی سایہ بن کر انہیں ڈھانپ لیتی ہے (۳) فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں، فرشتے ان کے ساتھ ہوتے ہیں (۴) اللہ تعالیٰ انہیں ان فرشتوں کے مجمع میں یاد فرماتا ہے جو اس کے پاس ہوتا ہے۔

ذکر کا انعام اسی پر بس نہیں ہوتا بلکہ جو لوگ ذکر کی مجلس میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور گناہوں کی جگہ نیکیاں لکھ دیتا ہے۔ چنانچہ

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مامن قوم اجتمعوا يذكرون الله لايريدون بذلك الا وجهه الا ناداهم مناد من السماء ان قوموا مغفورا لكم و قد بدلت سيئاتكم حسنات۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۱۴۲، شعب الایمان ج ا ص ۴۰۱)

جو لوگ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لئے اکٹھے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی آواز دیتا ہے اے ذکر کرنے والے کھڑے ہو جاؤ تمہاری مغفرت اور بخشش کر دی گئی ہے اور تمہارے گناہ نیکیوں میں بدل دئے گئے ہیں۔

مجلس ذکر کیا ہے؟

فرشتوں کے بیچ اللہ تعالیٰ کا اظہار فخر ومباہات:

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن صحابہ کرام ایک حلقہ اور محفل میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے تھے، اتنے میں حضور سرور کائنات ﷺ تشریف لائے، تو صحابہ کرام کو حلقہ میں دیکھ کر فرمایا:

مااجلسكم قالو ا جلسنا نذكر الله و نحمده علىٰ ماهدانا للاسلام ومن به علينا ۔ یہاں تم لوگ کس لئے بیٹھے ہو؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ہم بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہے ہیں اور اس بات پر اس کی حمد و تعریف کر رہیں کہ اس نے ہمیں ایمان و اسلام کی دولت عطا فرمائی اور اس کی وجہ سے ہم احسان فرمایا۔ یہ سن کر حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ بات قسم کھا کر کہہ سکتے ہو کہ تم لوگ صرف ذکر الٰہی کے لئے ہی یہاں بیٹھے ہو؟ تو ان لوگوں نے عرض کیا :آللہ ما اجلسنا الا ذلك خدا کی قسم ہم لوگ صرف اسی لئے بیٹھے ہیں کہ اللہ کا ذکر کریں اور اسلام و ایمان کی ہدایت عطا فرمانے پر اس کی حمد و تعریف کریں۔ تب سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں نے تم سے کسی تہمت اور الزام کے سبب قسم نہیں لیا: ولكن اتانى جبريل فاخبرنى ان الله يباهى بكم الملائكة ۔ بلکہ اس بات کی خوشخبری سنانے کے لئے قسم لیا کہ ابھی ابھی میرے پاس حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے اطلاع دی کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے بیچ تم پر فخر کا اظہار فرما رہا ہے۔ (مسلم حدیث ۲۷۰۱، ترمذی ۳۳۷۹، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۰ ص ۳۰۵)

اس حدیث پاک سے تین باتیں معلوم ہوئیں:

(ا) مسجد میں حلقہ بنا کر گھیرا بنا کر ذکر کرنا جائز ہے

(۲) ذکر الٰہی سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور ذکر کرنے والوں پر فرشتوں کے بیچ اللہ رب العزت فخر کا اظہار فرماتا ہے۔

(۳) سب سے بڑی نعمت ایمان کی ہدایت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: بل الله يمن عليكم ان هداكم للايمان

اور سب سے بڑا احسان رسول اللہ ﷺ کی ذات ہے۔اور ایمان واسلام بھی ملا تو رسول اللہ ﷺ کی ہی بدولت ۔اس لئے حضور ﷺ کی ولادت کی محفل منانا اور اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت واحسان کا ذکر کرنا جائز اور طریقہ صحابہ کرام ہے۔اور حضور کی ذات ایسی نعمت واحسان ہے رب قدیر کا کہ خود اللہ تعالیٰ نے احسان کرتے ہوئے فرمایا: لقد من الله علی المؤمنین اذبعث فیهم رسولا

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں:

رب اعلیٰ نعمت پر اعلیٰ درود

حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

مجلس ذکر میں فرشتوں کا نزول:

حضرات محترم!

مجلس ذکر کی فضیلت پر بخاری اور مسلم شریف کی لمبی اور بڑی پیاری حدیث سناتا ہوں انشاءاللہ اس حدیث کے سننے کے بعد آپ کا دل و دماغ روشن اور باغ باغ ہوجائے گا۔اس سے پہلے ایک بار محبت کے ساتھ بارگاہ خیر الانام میں درود شریف کا نذرانہ پیش کیجئے:

درود شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو ذکر کی مجلسوں کی تلاش میں روئے زمین کا چکر لگاتے رہتے ہیں۔جب انہیں ذکر کی مجلس مل جاتی ہے تو ساتھ والے فرشتوں سے کہتے ہیں آؤ ہم جس چیز کی تلاش میں تھے ہمیں وہ چیز مل گئی ہے یعنی ذکر کی مجلس۔پھر وہ فرشتے آسمان تک ایک دوسرے کے پر سے پر ملا کر صف در صف ہوجاتے ہیں۔زمین سے لے کر آسمان تک اس مجلس کو اپنے پروں میں ڈھانپ لیتے ہیں۔مجلس ذکر ختم ہونے کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف روانہ ہونے لگتے ہیں تو فرشتے بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضری دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے سوال کرتا ہے جبکہ وہ خوب اچھی طرح جانتا ہے من این جئتم فیقولون جئنا من عند عبادك فی الارض یسبحونك و یكبرونك و یهللونك و یحمدونك ۔تم لوگ کہاں سے آرہے ہو؟ فرشتے عرض کرتے ہیں مولیٰ تعالیٰ ہم زمین پر تیرے ان بندوں کے پاس سے آرہے ہیں جو تیرا ذکر کررہے تھے، وہ تیری پاکی بیان کررہے تھے، تیری بڑائی کررہے تھے، لا الہ الا اللہ پڑھ رہے تھے اور تیری حمد و تعریف کررہے تھے (مسلم) ویمجدونك اور تیری بزرگیاں بیان کررہے تھے۔(بخاری) ویسئلونك اور تجھ سے طلب کررہے تھے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وماذا یسألونی قالوا یسئلونك جنتك (مسلم) وہ مجھ سے کیا طلب کررہے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے جنت طلب کررہے تھے۔قال فیقول هل راونی قال فیقولون لا والله ما راوك قال فیقول كیف لو راونی قال فیقولون لو راوك كانوا اشد لك عبادة واشدلك تمجیدا واكثر لك تسبیحا (بخاری)۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا میرے بندوں نے جنت اور اس کی نعمتوں کو دیکھا ہے، اس کی بہاروں کو دیکھا ہے، جنت کی حوروں کو دیکھا ہے، غلمان جنت کو دیکھا ہے، جنت کی نہروں کو دیکھا ہے، جنتی حوض کو دیکھا ہے، جنت کے بازاروں کو دیکھا ہے، جنت کے خوبصورت محلوں اور باغوں کو دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں! انہوں نے جنت اور اس کی نعمتوں کو نہیں دیکھا ہے۔قال یقول فیكف لو راوها قال یقولون لوانهم راوها كانوا اشدعلیها حرصا واشد لها طلباواعظم فیها رغبة۔قال فمم یتعوذون قال یقولون من النار قال یقول فهل راوها قال یقولون لا والله یا رب ماراوها قال یقول فكیف لو راوها قال یقولون لوراوها كانو االشد منها فرارا واشد لها مخافة ۔قال فیقول فاشهدكم انی قد غفرت لهم قال یقول ملك من الملائكة فیهم فلان لیس منهم انماجاء لحاجة قال هم الجلساء لایشقیٰ جلیسهم ۔(بخاری) فرماتا ہے اگر جنت اور اس کی نعمتوں، بہاروں کو دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟ عرض کرتے ہیں مولیٰ! اگر وہ جنت کو دیکھ لیں تو جنت کی طلب اور اس کی رغبت اور اس کا شوق اور بڑھ جائے گا۔فرماتا ہے وہ کس

چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ عرض کرتے ہیں وہ جہنم اوراس کے عذابوں سے تیری پناہ مانگ رہے تھے۔ارشادفرماتا ہے کیا انہوں نے جہنم کو دیکھا ہے،اس کے سخت عذابوں کو دیکھا ہے،اس کی وادیوں کو دیکھا ہے،جہنم کے اونٹ کی مانند بچھواور سیکڑوں کلومیٹر لمبے سانپوں کودیکھا ہے؟ عرض کرتے ہیں تیری قسم نہیں دیکھا ہے۔فرماتا ہے اگر دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟ عرض کرتے ہیں اگر دیکھ لیں تو اس سے بہت بھاگیں گے اوراس سے بہت ڈریں گے۔اس طرح کہ پھر دوزخ کے خوف سے دنیا میں عیش وآرام بھول جائیں،ہمیشہ روتے رہیں اورکبھی نہ ہنسیں۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فرشتو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان سب کو بخش دیا ہے۔ایک فرشتہ عرض کرتا ہے ان میں فلاں شخص بھی تھا جو ذکر کرنے والوں میں نہ تھا،ذکر اللہ سننے نہ آیا تھا بلکہ وہ تو کسی کام کے لئے جارہا تھا راستہ میں اس مجلس میں نظر پڑی تو کچھ دیر کے لئے بیٹھ گیا۔رب تعالیٰ فرماتا ہے ذکر کرنے والے ایسے ہم نشیں ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھ جانے والا بھی محروم نہیں رہتا۔

اور مسلم شریف کی روایت میں اتنا اور ہے کہ فرشتے عرض کرتے ہیں:

یستغفرونك فیقول قد غفرت لهم فاعطیتهم ما سالو ا واجرتهم مما استجاروا قال یقولون رب فیهم فلان عبد خطاء وانما مر فجلس معهم قال فیقول وله غفرت هم القوم لا یشقیٰ بهم جلیسهم۔(مسلم ۲۶۸۹،مشکوٰۃ ص ۱۹۷)

یعنی اے اللہ تیرے بندے تجھ سے مغفرت طلب کررہے تھے تو اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے میں نے انہیں معاف کردیا اور جوانہون نے مجھ سے مانگا اور طلب کیا میں نے انہیں وہ عطا کردیا اور جس چیز سے نجات طلب کررہے تھے میں نے انہیں اس سے نجات دیدی۔فرشتے عرض کرتے ہیں اے میرے رب !ان جمیں ایک ایسا گنہگار بندہ بھی تھا جو ذکر کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ وہ گذررہا تھا تو مجلس میں بیٹھ گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اسے بھی معاف کردیا کیونکہ ذکر کرنے والوں کی صحبت میں بیٹھنے والا محروم نہیں رہتا۔(بخاری ج.....ص.......،مسلم ج ۲ ص.........،مشکوٰۃ ص ۱۹۷،بیہقی ۴۴۴)

مجلس ذکر میں بیٹھنے والوں کی عزت قیامت کے دن:

حضرت ابودردارضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور قلب وسینہ ﷺ نے فرمایا:

لیبعثن الله اقواما یوم القیمة فی وجههم النور علیٰ منابر اللؤ اللوء یغبطهم الناس لیسوا بانبیاء ولا شهداء۔

اللہ تعالیٰ کچھ لوگون کو قیامت کے دن موتیوں کے منبروں پر اٹھائے گا،ان کے چہروں پر نور ہوگا،لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے،جبکہ وہ لوگ نہ نبی ہوں گے اور نہ شہید ہوں گے۔ایک اعرابی یعنی دیہات کے رہنے والا اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا یارسول اللہ ہمارے لئے ان لوگوں کا حال وحلیہ بیان کردیں تاکہ ہم انہیں دیکھ کر پہچان لیں؟ تو سرکار علیہ السلام نے فرمایا:

هم المتحابون فی الله من قبائل شتیٰ و بلاد شتی یجتمعون علیٰ ذکر الله یذکرونه ۔(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۷۷،ترغیب وترہیب ج ۲ ص ۲۶۲)

یہ وہ لوگ ہیں جو مختلف قبیلوں اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کی خاطر،اس کی رضا کے لئے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں اور اکٹھے ہوکر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

یقول الله عز وجل یوم القیمة سیعلم اهل الجمع من اهل الکرم یارسول الله قال مجالس الذکر فی المساجد۔

اللہ عزوجل برز قیامت فرمائے گا عنقریب اہل محشر عزت والوں کو جان لیں گے۔عرض کیا گیا یارسول اللہ عزت والے کون ہیں؟ تو آپ نے فرمایا مسجدوں میں ذکر کی مجلس منعقد کرنے والے اور اس مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرنے والے۔(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۷۶،مسند احمد ج ۳ ص ۶۸)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لوگ مسجد میں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں،قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور حضور ﷺ پر درود شریف پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ

قیامت کے دن ان لوگوں کو عزت وعظمت سے نوازے گا۔مگر افسوس کہ بات یہ ہے کہ مسجد جس میں اللہ کا ذکر ہونا چاہئے ،عبادتیں کرنی چاہئے اسی مسجد میں کچھ لوگ ذکر و تلاوت ،درود اور عبادت و بندگی بجائے دنیاوی باتیں کرتے ہیں،فضول باتیں کرتے ہیں۔اور مسجد کی عظمت و تقدس پامال کرتے ہیں۔مسجد میں ڈاک بولتے ہیں،سامان مثلا مرغا ،انڈے ،لوکی ،کدو اور دوسری چیزیں خریدتے اور بیچتے ہیں۔جبکہ مسجد میں خریدنا ،بیچنا یا ڈاک بولنا سب حرام وممنوع اور گناہ کے کام ہیں ایسے لوگ کان کھول کر مصطفی کریم ﷺ کا یہ فرمان سن لیں کہ:

یاتی علیٰ امتی زمان یکون حدیثھم فی مساجدھم لامردناھم لیس للہ فیھم حاجة فلا تجالسوھم۔(تنبیہ الغافلین ص۱۷۵)

میری امت پہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ دنیاوی باتیں مسجدوں میں کریں گے اور اپنے دنیاوی امور وہاں انجام دیں گے۔اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں ،تم ایسے لوگوں کے ساتھ نہ بیٹھنا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

مسجد میں دنیا کی مباح (جائز) باتیں کرنے کو بیٹھنا نیکیوں کو کھاجاتا جیسے آگ لکڑی کو۔

مدارک میں حدیث نقل کی ہے:

الحدیث فی المسجد یاکل الحسنات کما تاکل البھیمة الحشیش۔ مسجد میں دنیا کی بات نیکیوں کو اس طرح کھاتی ہے جیسے چوپایہ گھاس کو۔

غمز العیون میں خزانۃ الفقہ سے ہے:

من تکلم فی المساجد بکلا الدنیا احبط اللہ تعالیٰ عنه عمل اربعین سنة ۔جو مسجدوں میں دنیا کی بات کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے چالیس برس کے عمل اکارت فرمادیتا ہے۔(فتاویٰ رضویہ ج۶ ص۴۰۳)

مجلس ذکر کی غنیمت (فائدہ):

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سرور سروراں ، مالک کون ومکاں ،سیاح لامکاں ،زینت بزم دوجہاں حضور ﷺ سے میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ماغنیمة مجالس الذکر ۔ذکر کی مجلسوں کی غنیمت یعنی نفع کیا ہے؟تو آپ نے ارشاد فرمایا:غنیمة مجالس الذکر الجنة الجنة۔ذکر کی مجلسوں کا نفع اور غنیمت جنت ہے جنت ہے۔(ترغیب وترہیب ج۲ ص۲۶۱،مسند احمد ج۲ ص۷۷)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:فاذکرونی اذکرکم۔تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔

سکون وضبط کی منزل ملی حیات ملی
زہے نصیب جہان کو نبی کی ذات ملی
نبی کے نقش قدم جس کو مل گئے بیکل
قسم خدا کی اسے دائمی نجات ملی

وما علینا الا البلاغ

ذکراور کلمات ذکر:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی اطلع فی سماء النبوۃ سراجا لامعا وقمرا منیرا والصلوٰۃ والسلام علی من ارسله شاهدا ومبشرا ونذیر ا وعلیٰ آله وصحبه و ذویه الیٰ یوم القیمة ابدا ابدا

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

فاذا قضیتم الصلوٰۃ فاذکروا الله قیاما وقعودا علیٰ جنوبکم (نسا ۱۰۲)

ترجمہ: پس جب تم نماز پوری کر چکو تو کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں کے بل لیٹے ہوئے اللہ کا ذکر کرو۔

سرکار اعلیٰ حضرت دریائے رحمت، کنز الکرامت، مجدد دین وملت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

محمد مظہر کامل ہے حق کی شان عزت کا
نظر آتا ہے اس کثرت میں کچھ انداز وحدت کا
گدا بھی منتظر ہے خلد میں نیکوں کی دعوت کا
خدا دن خیر سے لائے سخی کے گھر ضیافت کا
نہ رکھی گل کے جوش حسن نے گلشن میں جا باقی
چٹکتا پھر کہاں غنچہ کوئی باغ رسالت کا
الٰہی منتظر ہوں وہ خرام ناز فرمائیں
بچھا رکھا ہے فرش آنکھوں نے کمخواب بصارت کا
رضائے خستہ جوش بحر عصیاں سے نہ گھبرانا
کبھی تو ہاتھ آجائے گا دامن ان کی رحمت کا
(حدائق بخشش)

عزیزان ملت اسلامیہ! آج میری تقریر کا عنوان "ذکر اور کلمات ذکر" ہے۔ سب سے پہلے میں آیت کریمہ کی روشنی میں ذکر کی فضیلت وعظمت بیان کروں گا اور پھر ذکر کے کلمات والفاظ کے فضائل و برکات اور فوائد بیان کروں گا۔ اس سے قبل ہم سب مل کر اپنے اور ساری کائنات کے نبی، بیمار دلوں کے طبیب، رب کے حبیب، راحت قلوب عاشقاں، انیس بیکساں، چارۂ دردمنداں، شفیع عاصیاں، عالم اسرار جہاں، زینت زمین وآسماں، وجہ کن فکاں، صاحب قرآن وفرقاں، ہادی انس وجاں، رحمت یزداں، عالم کی روح رواں حضور رحمت عالم نور مجسم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی مقدس ومعطر بارگاہ میں بصد ادب واحترام درود شریف کا نذرانہ پیش کریں اور پڑھیں بآواز بلند:

اللهم صل علیٰ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ اٰل محمد فی الاولین والآخرین و فی الملأ الاعلیٰ الیٰ یوم الدین

باوقار سامعین: اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو خواہ بیٹھ کر ہو یا کھڑے ہو کر یا اپنے پہلوؤں کے بل لیٹ کر۔ بستر پر سونے جائے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر، سو کر اٹھے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر، کھاتے وقت، پیتے وقت، کپڑے پہنتے وقت، اتارتے وقت، آئینہ دیکھئے تو، سرمہ لگائے تو، خوشبو لگائے تو، کنگھی کیجیے تو، چھینک آئے تو، مصیبت آئے تو، نعمت ملے تو، خوشی کی خبر سنئے تو غمی کی خبر سنئے تو سواری پر بیٹھئے تو، سواری سے اترئے تو ہر وقت، ہر لمحہ اور ہر آن اللہ تعالیٰ کو خوب کثرت کے ساتھ یاد کیجئے۔ تنہائی میں رہئے تب بھی اور دوستوں کی انجمن اور کسی محفل میں رہئے تب بھی ذکر اللہ میں مشغول رہئے۔ کیونکہ ذکر الٰہی سے اطمینان قلبی نصیب ہوتا ہے، فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، ایمان میں بالیدگی، روح میں تازگی، دل مین نکھار، سیرت وکردار

میں حسن وخوبی، جسم میں توانائی پیدا ہوتی ہے اور دنیاوعقبی دونوں میں عزت ملتی ہے۔ہاں! ہاں! ذکر الٰہی کی کثرت اتنی ہو کہ غنچہ قلب خود بخود مسکرانے لگے اور اس کے ایک ایک دھڑکن سے اللہ اللہ کے نغمے پھوٹنے لگے۔

دل تو دل ہے سانس کی ہر لہر سے
اللہ اللہ کی صدا اٹھنے لگے

غرض کہ اے بندگان خدا! نماز سے فارغ ہونے کے بعد باقی اوقات میں اگر تم کثرت کے ساتھ اپنے معبود ومسجود اور خالق و مالک کو یاد کروگے، اس کا ذکر کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے گا اور مغفرت کا پروانہ عطا فرمائے گا۔خود اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

والذاکرین الله کثیرا والذاکرات اعد الله لهم مغفرة و اجرا عظیما۔(احزاب ۳۰) ترجمہ: اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے اور یاد کرنے والیاں ان سب کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔(کنز الایمان)

دل کا علاج:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ذکر الله شفاء القلوب (فیض القدیر ج ۳ ص ۵۵۷) اللہ کا ذکر کرنے سے دل کو شفا ملتی ہے۔

یعنی جب انسان جسمانی بیماری میں مبتلا ہوجاتا ہے، بدن میں درد ہوتا ہے یا بخار میں مبتلا ہوجاتا ہے یا کسی اور بیماری میں گھر جاتا ہے علاج کے لئے حکیموں، طبیبوں اور ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے اور اس کا علاج کرواتا ہے۔تاکہ بیماری سے شفا ملے اور بدن کو صحت وتندرستی حاصل ہو۔لیکن جب دل بیمار ہوجائے تو اس کا علاج حکیموں کے نسخوں سے نہیں، ڈاکٹروں کی دواؤں سے نہیں بلکہ اس کا علاج طبیب حقیقی اللہ رب العزت کے ذکر سے ہوگا۔جب بیمار دل والا انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کے دل کو شفا ملتی ہے، دل سے نفاق ختم ہوجاتا ہے، دلوں کا زنگ اور میل دور ہوجاتا ہے۔

ذکر کرنے والے کی دعا رد نہیں ہوتی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثلثة لا یرد الله دعاء هم الذاکرین الله کثیرا ودعوة المظلوم والامام المقسط۔(شعب الایمان ج ۱ ص ۴۱۹)

تین لوگوں کی دعا کو اللہ تعالیٰ رد نہیں فرماتا۔(۱) کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے والے کی دعا (۲) مظلوم یعنی جس پر ظلم کیا گیا ہو اس کی دعا اور (۳) انصاف کرنے والے بادشاہ اور حاکم کی دعا۔ان تین لوگوں کی دعا کو اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے۔

بلند درجات:

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

لیذکر ن الله اقوام فی الدنیا علی الفرس الممهدة یدخلهم اله الدرجات العلیٰ۔(صحیح ابن حبان ۳۹۸، درمنثور ج ۲ ص ۴۴)

ترجمہ: جو لوگ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اپنے نرم بچھونوں اور بستروں پر تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انہیں جنت کے بلند درجات اور اونچے محلوں میں داخل فرمائے گا۔

مگر آج مسلمانوں کا حال یہ ہوگیا کہ جب وہ نرم وناز اور قیمتی بستروں، گدوں اور پلنگ پر سونے کے لئے جاتے ہیں تو ذکر اللہ کرنے کی جگہ، تلاوت قرآن کرنے کی بجائے مخصوص سورتوں یا کم سے کم درود شریف اور سونے کی دعا پڑھنے کی بجائے وہ ٹی وی دیکھتے ہیں، ناٹک اور فلموں والے سیریل دیکھتے ہیں۔

اللہ کی پناہ! سچ فرمایا ہے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

دن لہو میں کھونا تجھے شب صبح تک سونا تجھے
شرم نبی نہ خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

ذکر سے غفلت کا انجام:

محبان گرامی!

اللہ رب العزت جل جلالہ عم نوالہ نے ہمیں عبادت و بندگی اور ذکر الٰہی کا حکم دیا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی رحمتیں عنایت فرماتا ہے، اپنی خوشنودی عطا فرماتا ہے، دونوں جہان کی عزت و بھلائی عطا فرماتا ہے اور دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمادیتا ہے۔ مگر جو اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے، اس کا ذکر کرنا چھوڑ دیتا ہے تو وہ خیر سے محروم کردیا جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے عذاب و وعید میں مبتلا ہوجاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(۱) ومن یعرض عن ذکر ربه یسلکه عذابا صعدا (الجن ۱۷)

ترجمہ: اور وہ جو اپنے رب کی یاد سے منہ پھیرے وہ اسے چڑھتے عذاب میں ڈالے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ ذکر نہ کرنے والے شخص پر عذاب نازل فرمائے گا۔

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے:

(۲) ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض له شیطانا فهو له قرین۔ (زخرف ۳۶)

اور جو اللہ رحمٰن و رحیم کے ذکر سے اندھا ہوجائے ہم اس پر ایک شیطان مسلط کردیتے ہیں جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتا ہے۔ یعنی جو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کی یاد اور اس کے ذکر سے اعراض کرے، ذکر اللہ سے دور بھاگے اس پر شیطان حاوی ہوجاتا ہے جو اسے بہکاتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ گناہوں کی دلدل میں پھنس کر عذاب و قہر کا مستحق ہوجاتا ہے۔

ایک جگہ اور ارشاد فرماتا ہے:

(۳) فویل للقسیة قلوبهم من ذکرالله اولئك فی ضلال مبین (زمر ۲۲)

تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یاد خدا کی طرف سے سخت ہوگئے ہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر میں صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

نفس جب خبیث ہوجاتا ہے تو قبول حق سے اس کو بہت دوری ہوجاتی ہے اور ذکر اللہ کے سننے سے اس کی سختی اور کدورت بڑھتی ہے۔ جیسے کہ آفتاب کی گرمی سے موم نرم ہوتے ہیں اور کافروں کے دلوں کی سختی اور بڑھتی ہے۔ (خزائن العرفان)

ویل کیا ہے:

معزز سامعین!

اللہ تعالیٰ نے ذکر اللہ سے غافل رہنے والوں کے لئے فرمایا کہ ان کے لئے ویل ہے۔ اور ویل جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔ تو مطلب یہ ہوا کہ جو لوگ اللہ کے ذکر سے غافل ہوجاتے ہیں ان کے لئے جہنم کی ویل نامی وادی ہے جس وادی کے بارے میں سرکار دو عالم نے فرمایا:

ان فی جهنم لوادیا تستعیذ جهنم من ذلك الوادی فی کل یوم اربعة مأة مرة۔ (تفسیر ابن کثیر) یعنی جہنم میں ایک وادی ہے جس سے جہنم بھی روزانہ چارسو بار پناہ مانگتی ہے۔

اس لئے میرے محترم! اللہ کا ذکر اپنی زندگی کا معمول بنالیجئے اور ذکر الٰہی میں کوتاہی نہ کریں بلکہ ان لوگوں کی صحبت میں بھی نہ رہیں جن کے دل ذکر اللہ سے غافل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ولا تطع من اغفلنا قلبه عن ذکرنا واتبع هواه وکان امره فرطا۔ (کہف ۲۶)

ترجمہ: اور اس کا کہنا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کردیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گذر گیا۔

بازار میں داخل ہوتے وقت کا ذکر:

سامعین کرام!

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہر حال میں، ہر وقت اور ہر جگہ ذکر اللہ کا حکم دیا تاکہ ہر وقت ان پر اللہ کی رحمتیں اترتی رہیں اور ذاکرین گناہوں سے پاک ہوتے رہیں۔ اسی لئے بازار جیسی جگہ میں بھی جائے تو وہاں بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ رہیں، کم سے کم بازار میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر کرلیں ان شاء اللہ الرحمٰن آپ بیشمار اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص بازار میں داخل ہوتے وقت یہ دعا:
لا الـه الاالله وحده لاشريك له له الملك وله الحمد يحى ويميت وهو حى لايموت بيده الخير وهو علىٰ كل شئى قدير" پڑھ لے۔كتب الله له الف الف حسنة و محا عنه الف الف سيئة ورفع له الف الف درجة (تنبیہ الغافلین ص ۲۲۵)
ترجمہ: تو اللہ تعالیٰ اس کے نامۂ اعمال میں دس لاکھ نیکیاں لکھ دے گا، دس لاکھ اس کے گناہ مٹا دے گا اور دس لاکھ اس کے درجات بلند کر دے گا۔

كلمات ذکر مع فضائل:

سامعین کرام:
ذکر کی فضیلت اور اس کی برکت آپ سماعت فرما چکے ہیں اب آئیے میں آپ کو ذکر کے کلمات اس کے الفاظ اور ذکر کے طریقے بتاؤں تا کہ ذکر کرنے میں آپ کو آسانی ہو اور ان طریقوں سے آپ ذکر کی برکتیں حاصل کر سکیں۔ اس سے پہلے ایک بار جھوم کر درود شریف سنائیے:

درود شریف:
حضرات! بسم اللہ، سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر، لاحول ولا قوۃ الا باللہ، استغفر اللہ اور درود شریف ذکر اور کلمات ذکر کے لئے بہترین نسخہ اور ذکر کے ایسے کلمات ہیں جن کا حکم خود اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب اعلیٰ ﷺ نے دیا ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی کلمات ذکر ہیں جن کا ورد و وظیفہ مسلمانوں کو کرنا چاہئے۔
عـن ابـى الـدرداء قـال قـال رسـول الله ﷺ قل سبحان الله والحمد لله ، ولا اله الا الله، والله اكبر ،ولا حول ولا قوة الا بـالـلـه ۔فـانهـن البـاقيـات الـصـالـحـات وهـن يحططن الخطايا كما تحط الشجرة ورقها وهن من كنوز الجنة۔ (مجمع الزوائد ج۱۰ص۷۷)
ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھا کرو، کیونکہ یہ باقی رہنے والی نیکیاں ہیں اور ان کلمات کے سبب گناہ ایسے ہی جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔
عـن انـس قال خرجت امشى مع رسول الله ﷺ فمر بشجرة قد يبس ورقها فضربها النبى ﷺ بعصا كانت معه فتساقط ورقهـا فـقـال النبى ﷺ ان سبحان الله والحمد لله والله اكبر يساقطن الذنوب كما تساقط هذه الشجرة ورقها۔ (كنز العمال ج۲ص۲۵۵)
ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا تو ایک ایسے درخت کے پاس گذرا ہوا جس کے پتے سوکھ چکے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنی مبارک عصا اس پر ماری تو اس درخت کے پتے گرنے لگے۔ تو آپ نے فرمایا بے شک سبحان اللہ، الحمد للہ اور اللہ اکبر کہنے سے گناہ ایسے ہی جھڑتے ہیں جس طرح اس درخت سے پتے جھڑ رہے ہیں۔
عـن عبـد الـلـه بـن مسعـود قـال قـال رسول الله ﷺ رأيت ابراهيم الخليل ليلة اسرى بى فال يامحمد اقرىء امتك منى السلام و اخبرهم ان الجنة طيبة التراب ، عذبة الماء وانها قيعان وغراسهاسبحان الله والحمد لله ، ولا اله الا الله، والله اكبرو لا قوة الا بـالله۔ (ایضا، المعجم الصغیر ج۱ص۱۹۶)
ترجمہ:

اللہ اکبر کہنے کی فضیلت:
تکبیر یعنی اللہ اکبر ایسا ذکر ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا اظہار ہوتا ہے یہ وظیفہ اور کلمہ اللہ تعالیٰ کو بیحد پسند ہے، یہ دنیاوی آگ اور قبر و دوزخ کی بھی آگ بجھا دیتی ہے۔ گھر میں آگ لگ جائے یا کسی قبر میں آگ دکھے تو اللہ اکبر کا ورد کریں ان شاء اللہ الرحمٰن اس کی برکت سے دنیا کی بھی آگ اور قبر و دوزخ کی بھی بجھ جائے گی۔
(۱) عن ابى هريرة قال قال رسول الله ﷺ اطفئو االحريق بـالتكبير (مجمع الزوائد ج۱۰ص۱۴۷، المعجم الاوسط ۸۵۶۷)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا آگ کو اللہ اکبر کے ذریعہ بجھاؤ۔

(۲) اور ایک حدیث میں حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

اذا رأیتم الحریق فکبروا فانه لیطفئی النار۔ (الکامل ج۴ص۱۴۶۹)

یعنی جب تم آگ دیکھو تو اللہ اکبر اللہ اکبر پڑھا کرو کہ وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔

(۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

لما دفن سعد بن معاذ و سوی علیه سبح النبی ص وسبح الناس منه طویلا ثم کبر و کبر الناس ثم قالو ا یارسول الله لم سبحت ثم کبرت قال لقد تضایق علیٰ هذا الرجل الصالح قبره حتی فرج الله تعالیٰ عنه ۔(مسند احمد ج۳ص۳۶۰)

یعنی جب حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کردی گئی تو نبی کریم ﷺ دیر تک سبحان اللہ سبحان اللہ فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کہتے رہے، پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے۔ پھر صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے تسبیح پھر تکبیر کیوں پڑھی؟ ارشاد فرمایا کہ اس نیک مرد پر اس کی قبر تنگ ہوگئی تھی، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف دور کردی اور قبر کو کشادہ فرمادیا۔ (بحوالہ ماہنامہ اشرفیہ جنوری ۲۰۱۳ء ص ۱۸)

(۴) حضرت ابو دردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

لان اکبر مأة تکبیرة احب الی من ان اتصدق مأة دینار (درمنثور)

سو بار اللہ اکبر کہنا مجھے سو دینار صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من کبر واحدة کتبت له عشرون ومحیت عنه عشرون ۔(کنز العمال ج۲ص۲۳۵)

ترجمہ: جو ایک مرتبہ اللہ اکبر کہے گا اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور بیس گناہ اس کے مٹا دئے جائیں گے۔

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

من قال حین یصبح لا اله الاالله والله اکبر اعتق الله رقبته من النار۔ (کنز العمال ج۲ص۱۵۸)

یعنی جو صبح کے وقت لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی گردن کو جہنم سے آزاد فرمادے گا۔

و ماعلینا الا البلاغ

لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی فضیلت:

الحمد لله الذى لا اله الا االله وحده لاشريك له الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا وسبحان الله رب العالمين لاحول ولا قوة الا بالله العزيز الحكيم والصلوٰة والسلام على عبده ورسوله من رب العرش الكريم وعلىٰ اٰله و صحبه من الله العظيم اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

ماشاء الله لا قوة الا بالله

جائے گی ہنستی ہوئی خلد میں امت ان کی
کب گوارا ہوئی اللہ کو رقت ان کی
پار ہو جائے گا اک آن میں بیڑا اپنا
کام کر جائے گی قیامت میں شفاعت ان کی
عاصیو کیوں غم محشر میں مرے جاتے ہو
سنتے ہیں بندہ نوازی تو ہے عادت ان کی
یاد کرتے ہیں عدو کو بھی دعا ہی سے وہ
سارے دنیا سے نرالی ہے عادت ان کی
(استاذ زمن)

سامعین محترم!

آج میری تقریر کا عنوان ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کی فضیلت و برکت ہے۔اس موضوع پر قرآن پاک کی تلاوت کردہ آیت کریمہ کی روشنی میں کچھ عرض کرنے سے پیشتر آئیے ہم سب مل کر ایک بار محبوب خلاق کائنات، خیر موجودات، سید السادات، صاحب معجزات، عالم ماضیات، مخبر مستقبلات، رحمت کائنات، دافع بلیات، حل المشکلات، رفیع الدرجات، جان بزم امکانات، منبع جود و برکات حضور پرنور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ بارک وسلم کی بارگاہ پرانوار میں جھوم جھوم کر درود پاک کا ہدیہ پیش کریں اور پڑھیں باآواز بلند:

درود شریف:

حضرات گرامی باوقار! ہم لوگ بڑے خوش نصیب ہیں کہ اللہ عزوجل کے ذکر کی محفل میں بیٹھے ہیں اور کچھ دیر اللہ تعالیٰ کا ذکر پاک سنتے اور سناتے ہیں۔محبت کی ایک علامت یہ ہے کہ جو جس سے محبت کرتا ہے اس کا ذکر کثرت کرتا ہے، اس کا چرچا بار بار اور ہر پل کرتا ہے۔چنانچہ

حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ ذِكْرَهٗ ۔جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ اس کا تذکرہ کثرت سے کرتا ہے۔یعنی محبوب کا ذکر زیادہ کرنا یہ محبوب سے محبت کی پہچان ہے۔تو جو شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر خوب کثرت سے کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا سچا محبّ ہے۔اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے محبت فرماتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: عَلَامَةُ حُبِّ اللّٰهِ تَعَالٰى حُبُّ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَلَامَةُ بُغْضِ اللّٰهِ تَعَالٰى بُغْضُ ذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ۔(کنز العمال ج ۱ ص ۴۱۸)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت ذکر اللہ کو محبوب رکھنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بغض کی پہچان اللہ تعالیٰ کے ذکر کو ناپسند کرنا ہے۔
اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کائنات فخر موجودات ﷺ نے فرمایا:
مَنْ اَکْثَرَ ذِکْرَ اللّٰہِ اَحَبَّہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ (کنز العمال ج اص ۴۲۵) جو بکثرت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ کا محبوب بنالیتا ہے۔
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی مولیٰ !ای عبادك احب اليك ؟قال اكثرهم ذكرا لی ۔تیرے بندوں میں تیرے نزدیک کون بندہ سب سے زیادہ محبوب اور پیارا ہے؟ ارشاد فرمایا جو میرا ذکر کثرت سے کرتا ہے، سب سے زیادہ کرتا ہے وہی میرا سب سے زیادہ پیارا بندہ ہے۔(درمنثور)
اللہ تعالیٰ کثرت کے ساتھ ذکر اللہ کرنے والے بندہ کو اتنا محبوب اور پسند فرماتا ہے کہ اگر بندہ ذکر میں مشغولیت کے سبب اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کر سکے کچھ مانگ نہ سکے تو اللہ تعالیٰ اسے بغیر مانگے ذکر کی برکت سے اتنا عطا فرمادیتا ہے کہ مانگنے والا بھی اتنا نہیں پاتا ہے۔چنانچہ:
حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مکی آقا مدنی داتا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: من شغله ذكری عن مسألتی اعطیته قبل ان یسئلنی (کنز العمال ج اص ۴۳۴) ترجمہ: جو میرے ذکر میں مشغول ہونے کی وجہ سے مجھ سے کچھ سوال نہ کر سکا، کچھ مانگ نہ سکا تو میں اسے سوال کرنے سے پہلے ہی عطا کر دیتا ہوں۔
کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

خدائے غیب داں نے پہلے ہی بھر دی مری جھولی
ابھی کہنے نہ پایا تھا مری جھولی بھی خالی ہے

حضرات گرامی!
ذکر اللہ کی بہت ساری صورتیں اور طریقے ہیں جو آپ بارہا سنتے رہتے ہیں۔ان میں سے ایک عمدہ ذکر لاحول ولاقوۃ الا باللہ بھی ہے۔اس کلمہ کی بڑی فضیلتیں، برکتیں اور فائدے ہیں۔لاحول ولاقوۃ الا باللہ بہت محبوب ومقبول ذکر اللہ اور بہت پسندیدہ عمل اور وظیفہ ہے۔شیطان کے وسوسوں، اس کی شرارتوں اور حملوں سے بچنے کا بہت مضبوط ہتھیار ہے۔قرآن پاک میں اسے باقیات صالحات یعنی باقی رہنے والی نیکیاں کہا گیا ہے اور حدیث میں اسے جنت کا خزانہ اور جنت کا دروازہ بھی فرمایا گیا ہے۔اس کا معنی ہے کہ برائی سے بچنا اور نیکی توفیق دونوں اللہ تعالیٰ کی قوت اور اس کی مدد سے ہی ہوتی ہے۔
حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
اخبرنی جبریل ان تفسیر لا حول ولا قوة الا بالله انه لا حول عن معصیة الله الا بقوة الله ولا قوة علیٰ طاعة الله الا بعون الله ۔(الخطیب ج۱۲ص۳۶۲،)
ترجمہ: جبریل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا معنی یہ ہے کہ برائی سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے توفیق اللہ عزوجل کی مدد اور اسی کی نصرت سے ملتی ہے۔
عن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ لا حول ولا قوة الا بالله دواء من تسعة وتسعین داء ایسرها الهم (درمنثور ج۹ص۵۴۶)
ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ ننانوے بیماریوں کا علاج اور کامیاب نسخہ ہے۔جن میں سے ادنیٰ بیماری غم اور پریشانی اور ٹینشن ہے۔
یعنی جو آدمی کسی رنج وغم اور ٹینشن وتناؤ میں ہو اور وہ چاہتا ہے کہ اس رنج وغم اور تناؤ سے اسے راحت ملے، آزادی نصیب ہو تو وہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا ورد

کرے۔انشاءاللہ اس کلمہ کی برکت سے اس کا غم کافور ہو جائے گا اور اس کو راحت اور چین وسکون ملے گا۔

جنت کا خزانہ:

حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من اراد کنزالجنة فعلیه بلا حول و لا قوة الا بالله (کنزالعمال ج۱ ۴۵۹۱) جو جنت کا خزانہ حاصل کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا کرے (اسے جنت کا خزانہ مل جائے گا)

یعنی جو لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھے گا، اس کلمہ کا ورد کرے گا تو اسے جنت، جنت کی نعمتیں اور جنت کے خزانے عطا کردئے جائیں گے اور وہ شخص اس کلمہ کی برکت سے جنت کا حقدار ہو جائے گا۔ یہی نہیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف رحمت کی نظر فرمائے گا اور آپ نے بارہا سنا ہوگا کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ جس کی طرف رحمت کی نظر فرماتا ہے اسے عذاب نہیں دیتا۔ چنانچہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ محبوب خدا ﷺ نے فرمایا: اکثروا من قول لا حول و لا قوة الا بالله فانها من کنز الجنة و من اکثر منه نظر الله الیه و من نظر الله الیه فقد اصاب خیرا الدنیا و الآخرة۔ (کنزالعمال ج ا ص ۴۵۵)

کثرت سے لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھو کیونکہ یہ جنت کا خزانہ ہے اور جو کثرت سے یہ وظیفہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر کرم فرماتا ہے اور جس کی طرف اللہ تعالیٰ نظر کرم فرمادے وہ دنیا اور آخرت کی بھلائی حاصل کر لیتا ہے۔

جنت کا دروازہ:

حضرات! ابھی آپ نے سماعت فرمایا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ جنت کا ایک خزانہ ہے۔ اور ایک حدیث سنئے جس میں حضور نے اس کلمہ کو جنت کا دروازہ فرمایا ہے یعنی جو اس کلمہ کا ورد کرے گا وہ جنت کے دروازے سے داخل بہشت ہو جائے گا۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

عن معاذ بن جبل ان النبی ﷺ قال الا ادلك علیٰ باب من ابواب الجنة قال ماهو قال لا حول و لا قوة الا بالله ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱۳ ص ۵۱۷، سنن کبریٰ حدیث نمبر ۱۰۱۸۹)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں جنت کے دروازوں سے ایک مخصوص دروازے کا پتہ نہ بتادوں؟ عرض کیا گیا حضور! وہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ جنت میں لیجانے والا دروازہ ہے۔

بلائیں دور:

یار غار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک دوسری حدیث پاک مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قل لا متك یقولوا لاحول و لا قوة الا بالله عشر عند الصباح وعشرا عند المساء عشرا عند النوم یدفع عنهم عندالنوم بلوی الدنیا وعند المساء مکایدة الشیطان وعند الصباح اسوأ غضبی۔ (کنزالعمال ج ۲ ص ۱۷۰) ترجمہ: اے محبوب! آپ اپنی امت سے فرمادیجئے کہ صبح کے وقت دس مرتبہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھا کریں اور دس مرتبہ شام کے وقت پڑھ لیں اور سونے کے لئے جب بستر پر جائیں تو اس وقت بھی دس مرتبہ پڑھ لیں۔ کیونکہ جب وہ سونے کے مرتبہ پڑھیں گے تو ان سے دنیا کی مصیبتوں کو دور کر دیا جائے گا اور شام کے وقت پڑھنے کی برکت سے اس کو شیطان کے مکرو فریب سے حفاظت ہوگی اور صبح کے وقت پڑھنے کے سبب وہ میرے قہر وغضب سے محفوظ رہیں گے۔

سرکش جن سے حفاظت:

حضرت امام مندہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں ملک فارس کی طرف نکلا تو میں نے کہا: ماشاءاللہ لاقوۃ الا باللہ۔ مجھے ایک شخص نے یہ کلمہ کہتے سن لیا، اس نے کہا میں وہی کلام آج سن رہا ہوں جو میں نے آسمان میں سنا تھا اور اس کے بعد کسی سے نہیں سنا تھا۔ میں نے تعجب سے کہا تو اور آسمان کی خبر یہ

کیسے ہوسکتا ہے؟اس نے کہا میں کسری کے ساتھ تھا کسری نے مجھے کسی کام کے لئے باہر بھیجا میں وہاں گیا اور جب واپس گھر آیا تو میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ شیطان میری شکل میں موجود تھا وہ میرے سامنے آیا فقال شارطنی علیٰ ان یکون لی یوم ولك یوم والا اهلکتك ۔اوراس نے یہ شرط رکھی کہ ایک دن میرے لئے ہوگا اور ایک دن تیرے لئے ورنہ میں تجھے ہلاک کردوں گا۔ میں نے بادل نخواستہ مجبوراً اس کی شرط مان لی۔اب اس کے ساتھ میری دوستی ہوگئی،اچھی جان پہچان ہوگئی،وہ میرے ساتھ بیٹھنے لگا میں اس سے باتیں بھی کرتا۔ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ میں ان شیطانوں میں سے ہوں جو چوری چھپے آسمان کی باتیں سنتے ہیں۔اور آج رات میری باری ہے کہ میں آسمان کی طرف جاؤں گا اور چوری سے آسمانی باتیں فرشتوں کی باتیں سنوں گا۔میری اس سے تو بے تکلفی ہو ہی گئی تھی،اس کی بات سن کر میں نے کہا کیا تم مجھے اپنے ساتھ آسمان کی سیر کو لے چلو گے؟اس نے کہا ہاں چلو تم میرے ساتھ چھپ جاؤ اور میرے ساتھ چلو،میں تمہیں آج آسمان کی دنیا کی سیر کرادوں۔اس نے مجھے ایک عمل اپنے ساتھ لے جانے کے لئے بتادیا تاکہ اس کی وجہ سے مجھے کوئی دیکھ نہ سکے۔وہ مجھے اپنے ساتھ اوپر لے اور اتنا اوپر لے گیا کہ میں نے آسمان کو چھولیا۔جب میں آسمان کے بالکل قریب ہوا اور آسمان کو چھونے لگا تو میں ایک آواز سنی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا ''ماشاءاللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' یہ کلام سنتے ہی تمام شیطان منہ کے بل اوندھے گر پڑے اور ان کے ساتھ میں بھی نیچے گر پڑا۔ میں سمجھ گیا کہ شیطان کی شر اور اس کی آفتوں سے بچنے کے لئے یہ وظیفہ بہت بڑا اسلحہ ہے۔جب میں واپس اپنے گھر والوں کے پاس آیا تو کچھ دنوں کے بعد وہ جن شیطان بھی آ گیا،جیسے وہ آیا تو میں نے بلند آواز سے ماشاءاللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہنا شروع کردیا جیسے جیسے میں اس کلام کو پڑھتا رہا وہ شیطان پگھلنے لگا حتیٰ کہ وہ مکھی کی طرح ہوگیا۔پھر اس نے کہا تو نے اس کلمہ کی بدولت اپنی حفاظت کر لی ہے،پھر وہ شیطان میرے گھر سے چلا گیا اور اس طرح میں اس کے شر و بلا سے محفوظ ہوگیا۔(درمنثور ج ۹ ص ۵۴۵ مطبوعہ،الاصابہ ج ا ص ۱۹۳)

واقعہ:

حضرات!لاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ ایسا وظیفہ اور طریقہ ذکر ہے جس سے اللہ رب العزت کا ذکر بھی ہوتا ہے،دنیا و آخرت کی بھلائیاں بھی جمع ہوتی ہیں،گناہ بھی جھڑتے ہیں اور مغفرت و بخشش کا پروانہ بھی حاصل ہوتا ہے،دوزخ کی آگ سے نجات بھی ملتی ہے اور جنت کا ٹکٹ بھی ملتا ہے،دنیا کا غم بھی دور ہوتا ہے اور آخرت کی پریشانیوں سے بھی چھٹکارا ملتا ہے،یہی نہیں بلکہ اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو شخص اس کلمہ کا ذکر کرتا ہے تو گھر سے جن و شیاطین کے شر سے آزادی بھی حاصل ہوتی ہے۔اس کی بے شمار فضیلت اور برکت ہے جسے آپ احادیث کی روشنی میں سماعت فرما چکے ہیں۔اب ایک بہت ہی پیارا واقعہ اس کی فضیلت و برکت پر بیان کرتا ہوں۔اس سے پہلے ایک بار درود شریف پڑھ لیجئے:

درود شریف:

ایک نیک بخت شخص کا گذر ایک گاؤں سے ہوا،اس گاؤں میں ایک آدمی رہتا تھا جس کے بارے میں پورے گاؤں محلّہ میں مشہور تھا کہ وہ بہت ہی گنہگار اور عصیاں شعار تھا۔اس کے گناہوں کے سبب کوئی اسے اپنے پاس نہیں بیٹھنے دیتا تھا اور نہ اسے کسی مجلس میں شرکت کی اجازت تھی۔جب وہ نیک بخت اس گاؤں میں داخل ہوا تو سب سے پہلے اسی گنہگار شخص سے ملاقات ہوئی۔جب اس گنہگار کی نظر اس نیک اور صالح مرد پر پڑی تو اس نے آگے بڑھ کر سلام کیا اس کے جواب میں اس بزروگ نے وعلیکم السلام کہا اور اس جواب کے ساتھ یہ بھی کہا غفر الله لذنوبك ۔اللہ تعالیٰ تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے۔ اس گنہگار نے اس بزرگ کو اپنا مہمان بنایا اور بڑی عزت و تکریم کے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور ان کی بڑی خاطر تواضع ان کی کی۔اس بزروگ نے اس گنہگار سے فرمایا کہ آج میں تمہارا مہمان ہوں کیا تم میری ایک بات مانو گے؟اس نے کہا آپ جو بھی فرمائیں گے میں اس پر عمل کروں گا۔انہوں نے فرمایا آج رات تم میرے ساتھ پاک وصاف اور باوضو ہوکر ذکر اللہ کرنا ہے۔اس نے عرض کی میں کس طرح اللہ کا ذکر کروں گا مجھے تو کچھ آتا ہی نہیں ہے،نہ مجھے قرآن پڑھنا آتا ہے اور نہ مجھے کوئی دعا اور وظیفہ یاد ہے۔بزروگ نے فرمایا جس طرح ذکر کرتے تم مجھے دیکھو اسی طرح تم بھی کرنا۔چنانچہ وہ بزرگ نے بعد نماز عشا قبلہ رو ہوکر لاحول ولاقوۃ الا باللہ کا وظیفہ بلند سے آواز کرنے لگے۔اس وظیفہ اور کلمہ کو اس گنہگار شخص نے یاد کرلیا اور اس نے بھی وہ وظیفہ کرنا شروع کردیا

اور اس کیف و مستی میں ڈوب کر ذکر کرنے لگا کہ بار بار اس پر بیہوشی طاری ہونے لگی۔ ہوش میں آنے کے بعد اس بزروگ نے پوچھا کہ تجھے کیا ہورہا ہے اور یہ حالت تم پر کیوں طاری ہورہی ہے؟ اس نے جواب دیا جب میں اس کلمہ کا ورد کرتا ہوں تو مجھے ایسا لگتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہوں اور مجھ سے حساب و کتاب لیا جارہا ہے، میرے تمام گناہ میرے سامنے مجسم بن کر کھڑے ہیں اور میرے خلاف گواہی دے رہے ہیں بس میں اسی خوف سے اور اللہ قہار و جبار کی ہیبت و جلال سے بیہوش ہوجاتا ہوں۔ ایک بار اس کلمہ کے وظیفہ کے وقت اس پر ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ جب اس بزرگ نے اسے حرکت دی اس کے جسم کو ہلایا تو اس کی روح اس کے تن سے جدا ہو چکی تھی۔ اس بزرگ نے چند لوگوں کی مدد سے اسے دفن کر دیا اور جب سب لوگ چلے گئے تو وہ بزرگ رک گئے اور اس کی قبر کے پاس بیٹھ کر قبر و حشر کی منزل کو یاد کرنے لگے۔ اسی حالت میں انہیں نیند آ گئی، خواب میں دیکھتے ہیں کہ وہ نوجوان جنت کے ایک ایسے محل میں ہے جس کے ہر دروازہ پر لکھا ہے: هذا لمن كان يكثر لا حول ولا قوة الا بالله فى الدنيا ومات وقدكان لسانه رطبة من قول لا حول ولا قوة الا بالله ولا يدخله احد غيره ۔ یہ محل اس کے شخص کے لئے ہے جو دنیا میں کثرت کے ساتھ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھتا تھا اور اسی ذکر کے ساتھ اس کا وصال ہوا ہو۔ اور اس دروازہ سے اس محل میں وہی شخص داخل ہوسکتا ہے دوسرے کسی اور کو اجازت نہیں ہے۔ (اعجب القصص والامثال)

و ماعلینا الا البلاغ

استغفار کی فضیلیت و فائدہ:

الحمد اللہ الغفور الرحیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الرؤف الکریم وعلیٰ الہ وصحبہ الیٰ یوم عظیم

امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واستغفروا الله ان الله غفور رحیم (مزمل ۲۰)

اندھیری رات ہے غم کی گھٹا عصیاں کی کالی ہے
دل بیکس کا اس آفت میں آقا تو ہی والی ہے
نہ ہو مایوس آتی ہے صدا گور غریباں سے
نبی امت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے
اترتے چاند ڈھلتی چاندنی جو ہو سکے کر لے
اندھیرا پاکھ آتا ہے یہ دو دن کی اجالی ہے
ارے یہ بھیڑیوں کا بن ہے اور شام آ گئی سر پر
کہاں سویا مسافر ہائے کتنا لاابالی ہے
(حدائق بخشش)

اور ایک شاعر نے فارسی زبان میں کیا خوب کہا ہے ۔

دردمنداں گنہ را روز و شب
شربتے بہتر از استغفار نیست
آرزومنداں وصال یار را
چارہ غیر از نالہا وزار نیست

آئے سب سے پہلے ہم اور آپ عقیدت و محبت کے ساتھ صاحب خلق عظیم، محبوب رب کریم، سراج منیر، بشیر و نذیر حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہ مقدس میں درود شریف کا ہدیہ پیش کریں:

اللهم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد بارك وسلم صلاة وسلاما عليك يارسول الله

حضرات! انسان جب جسمانی طور پر بیمار ہو جاتا ہے تو بیماریوں کے علاج کے لئے ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے، ڈاکٹر جانچ کر جو دوا تجویز کرتا ہے اور جو نسخہ بتاتا ہے اور جس طریقہ سے کھانے کو کہتا ہے تو مریض اگر ڈاکٹر کہنے کے مطابق دوا کھاتا ہے تو مریض مرض سے شفایاب ہو جاتا ہے، اس کا مرض ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن جب انسان گناہ کر لیتا ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ رب کریم سے استغفار کرے، گناہوں سے معافی طلب کرے اور اپنے گناہوں پر شرمندہ ہو کر کثرت کے ساتھ استغفار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے۔ گناہ والے مرض کا یہی علاج اور نسخہ قرآن اور حدیث میں تجویز کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

واستغفروا الله ان الله غفور رحیم (مزمل ۲۰)

اور اللہ سے بخشش مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (کنز الایمان)

ایک دوسری جگہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فاستغفروہ ثم توبوا الیه ان ربی قریب مجیب (ھود۶۱) پس اپنے رب سے مغفرت چاہو اور اسی کی بارگاہ میں توبہ کرو بیشک میرا رب قریب ہے اور قبول کرنے والا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لکل داء دواء و دواء الذنوب الاستغفار ۔ (مسند الفردوس ج۳ ص۳۳۶) ترجمہ: ہر بیماری کا علاج ہے اور گناہوں کا علاج استغفار ہے۔

حضرات! استغفار کے بے شمار دینی اور دنیوی فائدے اور برکتیں ہیں، استغفار کرنے والوں کی طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے، استغفار کرنے والے کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ آپ نے بارہا شب برأت کے موقع پر علماء، خطباء سے یہ حدیث سنا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ شعبان کی پندرہویں تاریخ کو آسمان دنیا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کی رحمت بندوں کو آواز دیتی ہے ھل من مستغفر لی فاغفر له ہے کوئی جو مجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرے اور میں اسے معاف کردوں (ابن ماجہ)

عن ابی ھریرۃ ان رسول الله ﷺ قال یتنزل ربنا تبارك وتعالیٰ کل لیلة الی السماء الدنیا حین یبقیٰ ثلث اللیل الآخر یقول من یدعو نی فاستجیب له من یسئلنی فاعطیه ومن یستغفرنی فاغفرله ۔ (بخاری ج۲ ص۹۳۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمارا پروردگا عزوجل ہر رات کو آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور فرماتا ہے کون ہے جو مجھ سے دعا کرے تاکہ میں اس کی دعا قبول کرلوں، کون ہے جو مجھ سے سوال کرے مانگے اور میں اسے عطا کروں، ہے کوئی جو مجھ سے مغفرت و بخشش طلب کرے اور میں اسے بخش دوں۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ رمضان المبارک کی ہر رات اللہ تعالیٰ تین مرتبہ فرماتا ہے: ھل من سائل فاعطیه سؤله ھل من تائب فاتوب علیه ھل من مستغفر فاغفرله ۔ ہے کوئی مانگنے والا جسے میں عطا کروں، ہے کوئی توبہ کرنے والا جس کی توبہ قبول کروں، ہے کوئی معافی اور مغفرت طلب کرنے والا جس کی بخشش کردوں۔ (تنبیہ الغافلین ص۱۸۴)

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من لزم الاستغفار جعل الله له من کل ھم ومن ضیق مخرجا و رزقه من حیث لایحتسب (ابوداؤد ج۲ ص۸۵ نمبر ۱۵۱۸، مستدرک ج۴ ص۲۹۱)

جو شخص پابندی کے ساتھ استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر غم سے نجات اور ہر مشکل سے چھٹکارے کا راستہ بنادیتا ہے اور اسے وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں اس بندے کا وہم و گمان بھی نہیں پہنچ سکتا۔

عن سلمان قال قال رسول الله ﷺ اکثروا من الاستغفار فان الله لم یعلمکم الا ستغفار الا وھو یرید ان یغفرلکم ۔ (درمنثور ج۱۴ ص۶۰۷)

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خوب کثرت کے ساتھ استغفار کیا کرو، اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں استغفار کا حکم اس لئے دیا ہے کہ وہ چاہتا ہے تم استغفار کرو اور وہ تمہارے گناہوں کو معاف فرمادے، بخش دے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص استغفار کے یہ کلمات استغفر الله العظیم الذی لا اله الا ھو الحی القیوم واتوب الیه تین مرتبہ پڑھے تو ۔ غفر له ذنوبه ولو کانت عدد رمل عالج و غثاء البحر و عدد نجوم السماء ۔ (کنزا

لعمال ج ۱ص۴۸۲)

ترجمہ: اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگر چہ اس کے گناہ ریت کے ڈھیر، سمندر کی جھاگ اور آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر ہوں۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

لکل داء دواء و دواء الذنوب الاستغفار (کنز العمال ج ۱ص۴۷۹)

یعنی ہر بیماری کا علاج ہے اور گناہوں کا علاج استغفار ہے۔

عن انس قال قال رسول الله ﷺ استغفروا قالو ا فاستغفرنا قال اکملو ا سبعین مرة فاکملنا قال انه من استغفر سبعين مرة غفر له سبعمأة ذنب قد خاب وخسر من عمل في يوم وليلة سبعمأة ذنب۔ (کنز العمال ج ۲ص۰۶۲)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا استغفار کرو، تو ہم لوگوں نے استغفار کیا۔ حضور نے فرمایا ستر مرتبہ استغفار کرو، تو ہم نے مکمل ستر مرتبہ استغفار کیا۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو ستر مرتبہ استغفار کرے گا اس کے سات سو گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور وہ شخص خسارے اور نقصان میں ہے جو رات دن میں سات سو گناہ کر بیٹھے (اور استغفار کر کے اپنے گناہ نہیں بخشوا سکے)

حضرت علی بن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دیہاتی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت اقدس میں آیا اور کثرت عیال، پریشانی اور مال کی کمی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا: علیک بالاستغفار فان الله عز وجل یقول :استغفروا ربکم انه کان غفارا" استغفار کیا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اپنے رب سے مغفرت طلب کرو اس لئے کہ وہ بخشنے والا ہے۔ کچھ دنوں بعد وہ شخص پھر حاضر خدمت اقدس ہوا اور عرض کیا حضور! میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق خوب کثرت سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار کا وظیفہ کیا مگر میں اپنی پریشانی سے چھٹکارا نہیں پا سکا وہ پریشانیاں بدستور باقی ہیں جن کی شکایت میں نے آپ سے کی تھی۔ فقال لعلك لا تحسن ان تستغفر الله آپ نے فرمایا لگتا ہے تو نے ٹھیک سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں استغفار نہیں کیا ہے۔ اس نے کہا حضور! مجھے استغفار کا طریقہ بتلا دیں؟ قال اخلص نيتك و اطع ربك وقل اللهم انى استغفرك من كل ذنب الخ۔ آپ نے فرمایا نیت درست رکھو اور اپنے رب کی اطاعت کرتے رہو اور یوں عرض کرو اے اللہ میں تجھ سے تمام گناہوں سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ استغفار کا پورا طریقہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو بتا دیا، اس نے اس کے مطابق استغفار کیا، اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کیا اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی خدمت آیا اور عرض کیا "فاستغفرت بذلك مرارا فکشف الله عنى الغم والضيق ووسع على في الرزق وازال المحنة۔ (کنز العمال ج ۲ص۸۵۲ ملخصا)

میں آپ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق استغفار کیا پس اللہ تعالیٰ نے میرے غم اور تنگی کو دور فرما دیا اور میرے رزق میں برکت دیدی اور میری پریشانی کو دور فرما دیا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

من استغفر الله فی کل یوم سبعین مرة لم یکتب من الکاذبین ومن استغفرالله فی لیلة سبعین مرة لم یکتب من الغافلین (کنز العمال ج ۱ص۴۷۵)

ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روزانہ ستر مرتبہ استغفار کرے تو جھوٹوں میں اس کا نام نہیں لکھا جائے گا اور جو ایک رات میں ستر بار استغفار کرے گا تو غافلوں سے اس کا نام مٹا کر ذکر کرنے والوں میں لکھ دیا جائے گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: استغفروا الله فاستغفرنا فقال اتموها سبعين مرة قال اتممناها۔ اللہ کی بارگاہ میں استغفار کرو تو ہم لوگوں نے استغفار پڑھا۔ فرمایا ستر بار کہو۔ ہم نے ستر بار

پڑھ کر مکمل کیا، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مامن عبدولا امة استغفر الله فی کل یوم سبعین مرةالا غفر الله له سبع مأة ذنب وقد خاب عبد او امة عمل فی الیوم واللیلة اکثر من سبع مأة ذنب۔ (جامع کبیر ج۸ص۴۰، تاریخ بغداد ج۶ص۳۹۳، مسند الفردوس ج۴ص۱۷)

ترجمہ: مرد وعورت میں سے جو بھی روزانہ ستر بار استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سات سو گناہ بخش دیتا ہے۔ اور خسارے میں ہے وہ مرد یا عورت جو رات و دن میں سات سو سے زائد گناہ کرے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

من استغفر للمؤمنین والمؤمنات کتب له بکل مومن و مومنة حسنة (ایضا)

ترجمہ: جو شخص مسلمان مرد اور مسلمان عورتوں کے لئے استغفار کرے تو اسے ہر مومن مرد و عورت کے بدلے ایک ایک نیکی عطا کی جائے گی۔

اب اندازہ لگائے کہ دنیا میں کتنے ارب مومن مرد و عورت ہیں ہر ایک کے بدلے جب ایک نیکی عطا کی جائے اور ایک نیکی کا اجر و ثواب دس گنا سے لیکر ستر بلکہ سات سو گنا اور اس سے بھی زیادہ تک عطا کیا جاتا ہے تو تمام مومن مرد و عورت کے بدلے کتنا اجر و ثواب عطا کیا جائے گا۔ ارے اتنا نوازا جائے گا کہ شمار نہیں کیا جاسکتا ہے۔ اس لے میرے محترم! جب استغفار کرو تو اپنے لئے بھی کرو اور دنیا کے تمام مسلمانوں کے لئے بھی کرو اور خاص طور والدین کے لئے کرو تا کہ آپ کو خوب زیادہ نیکیاں ملیں۔ اور اس انداز میں مغفرت کی دعا کرو جیسا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یعنی اس طرح کہو:

اللهم اغفرلی ولوالدیه وللمؤمنین یوم یقوم الحساب۔

ترجمہ:

حضرت یعقوب بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

لا یزال العبد آمنا من عذاب الله مااستغفر الله۔ (ایضاص۴۷۹)

ترجمہ: جب تک اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے گا وہ اللہ کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

من استغفر الله عز وجل سبعین مرة فی دبر کل صلاة غفر له ما اکتسب من الذنوب ولم یخرج من الدنیا حتی یری ازواجه من الحور و مساکنه من القصور (کنز ج۱ص۴۸۱)

ترجمہ: جو ہر نماز کے بعد ستر مرتبہ استغفار کرے گا اس کے کئے ہوئے تما جرم و خطا اور گناہ معاف کردئے جائیں گے اور دنیا سے اس وقت تک نہیں نکلے گا جب تک مرنے سے پہلے جنتی بیویاں حوروں کو دیکھ نہ لے اور جنتی محلوں کو نہ دیکھ لے۔

سید الاستغفار:

حضرات!

آپ نے استغفار کی فضیلت و برکت اور اس کے فیضان پر احادیث کریمہ سماعت کر چکے ہیں اب آئے استغفار کا ایسا وظیفہ بتاؤں جسے حدیث میں سید الاستغفار کہا جاتا ہے، جس کے پڑھنے سے گناہوں کی مغفرت ہوتی ہے اور اگر پڑھنے والا اسی دن وفات پا جائے تو انشاء اللہ اسے مرتے ہی جنت نصیب ہوگی۔ یہ میں نہیں کہتا بلکہ یہ فرمان مصطفیٰ بول رہا ہے اور آپ جانتے ہیں کہ فرمان مصطفیٰ فرمان خدا ہے جو کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا۔

ہے قول محمد قول خدا فرمان نہ بدلا جائے گا
بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سید الاستغفار یہ ہے کہ بندۂ مومن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کہے:

"اللهم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدك وانا علیٰ عهدك ووعدك ما استطعت اعوذ بك من شر ماصنعت ابوء لك بنعمتك علی وابوء لك بذنبی فاغفرلی فانه لا یغفر الذنوب الا انت "یعنی اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں جس کی عبادت و بندگی کی جائے، تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں تجھ سے کئے ہوئے وعدہ اور عہد پر طاقت بھر، استطاعت کے برابر قائم ہوں، میں اپنے کاموں کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں، مجھ پر جو تیری نعمتیں ہیں میں ان کا اقرار کرتا ہوں اور میں تجھ سے اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں، اے اللہ! تو مجھے بخش دے کیونکہ تیرے سوا کوئی اور گناہوں کو نہیں بخشتا۔ اس دعا کی فضیلت سرکار بیان فرماتے ہیں:

ومن قالها من النهار موقنا بها فمات من یومه قبل ان یمسی فهو من اهل الجنة ومن قالها من اللیل وهو موقن ها فمات قبل ان یصبح فهو من اهل الجنة ۔(بخاری ج۲ص۹۳۳)

جو شخص یقین اور خلوص کے ساتھ اس کلمات کو کہے اور اسی دن شام سے پہلے فوت ہو جائے تو وہ جنتی ہوگا اور جس نے یقین و اخلاص کے ساتھ ان کلمات کو رات میں کہا اور وہ صبح ہونے سے پہلے فوت ہو گیا تو وہ جنتیوں میں سے ہوگا۔

ایک سوال کا جواب:

یہاں ایک سوال کسی کے ذہن میں پیدا ہو سکتا ہے کہ جنت تو مومن ہی کے لئے بنی ہے، جنت کی نعمتیں بھی مومن ہی کے لئے ہیں تو جو مومن ہوگا، ایمان کامل والا ہوگا وہ یہ وظیفہ نہیں پڑھے گا تو بھی جنت میں داخل ہوگا۔ پھر آقا کریم ﷺ نے جو یہ فرمایا کہ ان کلمات کو پڑھنے والا جنت میں جائے گا اس کا کیا مطلب؟

جواب: اس سوال کا جواب یہ ہے بات یہی ہے کہ مومن اس دعا کے بغیر بھی جنت میں جائے گا مگر اس دعا کا وظیفہ کرنے میں کئی ایک فائدے ہیں:

(۱) ان کلمات یعنی سید الاستغفار کا وظیفہ کرنے والا بندۂ مومن گنہگار رہوگا تو اسے اس گناہ کی سزا پانے کے لئے جہنم میں نہیں ڈالا جائے گا بلکہ اس وظیفہ کی برکت و فیضان سے اس کے گناہ کو بخش دیا جائے گا اور جنت کا حقدار بنا دیا جائے گا۔

(۲) جو مومن یہ کلمات کہے اور وہ کوئی ایسا گناہ کرلے جس کی وجہ سے گناہ کی سزا کاٹنے کے لئے جہنم میں داخل کئے جانے کا مستحق ہو تو اسے اس دعا کی برکت سے جہنم سے بچا لیا جائے گا اور شروع ہی میں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ کیونکہ کچھ مومن وہ ہیں جو شروع میں جنت میں داخل نہیں کئے جائیں گے بلکہ اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد یا انبیاء کرام اور خصوصیت کے ساتھ شفیع المذنبین جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کئے جائیں گے۔

اور جس کو میرے آقا کریم کی شفاعت قیامت کے دن نصیب ہو جائے خدا کی قسم وہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خوش نصیب ہوگا، اعلیٰ مقام و مرتبہ اور سعادت والا ہوگا۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

عن ابی هریره انه قال قلت یارسول الله من اسعد الناس بشفاعتك یوم القیمة فقال لقد ظننت یا ابا هریرة الا یسئلنی احد عن هذاالحدیث اول منك لما رأیت من حرصك علی الحدیث اسعد الناس بشفاعتی یوم القیامة من قال لا اله الا الله خالصا من قبل نفسه ۔(بخاری ج۲ص۹۷۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ سے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کے دن آپ کی شفاعت کے سبب لوگوں میں سب سے بڑھ کر سعادت مند کون ہوگا؟ تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: اے ابو ہریرہ مجھے یقین تھا کہ تجھ سے پہلے کوئی اس بارے میں مجھ سے سوال نہیں کرے گا۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ تجھے حدیث روایت کرنے کی بڑی خواہش ہے۔ سنو! قیامت کے دن میری شفاعت کے سبب سب سے زیادہ خوش نصیب وہ ہوگا جس نے سچے دل سے لا الہ الا اللہ کہا ہوگا۔

يدخل الجنة برحمة الله ومنهم يدخل الجنة بشفاعتی (مستدرک ج ا ص ۱۲۵، ترغیب وترہیب ج ۴ ص ۲۴۱)
کچھ لوگ اللہ کی رحمت سے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کئے جائیں گے اور کچھ لوگ میری شفاعت سے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں ؎

شفاعت کرے جو حشر میں رضا کی
سوا تیرے کس کو یہ قدرت ملی ہے
اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے
پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہنساتے جائیں گے

(۳) اور سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس میں رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے، حضور کے فرمان پر عمل کرنا اور پھر اللہ رب العزت کا ذکر کرنا ہے۔ اور اطاعت نبوی اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری ہے اور رجو اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرتا ہے وہ جنت کا مستحق ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ومن يطع الله ورسوله يدخله جنت تجری من تحتها الانهر خلدين فيها و ذلك الفوز العظيم (نسا ۱۳)
ترجمہ: یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو حکم مانے اللہ اور اللہ کے رسول کا اللہ اسے باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ رہیں گے اور یہی ہے بڑی کامیابی۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

وما علينا الا لبلاغ
السلام عليكم ورحمة الله و بركاته

نصیحت خیز حکایات وواقعات:

الحمد لله حمد الشاکرین خالق الا انبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین والصلوٰۃ والسلام علیٰ اکرم الاولین والآخرین وعلیٰ آلہ الطیبین و اصحابہ المطھرین

امابعد

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاقصص القصص لعلھم یتفکرون (اعراف۱۷۶)

حیات اویس قرنی بتانا کس کو آتا ہے
نبی کے عشق میں سب کچھ لٹانا کس کو آتا ہے
نبی کی مسکراہٹ پر مچل کر عائشہ بولیں
میرے سرکار جیسا مسکرانا کس کو آتا ہے
نبی سے ہمسری چل ہٹ مگر اتنا بتا کے جا
کٹورے میں انا سا گر بلانا کس کو آتا ہے
سوائے خاندان مصطفیٰ تاریخ عالم میں
خدا کی راہ میں سب کچھ لٹانا کس کو آتا ہے

درود شریف:

سامعین، محبین، مخلصین!

کچھ عرض ومعروض سے قبل درس اسلاف کرام کے مطابق اپنے اور ساری کائنات کے مرکز عقیدت، قبلہء عاشقاں، کعبہء ایماں، شفیع عاصیاں، نور تاج شاہاں، ضیاءِ زمین وزماں، زینت مکین ومکاں، سرور کشور رسالت، سید اقلیم نبوت حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ بارک وسلم کی بارگاہ عالی جاہ میں غلامانہ عاشقانہ، محبتانہ، مخلصانہ، عاجزانہ انداز میں درود شریف کا نذرانہ بصد ادب واحترام پیش کریں:

اللھم صل و سلم علی نبیک و حبیبک وعلیٰ اٰلہ و اصحابہ بارک وسلم

محترم سامعین کرام!

آج میرا موضوع سخن ''نصیحت خیز حکایات وواقعات'' ہے انشاءاللہ العزیز تلاوت کردہ آیت کریمہ کے ارشاد وحکم کے مطابق چند ایمان افروز، نصیحت آمیز، عبرت سے لبریز، عشق ومحبت سے بھرپور، اطاعت وعبادت کا جذبہ پیدا کرنے والے، فکر انگیز اور اعمال وعقائد کو سنوارنے والے اور قلب وجگر، فکر ونظر کو پاکیزہ کردینے والے حکایات اور نورانی عرفانی حقانی ایمانی واقعات بیان کروں گا۔ قصے، حکایات اور واقعات بیان کرنے کا مقصد ہی ایمان وعقیدے میں پختگی پیدا کرنا، نیکی کا وجذبہ کے ساتھ انجام دینا، برائیوں سے دور رہنا اور عبرت حاصل کرنا ہوتا ہے۔ قرآن واحادیث میں اس طرح کے حکایات وواقعات بڑے ہی خوش اسلوبی کے ساتھ، لاجواب انداز میں ملتے ہیں۔ دیکھئے اصحاب کہف کے کتے کا ذکر اچھوں اور اللہ والوں کی صحبت میں رہ کر انسان بننے کا درس دیتا ہے، قوم ثمود، قوم عاد، قوم لوط کا تفصیلی ذکر وواقعہ ہمارے لئے درس عبرت ہے کہ گناہوں اور کفر میں مبتلا قوم کا کیا حشر ہوتا ہے، اصحاب اخدود اور فرعون کی باایمان بیوی کا قصہ استقامت اور تصلب فی الدین کے لئے بہترین نمونہ اور مثال ہے، اصحاب غار کا واقعہ مصیبت کے عالم میں نیک اعمال کو اللہ

تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ بنا کر پیش کرنا دعا کی قبولیت کے لئے دلیل وسند ہے، حضرت علی کا ہجرت کی رات نبی کے حکم سے بستر نبوت پر سونا، غار ثور میں حضرت ابوبکر صدیق کا واقعہ نبی اکرم کے قدموں میں جان قربان کردینے کو ہی ایمان کی روح بتاتا ہے۔ جابر وسرکش اور کفار ومشرکین کی ہلاکت وتباہی ہمارے لئے عبرت کے طور پر قرآن کی سورتوں میں محفوظ ہے۔ اور اسی لئے ان ظالم وجابر، متکبر وسرکش اور گستاخوں کے برے انجام بیان کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب محمد عربی ﷺ سے فرمایا:

فاقصص القصص لعلهم يتفكرون (اعراف ۱۷۶) اے محبوب! آپ قصہ سنائیں یہ واقعات بتائیں تا کہ لوگ غور وفکر کریں اور نصیحت حاصل کریں۔ جو ایمان نہیں لائے ہیں وہ ایمان لے آئے، جو ایمان لا چکے ہیں وہ اپنے ایمان وعقیدے میں خوب پختہ ہوجائیں، اپنے ایمان کو بچائیں، ابدی سعاتوں سے مالا مال ہوجائیں، جنت اور اس کی نعمتوں کے حقدار ہوجائیں اور جہنم کے عذاب سے نجات پالیں۔

حضرت آسیہ کا ایمان اور فرعونی ظلم:

فرعون جس نے خدائی کا دعویٰ کر رکھا تھا اور لوگوں کو گمراہ کیا کرتا تھا، جو اسے اپنا خدا تسلیم نہیں کرتا اسے سخت سزا دیتا، طرح طرح کی اذیتیں اور تکلیفیں دیتا تھا۔ اس کی سرکشی کا جنازہ نکالنے کے لئے، اس غرور کو مٹی میں ملانے کے لئے اور اس کے اس جھوٹے دعویٰ کا نشہ اتارنے اور ایک خداوند قدوس یعنی اللہ رب العزت کی عبادت وبندگی کا پیغام پہنچانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے جلیل القدر نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کے پاس بھیجا۔ مگر اس ظالم وبدبخت نے ایمان قبول کرنے اور اپنے خدائی کے دعویٰ کو چھوڑنے کی بجائے گمراہی وسرکشی کرتا رہا اور جو لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت وتبلیغ سے متأثر ہو کر اللہ اور اس کے رسول برحق پر ایمان لاتے انہیں ستانے لگا اور دین حق سے پھیرنے کی پوری کوشش کرنے لگا۔ مگر اسے کیا معلوم کہ اس کے محل میں ہی توحید کے نغمے دل ہی دل میں گائے جانے لگے ہیں۔ اس کے گھر کی دو دو خاتون حضرت موسیٰ علیہ السلام پر لا چکی ہیں۔ ایک اس کی بیٹی کی خادمہ اور دوسری خود اس کی بیوی۔ جی یہ وہی خوش نصیب خاتون ہیں جن کے بارے میں سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا جن چار عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کی عورتوں کی سردار بنایا ہے ان میں سے ایک خاتون آسیہ فرعون کی بیوی بھی ہے۔ حضرت آسیہ نے اپنا ایمان اپنے شوہر فرعون سے چھپائے رکھا، جب فرعون کو پتہ چل گیا تو اس نے حکم دیا کہ اسے طرح طرح کی تکلیف دی جائے، تا کہ حضرت آسیہ ایمان چھوڑ دیں، ایک اللہ کی عبادت بند کردیں اور مجھے اپنا خدا تسلیم کرلیں۔ (معاذ اللہ) لیکن حضرت آسیہ ایمان پر پہاڑ کی طرح جمی رہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ: ان فرعون وتد لا مرأته اربعة اوتاد واضجعها على صدرها وجعل ظهرها رحى واستقبل بها عين الشمس ۔(درمنثور ج ۱۴، ص ۵۹۷) فرعون نے چار کیلیں منگوائیں اور ان کے جسم پر گڑوا دیں، انہیں سینے کے بل لٹا کر ان کی پیٹھ پر بھاری چکی رکھوا دی اور ان کا منہ سورج کی طرف کروا دیا۔ اللہ اکبر! حق کے پرستاروں پر کفر کے آتنک وادوں کا یہ ایسا ظلم ہے جسے دیکھ کر آسمان بھی کانپ جائے۔ رستم وقت سہم جائے مگر جس کے دل میں ایمان کی محبت اور خدا کا ڈر ہو اس کے ایمان کو دنیا کی کوئی چیز نہیں ہلا سکتی اور نہ ان کے قدموں کو ڈگمگا سکتی ہے۔ فرعون نے کیلیں گڑوانے کے بعد کہا اب بھی وقت ہے ایمان چھوڑ دو۔ مگر حضرت آسیہ نے جواب دیا اے فرعون! سن لے تو میرے وجود پر قادر ہے، لیکن میرا دل میرے رب کی پناہ میں ہے، اگر تو میرا ہر عضو کاٹ لے تب بھی میرا عشق بڑھتا جائے گا اور میرے دل کی دھڑکن سے یہ صدا آئے گی ؎

حلق پر تیغ رہے سینے پہ جلاد رہے

لب پر تیرا نام رہے دل میں تیری یاد رہے

اور

یہ وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وہاں سے گذر ہوا، حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پوچھا میرا رب مجھ سے راضی ہے یا

نہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے آسیہ! آسمان کے فرشتے تیرے انتظار میں ہیں اور اللہ تعالیٰ تیرے کارناموں پر فخر فرماتا ہے، فرشتوں میں خوشیوں کا اظہار فرمارہا ہے، سوال کر تیری ہر حاجت پوری ہوگی۔ آسیہ نے دعا مانگی:

رب ابن لی عندك بيتا فی الجنة و نجنی من فرعون وعمله و نجنی من القوم الظلمين۔ (التحریم ۱۱) اے میرے رب میرے لئے اپنے پاس جنت میں گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے کام سے نجات دے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات بخش۔

فـفـرج الـلـه لهـا عن بيتها فی الجنة فرأته۔ جیسے ہی آسمان کی طرف حضرت آسیہ نے سر اٹھا کر رب کی بارگاہ میں دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمالیا اور ظالم فرعون کے ظلم وزیادتی سے نجات بخش کر جنت میں انہیں محل عطا فرمادیا۔ (مکاشفۃ القلوب اردو ص ۵۰، درمنثور ج ۱۴ ص ۵۹۷)

حضرت آسیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جام توحید نوش کرنے کے بعد زندگی کی آخری سانس تک اپنے ایمان پر ثابت قدم رہیں اور ظالم فرعون کا ہر ظلم وزیادتی سہتی رہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت کی افضل ترین خواتین ہونے کا شرف عطا فرمایا، یہی نہیں بلکہ جنت میں مالک جنت حضور رحمت عالم ﷺ کی شریک حیات بننے کا شرف بھی بخشا۔ چنانچہ حضرت سعید بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

ان الـلـه زوجنی فی الجنة مريم بنت عمران وامرأة فرعون واخت موسىٰ۔ اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح جنت مریم بنت عمران، فرعون کی بیوی آسیہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن سے کردیا۔ (درمنثور ج ۱۴ ص ۵۹۸، طبرانی حدیث نمبر ۵۴۸۵)

عداوت محبت میں بدل گئی:

عزیزان ملت اسلامیہ!

عشق وایمان، الفت ومحبت اور عقیدت سے لبریز ایک اور واقعہ سماعت فرماتے چلئے، انشاء اللہ عاشقوں کے ایمان میں نور اور قلب وروح کو سرور ملے گا، اور عداوت رکھنے والوں کو عبرت کا سامان بھی مہیا ہوگا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ملک شام میں ایک یہودی رہتا تھا جو ہفتہ کے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ رب العزت کی جانب سے نازل شدہ کتاب توریت کی تلاوت کرتا۔ ایک مرتبہ ہفتہ کے دن اس نے تورات تلاوت کرنے کے لئے کھولا تو اس نے دیکھا کہ چار جگہوں پر حضور اکرم محمد عربی ﷺ کا نام پاک لکھا ہوا ہے۔ آپ کی تعریف اور آپ کی خوبیاں ہیں۔ اس یہودی کے سینے میں حضور رحمت عالم ﷺ سے نفرت وعدات کی آگ تو پہلے ہی سے بھڑک رہی تھی اس نے جیسے ہی سرکار کا نام اور آپ کے اوصاف چار جگہ دیکھے تو مارے حسد کے چاروں جگہوں سے نام کو پھاڑ کر جلا ڈالا اور تورات بند کردئے۔ مگر اسے کیا معلوم جس کی عظمت وشان اللہ بڑھائے اسے کون گھٹا سکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ؎

تو گھٹائے سے کسی کے نہ گھٹا ہے نہ گھٹے
جب بڑھائے تجھے اللہ تعالیٰ تیرا
مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعدا تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

پھر دوسرے ہفتہ اس نے توریت پڑھنے کے لئے بیٹھا توریت شریف کھولتا ہے تو یہ دیکھ کر دنگ رہ جاتا ہے کہ پہلے ہفتہ تو صرف چار ہی جگہ محمد کا ذکر تھا مگر آج آٹھ جگہ ان کا ذکر اور ان کی تعریف وتوصیف لکھی ہے۔ غصہ سے آگ بگولہ ہوگیا اور مارے عداوت کے حضور کا ذکر جمیل پھاڑ کر آگ میں جلا دیتا ہے اور تورات بند کرکے اٹھ کھڑا ہوجاتا ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اب مصطفیٰ کا ذکر توریت سے ختم ہوگیا ہے۔ مگر اعلیٰ حضرت کی زبانی سنئے فرماتے ہیں ؎

عقل ہوتی تو خدا سے نہ لڑائی لیتے
یہ گھٹائیں اسے منظور بڑھانا تیرا

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر

بول بالا ہے تیرا ذکر ہے اونچا تیرا

پھر جب تیسرا ہفتہ آیا تو اس نے توریت پڑھنے کے لئے کھولا تو یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ محمد عربی ﷺ کے جس ذکر جمیل کو پھاڑ کر آگ میں جلا دیا تھا آج وہ چار جگہ ہی نہیں، آٹھ جگہ ہی نہیں بلکہ بارہ جگہوں پر مصطفیٰ کا ذکر موجود ہے۔ اب یہ منظر دیکھ کر وہ سوچنے لگا ''ان قطعتها صارت التوراة كلها نعتا له '' اگر اسی طرح نام مصطفیٰ اور ذکر محبوب خدا توریت کے اوراق سے کاٹ کاٹ کر نکالتا رہا تو پوری توریت مصطفیٰ کے ذکر اور ان کی تعریف سے جگمگانے نہ لگے۔ اب قریب ہے کہ اس کی قسمت کا تارا چمک اٹھے، کفر کے اندھیرے سے نکل کر ایمان اور عشق مصطفیٰ کا نور نصیب ہو جائے۔ اپنے دوستوں سے پوچھا کہ محمد کون ہیں؟ ساتھیوں نے کہا وہ تو جھوٹے ہیں (معاذ اللہ) خير لك ان لا تراه و لا يراك فقال بحق توراة موسیٰ لا تمنعونی من زيارته ۔ تیرے لئے بہتر یہی ہے کہ نہ تو انہیں دیکھے اور نہ ہی وہ تجھے دیکھیں۔ وہ یہودی کہنے لگا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ناز ہونے والی سچی توریت کی قسم! اب تو مجھے زیارت مصطفیٰ سے کوئی روک نہیں سکتا، لہٰذا تم بھی مجھے ان کی بارگاہ میں جانے سے نہ روکو۔ اب اس کے سینے میں رسول سے محبت وعقیدت کا دیپ جلنے لگا ہے اب اسے رخ مصطفیٰ کی زیارت کئے بغیر ایک لمحہ بھی برداشت نہیں کر سکتا ہے، اس کی بے تابی کا عالم یہ ہے کہ وہ چاہ رہا تھا کہ جلد سے جلد مصطفیٰ کی بارگاہ میں پہنچ کر دولت ایمان سے مالا مال ہو جائے۔ ساتھیوں نے اسے اجازت دیدی، وہ اپنی سواری پر بیٹھا اور رات و دن سفر کر کے مدینہ طیبہ کے قریب پہنچ گیا۔ مدینہ منورہ میں سب سے پہلے اس کی ملاقات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ حضرت سلمان فارسی بڑے ہی خوبصورت اور روشن چہرہ والے تھے، یہودی نے سمجھا کہ شاید یہی محمد ﷺ ہیں اس لئے سلام کیا السلام علیک یا محمد حالانکہ نبی کریم ﷺ کو دنیا سے پردہ فرمائے تین دن گذر چکے تھے۔ حضرت سلمان فارسی نے اپنے آقا کا نام سن کر رو دئے اور فرمانے لگے میں تو ان کے آستانے کا غلام ہوں۔ حضرت سلمان فارسی اس یہودی کو اپنے ساتھ لیکر مسجد نبوی میں لے گئے جہاں صحابہ کرام فراق مصطفیٰ کے غم میں افسردہ اور نڈھال ہیں، سب کے چہرے پر اداسی چھائی ہوئی ہے۔ یہودی مسجد میں داخل ہوتے ہوئے اس انداز میں سلام کیا السلام علیک یا محمد اور سمجھا کہ شاید حضور اس مجمع میں ہیں۔ سرکار کی جدائی میں رونے والے صحابہ نام مصطفیٰ سن کر زار و قطار رونے لگے۔ اور بولے اے بندۂ خدا تو کون ہے؟ تو نے ہمارے زخم کو ہرا کر دیا، لگتا ہے تو کوئی اجنبی ہے۔ تجھے نہیں معلوم کہ کائنات عالم کے نبی تین دن ہوئے دنیا سے تشریف لے جا چکے ہیں۔ یہ سن کر یہودی چیخ اٹھا اور کہنے لگا ہائے افسوس! میرا سفر ضائع ہو گیا۔ کاش کہ میری ماں نے مجھے جنا ہی نہ ہوتا، جنم دے ہی دیا تو میں توریت کی تلاوت نہ کرتا یا توریت میں حضور کا ذکر نہ پاتا۔ اور جب حضور کا ذکر توریت میں پڑھ لیا تو اے کاش! ان کی زیارت ہو جاتی۔ الغرض یہ کہ ان کی ملاقات حضرت علی سے ہوئی انہوں نے حضور کے اوصاف اور اذکار جمیلہ بتایا اس یہودی نے کہا یہی اوصاف تو توریت میں میں نے بھی پڑھا ہے۔ اس نے کہا حضور کا استعمال کردہ کوئی مبارک لباس ہے تو دکھایا جائے تاکہ اس کی زیارت کر سکوں اور اس کی خوشبو سے اپنے قلب وجگر کو سکون بخشوں، ایک جبہ منگوایا گیا جو کھجور کی چھال سے سات جگہوں سے سیلا ہوا تھا۔ اس یہودی نے اس جبہ شریف کو لیکر سونگھنے لگا، پھر روضہ شریف پر کھڑے ہو کر سر کو آسمان کی طرف اٹھا کر کہنے لگا:

اشهد يا رب انك واحد احد فرد صمد واشهد ان صاحب هذ االقبر رسولك و حبيبك و صدقته ۔ اے میرے رب کریم! میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ایک ہے، بے نیاز ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ روضہ مقدسہ میں تشریف فرما ہستی تیرے رسول اور تیرے محبوب ہیں جو کچھ انہوں نے فرمایا میں اسے سچ جانتا اور مانتا ہوں۔

دامن مصطفیٰ سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا

جس کے حضور ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا

تصور میں تیرے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں

اب وہ یہودی اسلام کا شیدائی ہوگیا اسلام قبول کرلیا اور اسلام قبول کرنے کے بعد بارگاہ الٰہی میں عرض گذار ہوا الٰہ العلمین !اگر تو نے میرا اسلام لانا قبول فرمالیا ہے تو اسی گھڑی میری روح قبض کر لے چنانچہ اسی وقت اس کی روح تن سے جدا ہوگئی اور وہ دنیا سے سرکار کی محبت میں چل بسا۔(تنبیہ الغافلین ص۳۶۵)

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں ۔

جان دیدو وعدۂ دیدار پر

نقد اپنا دام ہو ہی جائے گا

مفلسوان کی گلی میں جا پڑو

باغ خلد اکرام ہو ہی جائے گا

اور مفتی اعظم ہند فرماتے ہیں ۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے

جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

درود شریف:

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ وسلم بعدد مافی القرآن حرفا و بعدد کل حرف الفا الفا۔

سنت مصطفیٰ پر عمل کرنے کا اجر قبر میں:

حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ایک جنازہ کو اٹھایا، جنازہ اپنے کاندھے پر اٹھانے کے بعد میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی اے اللہ موت کے بعد مجھے برکت سے نواز نا جب میں اپنے اس دعائیہ جملہ سے فارغ ہوا تو چارپائی سے آواز آئی موت کے بعد کیا ہے؟ یہ آواز سن کر میں چونک گیا، مجھ پر گھبراہٹ طاری ہوگئی۔ میت کو قبر میں اتارا گیا اسے دفن کردیا گیا، دفن کرنے کے بعد جب سب لوگ واپس چلے گئے تو میں وہیں رک گیا اور اس میت کی قبر کے پاس بیٹھ کر غور وفکر کرنے لگا۔ ابھی میں غور وفکر کر رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص قبر سے نکلا، جس کا چہرہ بہت ہی خوبصورت تھا اور اس کے جسم سے عمدہ خوشبو آرہی تھی، صاف ستھرا لباس پہنے ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا ابراہیم! جیسے ہی اس نے میرا نام لیکر مجھے پکارا، میں نے کہا لبیک جناب میں حاضر ہوں اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ کون ہیں؟ اس نے کہا میں وہی ہوں چارپائی سے بولنے والا، کہ موت کے بعد کیا ہے؟ تو میں نے تعجب سے پوچھا آپ کون ہین؟ اس نے کہا میں سنت رسول کریم ہوں جو بھی سنت مصطفیٰ پر عمل کرتا ہے میں دنیا میں اس کا محافظ اور نگراں ہوتا ہوں اور قبر میں روشنی اور دوست بن کر ساتھ رہتا ہوں۔ وقائدہ الی الجنۃ یوم القیامۃ۔ اور قیامت کے دن جنت کی طرف اسے لیجانے والا ہوں۔ (شرح الصدور) ۔

وہ آ گئے ہیں راہ ہدایت لئے ہوئے

ہاتھوں میں اپنے جام شفاعت لئے ہوئے

دور ہو ہی جائیں گی سب مشکلیں اے عاصیو

وہ آ گئے ہیں چشم عنایت لئے ہویے

(سید فخر الدین اشرف جیلانی کچھوچھوی)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص دنیا میں سنت مصطفیٰ سے محبت کرتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے تو سنت نبی کریم پر عمل کرنا اس کے لئے قبر میں روشنی کا باعث اور بروز قیامت جنت میں جانے کا سبب ہوگا۔ بلکہ سنت نبوی سے پیار کرنے سے جنت میں حضور کے ساتھ جنت میں بیٹھنے کا شرف حاصل ہوگا۔ خود حضور رحمۃ للعلمین ﷺ فرماتے ہیں: من احب سنتی فقد احبنی ومن احبنی کان معی فی الجنۃ (مشکوٰۃ ص۳۰) جس نے میری سنت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

سنت مصطفیٰ سے جسے پیار ہوگیا

خلد میں جانے کا وہ حقدار ہوگیا

حضرات!

یہ تو سنت رسول پر عمل کرنے کا صلہ اور انعام ہے مگر یاد رکھئے جو آدمی سنت نبوی پر عمل نہیں کرتا ہے، خلاف سنت کام کرتا ہے جیسا کہ آج کل شادی بیاہ کے موقعہ پر مسلمانوں کے یہاں طرح طرح کے خلاف سنت کام ہونے لگے ہیں، ڈھول بجانا، گانا بجانا، عورتوں کا اکٹھا ہوکر گیت گانا تو اس کا کیا حشر اور انجام ہوگا اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا ہے۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مخاطب ہوکر فرمایا:

یاعثمان لا ترغب عن سنتی فمن رغب عن سنتی ثم مات قبل ان یتوب صرفت الملائکۃ وجھہ عن حوضی یوم القیامۃ۔ (روح البیان ج۲ص۴۳۲)

اے عثمان! میری سنت سے منہ مت موڑنا، میری سنت کے خلاف کام نہ کرنا کیونکہ جو میری سنت کے خلاف کام کرے پھر توبہ کرنے سے پہلے ہی مرجائے قیامت کے دن فرشتے اسے میرے حوض یعنی حوض کوثر سے روک دیں گے اور کوثر کا جام اسے نصیب نہیں ہوگا۔ اللہ اکبر!

معلوم یہ ہوا کہ سنت رسول پر چلنا کامیابی اور نجات وعزت کی ضمانت ہے اور سنت رسول کے خلاف عمل کرنا دین ودنیا اور آخرت کی تباہی وبربادی اور ذلت ورسوائی ہے کا باعث ہے۔ اسی لئے تو ڈاکٹر اقبال نے کہا اور کیا خوب کہا۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا لوح وقلم تیرے ہیں

طریق مصطفیٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی

اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی

وماعلینا الا البلاغ

شب براءت کی فضیلت:

الحمد للہ مقلب القلوب والابصار مقدر الامور کما یشاء و یختار عالم الغیب والاسرار واطیب الصلوٰۃ واعطر السلام علی النبی الذی بعث بالتبشیر والانذار وعلیٰ اٰلہ وصحبہ المتقین اقطاب الاقطار

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حٰمٓ والکتٰب المبین انا انزلنٰہ فی لیلۃ مبٰرکۃ انا کنا منذرین فیھا یفرق کل امر حکیم امرا من عندنا انا کنا مرسلین۔(الدخان ۱۔۵)

ترجمہ: قسم اس روشن کتاب کی، بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا، بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں۔اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام، ہمارے پاس کے حکم سے بے شک ہم بھیجنے والے ہیں۔(کنز الایمان)

وقال النبی ﷺ اذا کانت لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا و صوموا نھارھا(ابن ماجہ ص۹۹)

صدق اللہ العلی العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم

وہ دیکھو مطلع انوار کتنا خوب صورت ہے

مزار سید ابرار کتنا خوب صورت ہے

وہ دیکر بھیک منگتوں کو کہیں کہ ہو بھلا تیرا

فقیروں سے یہ ان کا پیار کتنا خوب صورت ہے

کسی دن سورۂ واللیل کے آئینے میں دیکھو

نبی کا گیسوئے خمدار کتنا خوب صورت ہے

معزز سامعین اہل سنت!

کچھ کہنے اور سننے سنانے سے پہلے ہم تمامی غلامان مصطفیٰ عقیدت ومحبت کے ساتھ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نبی الحرمین، امام القبلتین، سید الثقلین، محبوب رب المشرقین والمغربین، جد الحسن والحسین، امام الغر المحجلین، سراج السالکین، بدالصالحین یعنی اس رسول کائنات کی بارگاہ میں صلاۃ وسلام کا ہدیہ پیش کرنے کی سعادت ابدی حاصل کریں جن کے اوصاف وکمالات لامتناہی بلکہ خدا کے بعد کل خوبی اور بزرگی کی جامع شخصیت آپ ہی ہیں۔

سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

تیرے تو وصف عیب تناہی سے ہیں بری

حیراں ہوں میرے شاہ میں کیا کیا کہوں تجھے

اور استاذ زمن علامہ حسن رضا خاں بریلوی فرماتے ہیں۔

وصف کیا لکھے کوئی اس مہبط انوار کا

مہر ومہ میں جلوہ ہے جس چاند سے رخسار کا

عرش اعظم پر پھریرا ہے شہ ابرار کا

بجتا ہے کونین میں ڈنکا میرے سرکا

اور سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں

خسروا عرش پر اڑتا ہے پھریرا تیرا

تو آئے اسی صاحب کمال، پیکر حسن و جمال نبی کریم ﷺ کی بارگاہ مقدس میں درود شریف کا ورد کریں پڑھئے بلند آواز سے:

اللهم صل وسلم علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ اٰل محمد بارك وسلم صلاة و سلاما علیك یارسول الله

معزز سامعین کرام!

رجب ورمضان ان دومہینوں کے بیچ میں ایک عظیم ومبارک مہینہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قلب وجگر کی طہارت ،فکروشعور کی پاکیزگی اوردل ودماغ کو روشن ومنور اور دامن میں خیر کثیر جمع کرنے کے لئے مسلمانوں کو عطا فرمایا ہے جسے شعبان المعظم کہا جاتا ہے۔اس مبارک مہینے کی بہت ساری فضیلتیں اور برکتیں آپ سماعت کر چکے ہیں ۔اس مقدس مہینے میں بڑے بڑے اوراہم امور کا فیصلہ ہوتا ہے ،ایک شعبان سے لیکر دوسرے شعبان تک ہونے والے تمام کاموں کا فیصلہ بھی اسی ماہ میں ہوتا ہے اور وہ تمام امور فرشتوں کے حوالے کردئے جاتے ہیں ۔پیدا ہونے والے کا نام ،مرنے والوں کا نام ،نکاح کرنے والوں کا نام ،کسے کتنا رزق دیا جائے ان تمام باتوں کا فیصلہ اسی بابرکت مہینے میں ہوتا ہے ۔یہ ماہ بہت ہی خیر و برکت کا مہینہ ہے ،استغفار وتوبہ کا مہینہ ہے ،کثرت کے ساتھ مصطفیٰ کریم ﷺ پر درود شریف پڑھ کر اپنے دل کی تاریکی کو دور کرنے کا مہینہ ہے۔

پیران پیر ،روشن ضمیر ،شہباز لا مکانی ،غوث جیلانی ،غوث صمدانی ،غوث الثقلین ،نور نظر حسن وحسین حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وھو شھر تفتح فیه الخیرات وتنزل فیه البرکات وتترك فیه الخطیئات وتکفر فیه السیئات ، وتکثر فیه الصلوٰة علیٰ محمد ﷺ خیر البریات وھو شھر الصلوٰة علی النبی المختار ۔(غنیۃ الطالبین ج۱ص۱۸۸)

ترجمہ: یہ وہ مہینہ ہے جس میں بھلائی کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں ، برکتیں نازل ہوتی ہیں ، خطائیں چھوڑ دی جاتی ہیں ، گناہ مٹا دئے جاتے ہیں اور مخلوق میں سب سے بہترین ذات محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کثرت کے ساتھ درود بھیجا جاتا ہے کیونکہ یہ مہینہ ہی نبی مختار پر درود شریف بھیجنے کا ہے۔

پڑھو مومنو مصطفیٰ پر درود

محمد حبیب خدا پر درود

خدا کا یہ ہے حکم قرآن میں

پڑھو خاتم انبیا پر درود

سب سے بڑی فضیلت:

حضرات محترم!

شعبان المعظم کی بہت فضیلتیں آپ نے سنا ہے مگر اس مقدس مہینے کی سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ اس ماہ کی پندرہویں تاریخ کو ایک ایسی رات ہے جسے برکتوں کی رات کہتے ہیں، رحمتوں کی رات کہتے ہیں، بخشش کی رات کہتے ہیں ،نجات کی رات کہتے ہیں یعنی شب برات کہتے ہیں۔اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

حم والکتب المبین انا انزلنا ہ فی لیلة مبرکة انا کنا منذرین فیھا یفرق کل امر حکیم۔(دخان ۱-۴)

ترجمہ: قسم اس روشن کتاب کی، بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا، بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں، اس میں بانٹ دیا جاتا ہے ہر حکمت والا کام۔

شب براءت کیا ہے؟

شب براءت یہ وہ رات ہے جس میں برکتیں نازل ہوتی ہیں، یہ وہ رات ہے جس میں اہم امور کا فیصلہ بارگاہ رب العزت سے ہوتا ہے، یہ وہ رات ہے جس میں انسان کی تقدیر کا فیصلہ ہوتا ہے، یہ وہ رات ہے جس میں قسمت جگائی جاتی ہے، یہ وہی رات ہے جس میں اعمال سنوارے جاتے ہیں، یہ وہ رات ہے جس میں رحمت کے خزانے لٹائے جاتے ہیں، یہ وہ رات ہے جس میں نصیبہ چمکایا جاتا ہے، یہ وہ رات ہے جس میں رحمت کی صدائیں آتی ہیں، یہ وہ رات ہے جس میں خدا اپنے بندوں کی طرف اپنی خاص رحمتوں اور تجلیوں کے ساتھ نظر کرم فرماتا ہے، یہ وہ رات ہے جس میں عام بخشش کا اعلان ہوتا ہے، یہ وہ رات ہے جس میں قرآن کی تلاوت کر کے دلوں کا زنگ دور کیا جاتا ہے، ہاں ہاں! یہ وہ رات جس میں ذکر و عبادت کے ذریعہ رب قدیر کی بارگاہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے ارے یہ وہی رات ہے جس کا ایک ایک لمحہ نور و نکہت میں اور بارش نور و رحمت میں ڈوبا ہوا ہے ؎

زندگی حسن لٹاتی ہی چلی آج کی رات
صدقۂ نور سے کتنی بھلی ہے آج کی رات
آج کی رات بہاروں کو ملی رعنائی
کھل اٹھی پاک مرادوں کی کلی آج کی رات

اور

اس شب کی فضیلت قرآن میں اللہ نے ہے خود فرمایا
یہ رات مقدس ہے جس میں مقبول عبادت ہے
بھلائی کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں:

عن عائشة سمعت النبی ﷺ یقول یفتح الله الخیر فی اربع لیال لیلة الاضحیٰ و الفطر ولیلة النصف من شعبان ینسخ فیها الآجال والارزاق ویکتب فیها الحاج و فی لیلة عرفة الی الاذان۔ (درمنثور ج ۱۳ ص ۲۵۵ مطبوعہ مرکز ھجر للبحوث الاسلامیہ)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ چار راتوں میں خیر و بھلائیاں کھول دیتا ہے (۱) بقر عید کی رات، (۲) عید الفطر کی رات، (۳) پندرہویں شعبان کی رات یعنی شب برات میں۔ جس میں موت و رزق کا فیصلہ کیا جاتا ہے، اس میں اس بات کا بھی فیصلہ کیا جاتا ہے جو اس سال حج کرے گا اور (۴) عرفہ کی رات یعنی نویں ذی الحجہ کی رات۔ (ان چار راتوں میں اللہ رب العزت بھلائیوں کے دروازے اپنے بندوں کے لئے کھول دیتا ہے۔

وضاحت:

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ شب براءت ان مبارک راتوں میں سے ایک ہے جس اللہ رب العزت خیر و بھلائی اور نیکیوں کے دروازے کھول دیتا ہے تا کہ اس کے گنہگار بندے رب کی رحمت و مغفرت کے خزانے حاصل کر سکیں اور بھلائیوں کو اپنے دامن میں سمیٹ کر اپنی دنیا و عقبیٰ کو سنوار سکیں۔

عن عطاء بن یسار قال اذا کان لیلة النصف من شعبان دفع الیٰ ملك الموت صحیفة فیقال اقبض من فی هذه الصحیفة فان العبد لیغرس الغراس و ینکح الازواج و یبنی البنیان وان اسمه قد نسخ فی الموتیٰ۔ (درمنثور ج ۱۳ ص ۲۵۵)

ترجمہ: حضرت عطا ابن یسار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ جب پندرہویں شعبان کی رات ہوتی ہے تو ملک الموت کو ایک صحیفہ (رجسٹر) میں درج ہے

اس کی جان قبض کر لے۔ایک آدمی بستر لگا تا ہے،عورتوں سے شادی کرتا ہے،عمارتیں بناتا ہے جبکہ اس کا نام مردوں میں لکھا جاچکا ہوتا ہے۔

عن ابن عباس رضی الله تعالیٰ عنه تقضیٰ الاقضیة کلها لیلة النصف من شعبان و تسلم اربابها لیلة السابع والعشرین من شهر رمضان۔(روح البیان ج ۲۵ص ۱۵۶،معالم التنزیل ج ۴ص ۴۷)

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی رات کو معاملات کے فیصلے فرماتا ہے اور ستائیس رمضان یعنی شب قدر میں ان فیصلوں کو ان کے اصحاب کے سپرد کردیتا ہے۔

رحمت وبخشش کی رات:

شب براءت کی ایک عظیم خصوصیت وفضیلت یہ ہے کہ جیسے ہی یہ رات اپنی تمام تر جلوہ سامانیوں کے ساتھ اپنی بے شمار برکتوں کے ساتھ رونق افروز ہوتی ہے تو رب کی جانب سے رحمتوں کا نزول ہونے لگتا ہے،بخشش ومغفرت کا اعلان عام ہونے لگتا ہے۔چنانچہ

میرے آقا کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

ان الله یرحم امتی هذه اللیلة بعدد شعر اغنام بنی کلب ۔(حاشیۃ الصاوی ج ۳ص ۴۵۹)ترجمہ:بے شک اللہ تعالیٰ اس رات میں میری امت پر قبیلہ ءبنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

عن عائشة قالت فقدت النبی ﷺ ذات لیلة فخرجت اطلبه فاذا هو بالبقیع رافع راسه الی السماء فقال یا عائشة اکنت تخافین ان یحیف الله علیك ورسوله؟ قالت قد قلت وما بی ذلك ولکن ظننت ان اتیت بعض نسائکفقال ان الله تعالیٰ ینزل لیلة النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب۔

(ابن ماجہ ص ۹۹ حدیث نمبر ۱۳۸۹،ترمذی حدیث نمبر ۷۳۹،غنیۃ الطالبین ج ۱ص ۱۹۱)

ترجمہ:ام المؤمنین،زوجہ ءسید المرسلین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو گم پایا (یعنی اس رات میں نے حضور کو اپنے بستر پر نہیں پایا) میں سرکار کی تلاش میں باہر نکلی تو میں نے دیکھا کہ حضور جنت البقیع قبرستان میں تشریف فرما ہیں۔جب حضور کی نظر مجھ پر پڑی تو فرمایا اے عائشہ کیا تم کو اس بات کا خطرہ تھا کہ اللہ اور اس کا رسول تم پر ظلم کریں گے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میرا گمان یہ نہیں تھا بلکہ میں نے یہ گمان کیا تھا کہ شاید آپ اپنی دوسری ازواج کے پاس تشریف لے گئے ہیں۔آپ نے فرمایا بے شک اللہ عزوجل پندرہویں شعبان کی رات (شب برات میں) آسمان دنیا کی طرف (اپنی شان کے مطابق) نازل ہوتا ہے اور قبیلہ ءبنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ لوگوں کے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔

وضاحت:اس حدیث پاک سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔(۱) شب برات بہت عظمت وفضیلت والی اور مخصوص رات ہے۔(۲) معلوم ہوا کہ مبارک راتوں میں قبروں کی زیارت کرنا مرحومین کے لئے دعائے مغفرت کرنا یہ ہمارے پیارے آقا ﷺ کی سنت ہے اور یہی وجہ ہے کہ پوری دنیائے سنیت میں مسلمان شب برات میں اپنے آقا کی اس مبارک سنت پر عمل کرتے ہوئے قبرستان جاتے ہیں قبروں کی زیارت کرتے ہیں اور تمام سنی مرحومین کے لئے مغفرت وبخشش کی دعا کرتے ہیں۔(۳) اس رات میں اتنے گنہگاروں کی بخشش کردی جاتی ہے کہ اس کا شمار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

صدائے رحمت:

عن علی بن ابی طالب قال قال رسول الله ﷺ اذا کانت لیلة النصف من شعبان فقوموا لیلها وصوموا نهارها فان الله ینزل فیها لغروب الشمس الی سماء الدنیا فیقول الا مستغفر فاغفر له الا مسترزق فارزقه الا من مبتلی فاعافیه الا سائل فاعطیه الا کذا حتیٰ یطلع الفجر۔(ابن ماجہ ص ۹۹ حدیث نمبر ۱۳۸۸،شعب الایمان حدیث نمبر ۳۸۲۲)

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب، حل المشکلات والنوائب، شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا: جب پندرہویں شعبان کی رات ہو تو اس رات میں قیام کرو، نفلی نمازیں پڑھو اور اس کے دن میں روزہ رکھو۔ کیونکہ اللہ سبحانہ اس رات میں آفتاب ڈوبنے سے آسمان دنیا کی طرف نازل ہوتا ہے اور فرماتا ہے سنو کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے جسے میں بخش دوں؟ کوئی رزق اور روزی کا طلبگار ہے جسے میں رزق عطا کروں؟ کوئی مصیبت میں پھنسا ہوا ہے جس کو میں مصیبت اور بلا سے چھٹکارا دوں؟ سنو کوئی ہے فلاں حاجت والا، فلاں ضرورت ہوا؟ یہاں تک کہ صبح صادق نمودار ہو جاتی ہے۔

میں تو مائل بہ کرم ہوں کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھاؤں کسے کوئی سائل ہی نہیں

وضاحت: معلوم ہوا کہ شب برات اتنی عظیم اور مبارک رات ہے کہ جس میں خود اللہ رب العزت اپنی رحمت و کرم کے ساتھ اپنے بندوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنے گنہگار بندوں کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے بندے اس رات میں اپنے معبود سے جو مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی ہر حاجت و ضرورت کو پوری فرما دیتا ہے۔ اس لئے میرے بزرگو اور دوستو! اس رات میں اللہ کی عبادت و بندگی کریں، اپنی حاجتیں اور ضرورتیں اس کی بارگاہ میں پیش کریں، خوب رو رو کر اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کریں اور دعائیں مانگیں اور پندرہ شعبان کے دن میں روزہ رکھیں۔

عن عثمان بن ابی العاص عن النبی ﷺ قال اذا کان لیلة النصف من شعباف ینزل فیها الی السماء الدنیا نادی مناد هل من مستغفر فاغفرله هل من سائل فاعطیه فلا یسال احد الاعطی الازانیة بفرجها او مشرک ۔(درمنثور ج۵ص۷۴۲، کنز العمال ج۱۲ص۱۴۰، شعب الایمان ج۳ص۳۸۳حدیث نمبر ۳۸۳۶)

ترجمہ: حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب پندرہویں شعبان کی رات آتی ہے یعنی شب برات تو ایک منادی ندا کرتا ہے، ایک آواز دینے والا آواز دیتا ہے کہ کوئی بخشش طلب کرنے والا ہے کہ میں اسے بخش دوں، کوئی سائل ہے کہ میں اس کا سوال پورا کردوں، اس کی مرادیں پوری کردوں۔ اللہ تعالیٰ ہر سائل اور منگتے کے دامن کو مرادوں سے بھر دیتا ہے مگر فاحشہ (رنڈی) اور شرک کرنے والا یعنی اللہ کے سوا کسی اور جھوٹے معبود مثلاً بت پتھر درخت اور ندی پہاڑ وغیرہ کی عبادت کرنے والے کو اس رات میں بھی اللہ تعالیٰ معاف نہیں فرماتا ہے۔

آزادی کی رات:

شب برات کی ایک خاص فضیلت یہ ہے کہ اس رات میں اللہ جل شانہ اپنے حبیب لبیب ﷺ کی امت کے بے شمار گنہگاروں کو جہنم سے آزاد فرما دیتا ہے۔ چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها قالت رأیت النبی ﷺ فی لیلة النصف من شعبان ساجدا یدعو فینزل جبریل فقال ان الله قد اعتق من النار اللیلة بشفاعتك ثلث امتك فزاد علیه السلام فی الدعا فنزل جبریل فقال ان الله یقرئك السلام ویقول اعتقت نصف امتك من النار فزاد علیه السلام فی الدعاء فنزل جبریل و قال ان الله اعتق جمیع امتك من النار الا من کان له خصم حتیٰ یرضی خصمه فزاد علیه السلام فی الدعاء فنزل جبریل عند الصبح وقال ان الله قد ضمن لخصماء امتك ان یرضیهم بفضله و رحمته فرضی النبی علیه السلام۔(روح البیان ج۸ص۴۴۹)

ترجمہ: ام المؤمنین زوجہء سید المرسلین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ پندرہویں شعبان کی رات میں نے نبی اقدس ﷺ کو دیکھا کہ حضور سجدے میں ہیں اور دعائیں کر رہے ہیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آج رات آپ کی شفاعت سے آپ کی ایک تہائی امت کو جہنم سے آزاد فرما دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ اور دعا کرنے لگے تو حضرت جبرئیل علیہ السلام پھر حاضر دربار اقدس

ہوئے اور خدا کا پیغام سنائے ہوئے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور آپ اللہ نے آپ کی آدھی امت کو دوزخ سے آزاد فرمادیا ہے۔ ابھی اللہ کے رسول ﷺ نے دعا بند نہیں کی بلکہ پہلے سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنے لگے۔ پھر حضرت جبریل علیہ السلام خدا کا حکم لیکر بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمام امت کو آزاد فرمادیا ہے۔ سوائے اس کے جس کا کسی سے جھگڑا ہو اور آپس میں دشمنی ہو یہاں تک کہ وہ راضی ہوجائے اور آپس میں صلح کرلیں۔ جب پیغام خداوندی حضور اقدس ﷺ نے سنا پھر بھی آپ کے دل کو قرار نہیں ملا کیونکہ اب بھی حضور کی امت کے وہ لوگ بخشش سے محروم ہیں جن کے بیچ جھگڑا ہے۔ اس لئے حضور ﷺ دعا میں مصروف ہو گئے۔ صبح تک حضور دعا کرتے رہے اتنے میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سرکار اقدس کی بارگاہ میں حاضر ہوئے عرض کیا یارسول اللہ بے شک اللہ تعالیٰ نے اس بات کی ضمانت لے لی ہے کہ آپ کی امت کے وہ لوگ جن کے بیچ جھگڑا ہو اور ناراضگی ہو انہیں اپنے فضل و رحمت سے راضی اور صلح کرادے گا۔ یہ پیغام سن کر حضور شفیع المذنبین ﷺ خوش ہوئے۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں۔

غمزدوں کو رضا مژدہ دیجئے کہ ہیں

بے کسوں کا سہارا ہمارا نبی ﷺ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

یاعائشة اکنت تخافین ان یحیف الله علیك ورسوله بل اتانی جبریل فقال هذه اللیلة لیلة النصف من شعبان ولله فیهاعتقاء من النار بعدد شعور غنم کلب لا ینظر الله فیها الیٰ مشرك ولا الیٰ مشاحن ولا الیٰ قاطع رحم ولا الیٰ مسبل ولا الیٰ عاق لوالدیه ولا الیٰ مدمن خمر۔ (کنز العمال ج ۱۲ ص ۱۴۱)

ترجمہ: اے عائشہ کیا تجھے اس بات کا اندیشہ تھا کہ اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ تیرے ساتھ ناانصافی کریں گے؟ سنو میرے پاس جبریل علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں فرمایا کہ شب برات ایسی رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے۔ (لیکن) اللہ تعالیٰ اس رات میں مشرک کی طرف، کینہ پرور، رشتہ توڑنے والا، کپڑے تکبر سے لٹکا کر چلنے والا، والدین کی نافرمانی کرنے والا اور شرابی کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا ہے۔ یہ لوگ اس رات میں بھی رحمت سے محروم ہوجاتے ہیں۔

ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ شب براءت میں بے شمار لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد فرمادیتا ہے اور اپنے فضل و کرم اور اپنی رحمت سے انہیں جنت کا حقدار بنادیتا ہے۔ ہاں کچھ لوگ ہیں جو اس مبارک رات میں بھی رب کی رحمتوں اور مہربانیوں سے محروم رہتے ہیں۔ انشاء اللہ ان کے بارے میں ہم آپ کو تفصیل کے ساتھ بتائیں گے کہ وہ کون لوگ ہیں جو اس رات میں محروم رہ جاتے ہیں اور انہیں کیا کرنا چاہئے کہ وہ بھی بخش دئے جائیں اور نجات پا جائیں۔

و ماعلینا الا البلاغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

غوث پاک کی وسعت علم ونظر:

الحمد لله رب العلمين اليه نتوسل و به نستعين والصلوٰة و السلام علىٰ عبده و نبيه طٰهٰ و يٰسين وعلىٰ اٰله و اصحابه المنتخبين و ابنه الغوث الاعظم الجيلانى محى الملة والدين

اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

ان او لياء ه الا المتقون (..........)

یا قطب یا غوث یا ولی روشن ضمیر

بندہ ام شرمندہ ام جز تو ندارم دستگیر

بر در درگاہ والا سائلم اے آفتاب

خاطر ناشاد را کن شاد یا پیران پیر

اور سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا

اونچے اونچوں کے سروں سے ہے قدم اعلیٰ تیرا

ابن زہرا کو مبارک ہو عروس قدرت

قادری پائیں تصدق میرے دولھا تیرا

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے

کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

نبوی مینہ علوی فصل بتولی گلشن

حسنی چاند حسینی ہے مہکنا تیرا

حضرات!

یوں تو اللہ تعالیٰ نے سلطان الاولیا، سید الاصفیا، سند الاتقیا، قطب الاقطاب، غوث الاغواث، دستگیر بیکساں، تاجدار بغداد و جیلاں، غوث صمدانی، محبوب سبحانی، قندیل نورانی، حضور پرنور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بے شمار خوبیوں اور کمالات وکرامات سے نوازا ہے مگر میں آج حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل وکمالات کا صرف ایک حصہ بیان کروں گا اور وہ ایک حصہ ''غوث پاک کی وسعت علم ونظر'' ہے۔ اس سے آپ کے فضل وکمال، بلند مرتبہ، عظمت و رفعتِ شان اور قدر و منزلت اور اللہ و رسول کی بارگاہ میں مقبولیت ومحبوبیت کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس اہم اور دلکش ودلچسپ عنوان پر کچھ روشنی ڈالنے سے پہلے ہم سب مل کر نبی اور آل نبی پر ایک بار جھوم کر محبت کے ساتھ درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں اور پڑھیں بآواز بلند:

اللهم صل محمد وعلىٰ اٰل محمد معدن الجود والكرم بارك وسلم صلاة و سلاما عليك يارسول الله

رفیقان گرامی!

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان او لياء ه الا المتقون۔ یعنی اللہ کا ولی وہ ہوتا ہے جو متقی و پرہیزگار ہوتا ہے، تقویٰ وطہارت والا ہوتا ہے، فضل وکمال والا ہوتا ہے،

شرافت ورفعت والا ہوتا ہے،علم وحکمت والا ہوتا ہے، زہد وورع والا ہوتا ہے۔اور جب ہم صحابہ وتابعین کے بعد اولیاء اللہ کے حالات ومناقب اور تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو تاریخ کے اوراق میں نہ آپ سے پہلے اور نہ آپ کے بعد کوئی اس پایہ کا متقی و پرہیز گار نظر آتا ہے جس کمال وخوبی کے جامع حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔اس لئے کہ تقویٰ وطہارت، تزکیہ و پاکیزگی اور خوف وخشیت کی سب سے اونچی چوٹی پر آسمانِ دنیا کے چاند وسورج کی طرح کوئی چمکتا دمکتا اور جگمگاتا ہوا نظر آتا ہے تو وہ سرکار تاجدار بغداد ہی کی بے مثل و بے مثال ذات ہے۔اسی لئے تو سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ۔

غوث اعظم امام التقیٰ والنقیٰ

جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

اور سرکار آسی فرماتے ہیں ۔

کیا پوچھتے ہو شاہ جیلاں کے فضائل آسی

ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا

حضرات محترم!

اللہ عزوجل نے غوث الثقلین، امام الطائفتین، قطب ربانی سیدنا شیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اتنے علوم وفنون اور کمالات وخوبیوں سے نوازا ہے کہ جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ہے۔آپ کی بلند شان وعظمت کا عالم یہ ہے کہ ہر آنے والا دن، مہینہ اور سال آپ کی خدمت میں آکر پہلے آپ کو سلام کرتا ہے اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے اس کے بارے میں آپ کو بتا دیتا ہے پھر اس کے بعد اپنا سفر طے کرتا ہے۔چنانچہ آپ فرماتے ہیں:

ما تطلع الشمس حتیٰ تسلم علی وتجئی السنة الی و تسلم علی و تخبرنی بما یجری فیها و یجئی الشهر ویسلم علی و یخبرنی بما یجری فیه و یجئی الاسبوع و یسلم علی و یخبرنی بما یجری فیه ویجئی الیوم ویسلم علی ویخبرنی بما یجری فیه و عزة ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علی عینی فی اللوح المحفوظ انا غائص فی بحار علم الله ۔(بہجۃ الاسرار ص۲۴)

ترجمہ: ہر نئی صبح کا سورج نکلنے سے پہلے مجھے سلام کرتا ہے اور ہر نیا سال میرے پاس آکر مجھے سلام کرتا ہے اور جو کچھ سال بھر ہونے والا ہے اس کے بارے میں مجھے بتا دیتا ہے۔مہینہ آتا ہے اور مجھے سلام پیش کرتا ہے اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے اس کی خبر مجھے دیتا ہے۔اسی طرح ہفتہ میرے پاس آتا ہے اور سلام پیش کر کے ہفتہ بھر ہونے والے امور کی خبر دیکر چلا جاتا ہے اور دن آتا ہے وہ بھی مجھے سلام کرتا ہے اور جو کچھ اس میں ہونے والا ہے اس کے بارے میں مجھے بتا دیتا ہے۔اللہ رب العزت کی قسم! جتنے خوش بخت اور بد بخت ہیں سب میرے سامنے پیش کئے جاتے ہیں۔میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے اور میں اللہ تعالیٰ کے علم کے سمندر یں ڈوبکی لگاتا ہوں۔

اور اپنے قصیدۂ غوثیہ میں آپ فرماتے ہیں:

وما منها شهور او دهور ۔تمر و تنقضی الا اتالی۔وتخبرنی بمایاتی و یجری۔وتعلمنی فاقصر عن جدال ۔ ہر مہینہ اور زمانہ جو گذرنے کے لئے آتا ہے وہ پہلے میرے پاس آتا ہے اور آنے والی بات کی مجھے خبر مل جاتی ہے، یہ مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے جھگڑنے سے باز آجا۔ آپ نے اللہ رب العزت کے علم کے ایسے سمندر میں غوطہ زنی کی ہے، اللہ علیم وخبیر کے ایسے دریائے علم وحکمت میں ڈبکی لگائی ہے کہ جس دریا وسمندر کے کنارے کی نہ کوئی ابتدا ہے اور نہ کوئی انتہا ہے۔اور اسی سمندرِ علم ربانی میں ڈبکی لگانے کی برکت ہے کہ زمین وآسمان، فرش وعرش، لوح وقلم، مشرق ومغرب، شمال وجنوب اور کائنات کا ذرہ ذرہ حتیٰ کہ انسان کے دلوں کے رازوں کو آپ جانتے ہیں اور پوری روئے زمین کو آپ ایسے ہی ملاحظہ فرماتے ہیں جیسے کوئی انسان اپنے سامنے رکھے ہوئے آئینہ کو دیکھتا ہے۔

آپ خود ہی ارشاد فرماتے ہیں:

واعلم نبت الارض کم ھو نبتة ، واعلم رمل الارض عد الرِملة ۔ مجھے زمیں کے پودوں کا علم ہے کہ زمین میں کتنے پودے ہیں اور زمین کی ریت اور اس کے بالو کی تعداد کا بھی مجھے علم ہے۔(بہجۃ الاسرار ص ۳۴۱)

بلکہ یہ کہا جائے کہ پوری روئے زمین کو آپ رائی کے ایک دانے کی طرح ملاحظہ فرماتے ہیں جیسا کہ آپ نے اپنے ایک شعر میں جو جذب کی حالت میں آپ کی زبان سے صادر ہوا تھا بلکہ خداوند قدوس کے حکم سے صادر ہوا تھا فرمایا ہے کہ:

نظرت الیٰ بلادالله جمعا۔کخردلة علی حکم اتصال۔ میں تمام شہروں کو رائی کی طرح دیکھ رہا ہوں اور میری نظر ان کی طرف مسلسل رہتی ہے۔ (بہجۃ الاسرار)

آپ کے علم اور سعت نظر کا عالم یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں:

لولا لجام الشریعة علیٰ لسانی لاخبرتکم بما تاکلون و ما تدخرون فی بیوتکم انتم بین یدی کالقواریر اریٰ ما فی بواطنکم و ظواھرکم۔(بہجۃ الاسرار ص ۲۴)

اگر میری زبان پر شریعت کی لگام نہ ہوتی تو میں وہ بھی بتا دیتا جو تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے ہو۔تم میری نگاہوں میں شیشے کی طرح ہو اور میں تمہارے ظاہر و باطن سب دیکھ رہا ہوں۔

علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

قلبی علیٰ اسرار الخلیقة ناظر الیٰ وجوه القلوب قد صفاه الحق عن دنس رؤیة سواه حتیٰ صار لوحا ینقل الیه ما فی اللوح المحفوظ و سلم الله ازمة امور اهل زمانه و صرفه فی عطائهم و منعهم۔(بہجۃ الاسرار ص ۲۴)

میرا دل مخلوق کے رازوں سے واقف ہے، میرا دل تمام مخلوقات کے دلوں کو دیکھ رہا ہے، میرے دل کو اللہ تعالیٰ نے اس طرح تمام میل سے صاف و شفاف بنا دیا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ کی دیدار میں محو رہتا ہے اور صاف و شفاف ہونے کی وجہ سے میرا دل لوح کی طرح ہو گیا ہے جس میں وہ سب کچھ منتقل ہوتا ہے جو لوح محفوظ میں ہے یعنی میں ان تمام باتوں کو جانتا ہوں جو لوح محفوظ میں ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے اہل زمانہ کے امور کی باگ ڈور مجھے عطا فرمادی ہے اب میں جسے چاہوں عطا کروں اور جسے چاہے منع کر دوں۔

ابوبکر کی نیت سے آگاہی:

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کے ایک بزرگ ہیں جن کا نام ابوبکر ہے، جو ولایت کے مقام پر فائز ہونے سے پہلے مکہ معظّمہ کے راستہ میں حمالی کا کام کیا کرتے تھے،لوگوں کے اسباب و سامان اور امانت کی چیزیں ان کے گھروں تک پہنچاتے تھے۔وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ جیلان کا رہنے والا ایک شخص نے میرے ساتھ حج کے سفر میں تھا، راستہ میں وہ شخص بیمار ہو گیا، جب اسے اس کی موت کا احساس ہوا تو اس نے مجھے امانت کے طور پر ایک تھیلی دی جس میں سونے کے دس دینار تھے اور ایک کمبل بھی اور کہا کہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں جانا اور انہیں میرا اسلام کہنا اور ان سے عرض کرنا کہ میرے لئے رحمت کی دعا کر دیں۔اس شخص کا انتقال ہو گیا۔اس کے سونے کے دینار کی تھیلی میرے پاس امانت تھی، میری نیت خراب ہو گئی۔ میں نے دل میں سوچا کہ دینار اور کمبل کے بارے میں میرے سوا کسی کو علم نہیں ہے، اس لئے میں اسے رکھ لیتا ہوں، چنانچہ وہ تھیلی میں نے رکھ لی۔ایک دن میں راستہ سے گذر رہا تھا میں نے دیکھا کہ سامنے سے حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی تشریف لا رہے ہیں۔تو میں نے آگے بڑھ کر سلام و مصافحہ کیا جب میں نے آپ سے مصافحہ کیا۔ فقبض علیٰ یدی قبضا شدیدا فقال ای لا جل عشرة دنانیر و کساء خنت الله وامانة ذلك العجمی و قاطعتنی ۔تو آپ نے میرا ہاتھ کس کے پکڑ لیا اور فرمایا دس دینار اور ایک کمبل کی لالچ میں آکر اللہ کی نافرمانی کی اور اس عجمی شخص کی امانت میں خیانت اور

مجھ سے ملاقات تک نہیں کی۔حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جیسے ہی مجھ سے یہ فرمایا میں بے ہوش ہوکر گر گیا۔ جب میں ہوش میں آیا تو دیکھا کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے جاچکے ہیں ۔میں دینار اور کمبل لے کر حضور غوث اعظم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور دینار بھی اور کمبل بھی آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔(غبطۃ الناظر ص ۷۰)

محمد بن ابی العباس کا خواب:

شہر بغداد کے ایک بزرگ جن کا نام محمد بن ابی العباس حسینی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے سنا کہ ۵۵۱ھ کا واقعہ ہے کہ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ کے مدرسہ میں تھا ،میں نے خواب دیکھا کہ تمام مشائخ جمع ہیں اوران سب صدارت آپ فرمارہے ہیں۔میں نے دیکھا کہ ان بزرگوں میں سے بعض کے سر پر صرف عمامہ اور عمامہ پر ایک چادر۔اور بعض کے سر پر جو عمامہ تھا تو اس پر دو چادریں تھیں اور آپ کے عمامہ پر تین چادریں دیکھیں۔میں دل میں سوچتا رہا کہ آپ کے عمامہ پر تین چادریں کیوں ہیں؟اتنے میں میری آنکھ کھل گئی ،جب میں بیدار ہوا تو میں نے دیکھا کہ آپ میرے سرہانے کھڑے ہیں اور مجھ سے مخاطب ہوکر فرمارہے ہیں کہ تم سوچ رہے ہو کہ میرے عمامہ پر یہ تین چادریں کیوں ہیں؟تو سنو!ایک چادر شریعت کی ہے، دوسری چادر حقیقت کی ہے اور تیسری چادر بزرگی اور عظمت کی ہے۔(غوث جیلاں ص ۱۳۲)

اس مستند واقعہ سے جہاں یہ بات معلوم ہوئی کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ شریعت وطریقت اور تمام فضائل وعظمت کے جامع ہیں وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا علمی کمال اور روحانیت عطا فرمائی ہے کہ آپ دلوں کے راز اور خیالات بھی جان لیتے ہیں۔چنانہ ایک اور واقعہ سماعت کرتے چلئے۔

ایک نوجوان دہلیز پر:

ایک بغداد شریف کے مشہور بزرگ حضرت شیخ ابوالحسن الہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تاجدار بغداد و جیلاں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تشریف لائے ،دیکھتے ہیں کہ آپ کے دولت خانہ کی دہلیز پر ایک نوجوان چت پڑا ہوا ہے،جیسے ہی اس نوجوان کی نظر حضرت شیخ ابوالحسن علی الہیتی پر پڑی تو ان سے عرض کرنے لگا حضور! آپ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں میری سفارش کیجئے۔پھر جب آپ غوث پاک کی خدمت میں پہنچے تو آپ کے کچھ کہنے سے پہلے حضور غوث اعظم نے آپ سے فرمایا کہ میں نے یہ نوجوان آپ کو دیدیا۔جب آپ باہر آئے تو آپ نے باہر آکر اس نوجوان کو اس بات کی اطلاع دی کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے تمہارے بارے میں میری سفارش منظور کر لی ہے۔وہ نوجوان خبر سنتے ہی دہلیز سے نکلا اور ہوا میں اڑ کر چلا گیا۔حضرت شیخ عبداللہ محمد بن ابی الغنائی فرماتے ہیں کہ میں بھی اس وقت وہاں موجود تھا اور یہ سارا واقعہ میں دیکھ کر رہا تھا ،جب اس نوجوان کو ہوا میں اڑتے دیکھا تو میں نے حضور غوث پاک سے دریافت کیا کہ حضور یہ کیا واقعہ تھا؟ آپ نے فرمایا یہ نوجوان ہوا میں اڑتا ہوا بغداد سے گذر رہا تھا اور اس نے پنے دل میں کہا کہ بغداد میں مجھ جیسا شخص کوئی بھی نہیں ہے۔اس لئے میں نے اس کا حال سلب کر لیا تھا۔اور اگر شیخ علی سفارش نہ کرتے تو میں اسے نہ چھوڑتا۔(غوث جیلاں ص ۱۱۲)

غوث اعظم کا فقہائے بغداد کے خیال سے آگاہ ہونا:

حضرت مفرج بن نبہان رضی اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ جب ہمارے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی بغداد میں شہرت ہوئی تو بغداد کے بڑے بڑے فقہاء میں سے ایک سو فقہاء آپ کا امتحان لینے کی غرض سے جمع ہوئے۔ان سب کی رائے اس بات پر قرار پائی کہ ان سے ہر ایک شخص علوم وفنون میں سے ایک مسئلہ پر سوال کرے۔غرض یہ کہ تمام فقہاء آپ کی مجلس میں تشریف لائے۔میں اس وقت آپ کی مجلس وعظ میں شریک تھا،جب یہ لوگ آکر بیٹھ گئے تو آپ اپنا سر جھکا کر خاموش ہوگئے۔اس وقت آپ کے منہ سے ایک نورانی شعلہ نکلا جس کو کسی نے دیکھا۔وہ شعلہ ان تمام فقہاء کے سینے پر سے گزر گیا، جس کے سینے پر وہ شعلہ پہنچا وہ نہایت حیران وپریشان سارہ گیا۔ثم صاحوا صیحۃ واحدۃ و مزقوا ثیابھم و کشفوا رؤوسھم و صعدوا

الیہ فوق الکرسی و و ضعوا رؤوسھم علیٰ رجلیہ وضج اھل المجلس ضجۃ واحدۃ و ظننت ان بغداد وجت بھا فجعل الشیخ یضم الیٰ صدرہ واحدا منھم بعد واحدحتیٰ اتیٰ علیٰ آخرھم ۔اس کے بعدوہ سب کے سب چلانے لگےاوراپنے کپڑے پھاڑ ڈالےاور برہنہ سر ہوگئے اورتخت پر چڑھ کرآپ کےقدموں پرسرڈال دیئے ۔مجلس میں ایک شور پیدا ہوگیا،ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بغداد ہل رہا ہے۔ اس کے بعد آپ نے ایک ایک کواپنے سینے سےلگانا شروع کیا جب سب کوآپ اپنے سینے سے لگا چکےتو ان میں سے ایک ایک کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا: کہ اما انت فمسألتك كذا وجوابها كذاحتیٰ ذکر لکل واحدمنھم مسألتہ و جوابھا:تمہاراسوال یہ تھااوراس کا جواب یہ ہے۔اسی طرح سےآپ نے ہرایک کےسوال کا نام لیکراس کا جواب بیان فرمادیا۔جب آپ سب کے سوالوں کے جواب بیان فرما چکےاور مجلس ختم ہوگئی تو میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس وقت آپ لوگوں کا کیا حال ہوگیا تھا؟تو انہوں نے بیان کیا کہ جب ہم لوگ وہاں جا کر بیٹھےتو جس قدر ہماراعلم تھا وہ سب ہم سے سلب ہوگیا،گویا ہم نے کبھی کچھ پڑھا ہی نہ تھا۔فلما ضمنا الیٰ صدرہ رجع الی کل منا ما نزع منہ من العلم. پھر جب آپ نے ہمیں اپنے سینے سے لگایا تو ہمارا وہی علم بدستورلوٹ آیا۔پھرآپ نے ہم سے ہرایک کےسوال کو بیان کرکے ایسا جواب بیان فرمائے جنہیں ہم نہیں جانتے تھے۔(غوث جیلانی ترجمہ ٔقلائدالجواہرص۱۱۰،بہجۃ الاسرارص۳۳۵عربی)

سبحان اللہ!یہ ہےحضورغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان وجلال اورآپ کےعلم کا کمال وحال کہ فقہائے بغداد بغرض امتحان کیا کیا سوال سوچ کرآئے تھےحضورغوث اعظم اس سے آگاہ ہوگئے اوربغیر بتائے سب کےسوالوں کو بتا بھی دیااور جواب بھی ارشادفرمادیا۔اور جب ان لوگوں کی نیت بارگاہ غوثیت مآب میں درست نہیں تھی تو آپ نے ان سب کاعلم سلب کرلیا اور جب ان لوگوں نے معافی مانگی تو آپ نے سب کوان کا علم لوٹا دیا۔اس سے معلوم ہوا کہ آپ کواللہ نے اختیار دیا ہے جس کو چاہیں نواز دیں اورجس کو چاہیں ان علم وعہدہ چھین لیں۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں۔

فیوض عالم ابھی سے تجھ پر

عیاں ماضی ومستقبل ہے یاغوث

کیوں نہ قاسم ہوکہ تو ابن ابی القاسم ہے

کیوں نہ قادر ہوکہ مختار ہے بابا تیرا

حقیقت خواب میں بدل گئی:

پیران پیرحضورغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک مرید ومعتقد تھا جس کوایک رات میں ستر مرتبہ خواب میں احتلام ہوا۔وہ ہر دفعہ خواب میں ایسی عورت کو دیکھتا ہےجس کو پہلے نہ دیکھا تھا۔ان میں سے بعض عورتوں کو پہچانتا تھااور بعض کونہیں پہچانتا تھا۔وہ ایک رات میں ستر بار احتلام ہونے سے بیحد پریشان تھا ۔خیرصبح ہوئی تو دوڑے دوڑے اپنے شیخ حضورغوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں شکایت پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے۔ابھی اپنے خواب کا حال اورآنے کا مقصدظاہر بھی نہیں کیا تھا کہ اس کے بولنے سے پہلے ہی حضورغوث اعظم پیرروشن ضمیر نے فرمایا کہ:تم اس کو برا نہ جانو۔کیونکہ میں نے لوح محفوظ میں تیرے نام کودیکھا اوراس میں تیرے نام کے ساتھ یہ بھی لکھا تھا کہ تو ستر بار فلاں فلاں عورت سے زنا کرے گا۔حضورغوث اعظم نے ہرعورت کا نام اور اس کا حال بھی اپنے اس مرید کو بتادیا۔پھرغوث اعظم فرماتے ہیں جب میں نے لوح محفوظ میں لکھا دیکھا تو اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے بیداری کی حالت کوخواب میں بدل دیا۔(تذکرۂ غوث اعظم ترجمہ بہجۃ الاسرارص۲۹۵)

سبحان اللہ!پیر ہوتو ایسا کہ مرید کے حال کو لوح محفوظ میں دیکھتے ہیں اورکون گناہ مرید سے سرزد ہوگا اسے بھی جانتے ہیں پھرایسی دستگیری فرماتے ہیں زنا کی صورت میں ہونے والا گناہ خواب میں بدل جاتا ہے۔دیکھئے اس مرید نے خواب میں کیا دیکھا حضورغوث اعظم اسے بھی جانتے ہیں اورکیا سوچ کرحاضر

خدمت ہوا اسے بھی جانتے ہیں جب سرکارغوث اعظم کے علم ومعرفت کا یہ عالم ہے تو حضور سرور کائنات، عالم علم جمیع کائنات کا عالم کیا ہوگا۔

جب ان کے گدا بھر دیتے ہیں شاہان زمانہ کی جھولی
محتاج کا جب یہ عالم ہے تو مختار کا عالم کیا ہوگا

دل کی بات ابھی زبان پر آئی بھی نہیں تھی:

ابن نجار ابونصر زینبی فرماتے ہیں کہ مجھے کچھ لوگ اذیت وتکلیف دیا کرتے تھے میں ان لوگوں سے پریشان تھا۔ ایک دن میں نے ارادہ کیا کہ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضری دوں اور ان سے عرض کروں گا کہ حضور آپ میرے لئے دعا کردیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں کی شرارت اور اذیت سے محفوظ رکھے۔ بس اسی خیال سے میں آپ کی بارگاہ میں حاضری کے لئے نکل پڑا۔ اتفاق سے راستہ ہی میں جامع قصر کے دروازے پر حضور غوث اعظم سے ملاقات ہوگئی۔ میں نے ابھی ارادہ ہی کیا ہے کہ میں اپنی عرضی اور مدعا آپ سے بیان کروں فنظر الی وتبسم وقال فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم فاغنانی عن السوال۔ اتنے میں آپ نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے شر وتکلیف سے بچائے، بے شک اللہ رب العزت سننے اور جاننے والا ہے۔ جیسے آپ نے میرے دل کی بات جس کے لئے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا جان گئے اور بغیر کچھ بولے میرے لئے دعا کردی تو پھر مجھے سوال کرنے کی حاجت ہی نہ رہی۔ (غبطۃ الناظر ص ٦٦)

حضرات گرامی!

یہ ہے حضور غوث اعظم جیلانی بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم ونظر کی وسعت وکمال کہ انسان کے دل میں کیا ہے، آنے والا کس ارادہ سے آیا ہے بغیر بتائے اور ظاہر کئے اللہ کی عطا سے مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کے وسیلے سے آپ اسے جانتے ہیں۔ انہیں چند کلمات کے ساتھ میں آپ سے رخصت ہونا چاہتا ہوں۔ رب قدیر کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے حبیب لبیب محمد رسول اللہ ﷺ اور سلطان الاولیا حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صدقہ و طفیل ہم تمام مسلمانوں کی مغفرت وبخشش فرمائے اور ایمان پر زندگی اور ایمان ہی پر خاتمہ عطا فرمائے۔

پھنسا ہے تباہی میں بیڑا ہمارا
سہارا لگا دو ذرا غوث اعظم
مری مشکلوں کو بھی آسان کیجئے
کہ ہیں آپ مشکل کشا غوث اعظم

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کھلانے اور پلانے کی فضیلت و برکت

الحمد الکثیرللحی القدیر والصلوٰة والسلام علی السمیع البصیر واٰلہ و صحبہ الیٰ یوم المصیر (فتاویٰ رضویہ)

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا و یتیما واسیرا ۔انمانطعمکم لوجہ اللہ لانرید منکم جزاء ولا شکورا۔انا نخاف من ربا یوماعبوسا قمطریرا ۔فوقٰھم اللھشر ذلك الیوم ولقٰھم نضرة و سرورا۔(الدھر ۸۔۱۱)

کون کہتا ہے آنکھیں چرا کر چلے
کب کس سے نگاہیں بچا کر چلے
کون ان سے نگاہیں لڑا کر چلے
کس کی طاقت کہ آنکھیں ملا کر چلے
وہ حسیں کیا جو فتنہ اٹھا کر چلے
ہاں حسیں تم ہو فتنے مٹا کر چلے
داغ دل ہم نے نوری دکھا ہی دیا
درد دل کا فسانہ سنا کر چلے
(سامان بخشش)

رفیقان گرامی!

علماء،صلحا،غربا،فقرا،راہ گیر،یتیم،قیدی اور حاجت مندوں کو کھانا کھلانا، پیاسوں کو پانی پلانا یہ ایک ایسا نیک اور پسندیدہ عمل ہے کہ ایک لقمہ کھلانے اور صرف ایک گھونٹ پانی پیاسے کو پلانے سے اللہ تعالیٰ اتنا خوش ہوتا ہے کہ کھلانے اور پلانے والے کی مغفرت اور بخشش فرما دیتا ہے،اس کے رزق میں خوب برکتیں نازل فرماتا ہے اور مرنے کے بعد جنت اور اس کی نعمتوں سے وہ نوازا جائے گا۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مقدس میں کھلانے کی فضیلت کو یوں بیان اجاگر کیا ہے:

یطعمون الطعام علیٰ حبہ مسکینا و یتیما واسیرا ۔انمانطعمکم لوجہ اللہ لانرید منکم جزاء ولا شکورا۔انا نخاف من ربا یوماعبوسا قمطریرا ۔فوقٰھم اللھشر ذلك الیوم ولقٰھم نضرة و سرورا۔(الدھر ۸۔۱۱)

ترجمہ:اور (اللہ کے نہایت قریب بندے) وہ ہیں جو کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت میں مسکین اور یتیم اور اسیر کو،ان سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں،تم سے کوئی بدلہ یا شکر گذاری نہیں مانگتے ، بے شک ہمیں اپنے رب رے ایک ایسے دن کا ڈر ہے جو بہت ترش،نہایت سخت ہے۔تو انہیں اللہ نے اس دن کے شر (عذاب) سے بچالیا اور انہیں تازگی اور شادمانی دی۔(کنز الایمان)

اہل وعیال اور خادم کو کھلانا بھی صدقہ ہے:

حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ما اطعمت نفسك فھولك صدقة وماالطعمت لدك فھو لك صدقة وماالطعمت زوجك فھو لك صدقةوما اطعمت خادمك فھولك

صدقۃ۔(مجمع الزوائد ج۳ص۲۲۶،کنز العمال ج۶ص۴۱۵،مسند احمد ج۴ص۱۳۱)

ترجمہ:اپنے کھانے کے لئے تم جو خرچ کروگے تو یہ تمہارے لئے صدقہ ہے،اور اگر اپنے بیوی بچوں کو کھلاؤ گے تو اس پر بھی صدقہ کا ثواب عطا کیا جائے گا بلکہ اگر تم اپنے نوکر کو کھلاؤ گے تو اس پر بھی اللہ تعالیٰ تمہیں صدقہ کا اجر عطا فرمائے گا۔

عن جابر قال قال رسول الله ﷺ ما انفق المرء علیٰ نفسه وولده و ذی رحمه وقرابته فهو له صدقة۔(مجمع الزوائد ج۳ص۲۲۷،المعجم الاوسط حدیث نمبر۶۸۹۴)

ترجمہ:حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا آدمی خود پر،اپنی اولاد پر،رشتہ داروں اور قرابت داروں پر جو خرچ کرتا ہے تو یہ خرچ کرنا اس کے لئے صدقہ ہے۔

عن ابی موسیٰ الاشعری عن النبی ﷺ قال اطعمو االجائع وعودوا المریض و فكو ا العانی۔(بخاری ج۲ص۸۰۹)

ترجمہ:حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بھوکے کو کھلاؤ،بیماروں کی تیمارداری (دیکھ بھال) کرواور قیدیوں کو چھڑاؤ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من اطعم اخاه الخبز حتیٰ یشبع وسقاه من الماء حتیٰ یرویه بعده الله من النار سبع خنادق كل خندق سبع مأة عام۔(کنز العمال ج۶ص۳۵۷،مجمع الزوائد ج۳ص۲۴۱،المعجم الاوسط حدیث نمبر۶۵۱۶)

ترجمہ:جس نے مسلمان بھائی کو پیٹ بھر روٹی کھلایا اور سیراب ہو کر پانی پلایا تو اللہ رب العزت اس شخص کو سات خندق (گڈھے) کی مسافت کے مقدار جہنم سے دور کر دے گا اور ہر دو خندق (گڈھے) کے درمیان سات سو سال کی مسافت ہے (یعنی انچاس سال کی مسافت کے مقدار جہنم سے دور فرمادے گا)

مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کھلائے پلائے وہ جہنم میں جا ہی نہیں سکتا۔بلکہ یہ کہا جائے کہ بھوکے کو کھلانا اور پیاسے کو پلانا صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر یہ تو بس جنتی سنی مسلمان ہی کی شان ہے اور اسے ناپسند کرنا دوزخی کی علامت ہے۔چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد الٰہی ہے کہ جب جنتی دوزخی سے پوچھیں گے:

ما سلككم فی سقر قالو ا لم نك من المصلین ولم نك نطعم المسكین وكنا نخوص مع الخائضین و كنا نكذبب بیوم الدین حتیٰ اتنا الیقین۔(المدثر ۴۲۔۴۷)

ترجمہ:تمہارے کس عمل نے تمہیں جہنم میں داخل کر دیا؟تو وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھتے تھے اور نہ مسکین کو کھلاتے تھے اور بیکار غور و فکر کرنے والوں کے ساتھ ہم بھی باطل فکر کرتے تھے اور قیامت کے دن کو جھٹلاتے تھے اور ہماری یہی حالت موت تک تھی۔

عن الحكم بن عمیر قال قال رسول الله ﷺ احب الاعمال الی الله عزوجل من اطعم مسكینا من جوع او دفع عنه مغرما او كشف عنه كربا۔(مجمع الزوائد ج۳ص.....)

ترجمہ:حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ عزوجل کے نزدیک تمام عملوں میں محبوب اور پسندیدہ عمل بھوکے غریب کو کھانا کھلانا ہے،یا اس کے قرض ادا کر دینا یا اس کی مصیبت اور پریشانی کو دور کر دینا ہے۔

اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:لا ن تدعو اخاك المسلم فتطعمه و تسقیه اعظم لا جرك من ان تتصدق بخمسة وعشرین درهما۔(کنز العمال ج۶ص۴۲۴)

ترجمہ:اگر تم مسلمان بھائی کو دعوت دو اور اسے کھلاؤ اور پلاؤ تو تمہیں اس عمل پر پچیس درہم خرچ کرنے سے بھی زیادہ اجر عطا کیا جائے گا۔

پیارے اسلامی بھائیو!

مسلمان اور بھوکے پیاسوں کو کھلانے پلانے کی فضیلت وعظمت اسی پر بس نہیں کہ کھلانے والے کو خوب اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے بلکہ اس کی ایک فضیلت اور فائدہ یہ ہے کہ اس کے گناہوں کی بخشش کر دی جاتی ہے اور اس کے درجات بھی بلند کر دئے جاتے ہیں۔جیسا کہ:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ پیغمبر آخرالزماں، شفیع عاصیاں ﷺ نے فرمایا:

ان من موجبات المغفرة اطعام المسلم الشغبان۔(کنز العمال ج۶ص۴۲۴)

ترجمہ:مغفرت وبخشش کے سببوں میں سے ایک سبب بھوکے مسلمان کو کھانا کھلانا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی زیارت ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنا دست مبارک اپنی شایان شان کے مطابق آپ کے کندھوں کے درمیان رکھا،حضور ﷺ فرماتے ہیں فتجلی لی کل شئی وعرفت ۔ہر چیز مجھ پر ظاہر ہوگئی اور میں نے پہچان لی۔اللہ تعالیٰ نے پوچھا محبوب! بولو فرشتے کس چیز کے بارے میں بحث کر رہے ہیں؟ تو حضور علیہ السلام نے عرض کی مولیٰ! فرشتے کفارات (گناہوں کو مٹانے والے امور)، منجیات (نجات دینے والی باتوں)، درجہ بڑھانے والے عمل اور مہلکات (ہلاک وتباہ کرنے والے کاموں) کے بارے میں بحث کر رہے ہیں۔الدرجات افشاء السلام واطعام الطعام والصلوٰة بالليل والناس نيام ۔اللہ تعالیٰ کے ہاں درجہ بلند کرنے والے امور اور باتیں ہیں سلام عام کرنا، ہر طرح کے لوگوں کو کھانا کھلانا اور رات کا نماز پڑھنا جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔(فتاویٰ رضویہ، کنز العمال ج۱۶ص۲۴۷، المعجم الکبیر ج.....ص.....،مشکوٰۃ ص.....)

ایک گنہگار کی مغفرت اور بلند درجہ:

ایک گاؤں میں ایک رئیس زادہ نوجوان رہتا تھا، جو دن رات کا اکثر حصہ گناہوں اور برائی کے کاموں میں گذارتا تھا۔کبھی شرابی دوستوں کے ساتھ کلبوں میں تو کبھی برے ہم نشیں کی صحبت وسنگت میں جوا کے اڈوں میں موجود رہتا تھا۔بس مال کے نشے اور برے دوستوں کی یاری اور صحبت نے اسے گناہوں کے گڈھے ڈال دیا۔اسی لئے میرے آقا کریم ﷺ نے پہلے فرمادیا:لا تتمنوا كثرة المال فان كثرة المال يكثر الذنوب (مسند الفردوس ج۵ص۴۴، کشف الخفاج ۲ص۷ ۴۸عن عبداللہ بن عمرو) کثرت مال کی آرزو مت کرو کیونکہ مال کی زیادتی سے گناہ زیادہ ہوتے ہیں۔اور ایک دوسری حدیث میں آقا کریم ﷺ نے فرمایا:اياك و قرين السوء۔برے دوستوں اور ساتھیوں سے بچو۔بہرحال وہ رئیس نوجوان مالداری اور برے دوستوں کی سنگت کی وجہ سے ہر وقت گناہ میں ملوث رہتا۔لیکن ایک نیک کام وہ برابر کرتا تھا اور وہ یہ کہ اس کے پڑوس میں ایک غریب خاتون اپنے بال بچے کے ساتھ رہتی تھی، جسے وہ نوجوان روزانہ کھانے پینے کا کچھ اناج دے دیا کرتا تھا۔جب بھی اس نیک اور غریب خاتون کو اناج دیتا تو وہ خاتو اس کے حق میں دعا کرتی ''غفر الله لك ورفع لك الدرجة وبنى لك قصرافى الجنة ۔اللہ تیری مغفرت فرمائے، تیرا اقبال بلند فرمائے اور جنت میں تجھے محل عطا فرمائے۔نا یک بار وہ نوجوان سخت بیمار ہوگیا اور اسی بیماری میں اس کا انتقال ہوگیا۔مرنے کے بعد ایک عالم نے اسے خواب میں جنت کے بلند درجوں میں دیکھا تو اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔اس عالم نے اس نوجوان سے پوچھا تجھے یہ مقام ودرجہ کیونکر ملا؟ اس نے کہا کہ مرنے کے بعد مجھے فرشتے جب جہنم کی طرف لیجانے لگے تو ایک غیبی آواز آئی کہ اسے چھوڑ دو اس کی مغفرت اور بخشش کر دی گئی ہے، کیونکہ دنیا میں ایک غریب عورت کو کھانے کا سامان دیا کرتا تھا او روہ عورت اس کی مغفرت کے لئے دعا کرتی تھی۔فباطعامی ایاھا غفرتُ لی الذنوب وادخلت الجنة و نلت هذه الدرجة الرفيعة ۔پس اس عورت کو کھلانے کے سبب میرے گناہ بخش دئے گئے اور مجھے داخل جنت کر کے اس بلند مقام ودرجہ سے نوازا گیا۔(اعجب القصص والامثال)

کھانا کھلانا جنت میں لیجانے والا عمل ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ یدخل بلقمة الخبز وقبضة التمر مما ینفع المسکین ثلاثة الجنة صاحب البیت الآمر به والزوجة المصلحة والخادم الذی یناول المسکین۔(کنز العمال ج۶ ص ۳۴۸)

ترجمہ: یقیناً اللہ تبارک وتعالیٰ ایک لقمہ روٹی اور ایک مٹھی کھجور کے سبب جن سے فقیر نفع اٹھا سکے تین لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔(۱) صاحب خانہ جس نے اس بات کا حکم دیا (۲) اس بارے میں صلاح ومشورہ دینے والی بیوی (۳) اور خادم جو لے جا کر فقیر محتاج آدمی کو روٹی یا کھجور دیدے۔

اور حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سید عالم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگ کام کاج چھوڑ کر جلد جلد آپ کو دیکھنے آرہے تھے، میں بھی آیا۔ فلما رأیت وجهه عرفت انه وجهه لیس بوجه الکذاب فسمعته یقول یا ایها الناس افشوا السلام و صلوا الارحام واطعموا الطعام و صلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنة بسلام۔(مستدرک ج۴ ص۱۶۰، بحوالہ ذکر جمیل ص۳۷)

ترجمہ: تو جب میں نے آپ کا چہرۂ مبارک دیکھا تو میں نے جان لیا کہ یہ چہرہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہے۔ آپ اس وقت فرمارہے تھے اے لوگو! سلامتی پھیلاؤ، سلام عام کرو اور صلہء رحمی یعنی اپنوں سے محبت کرو اور بھوکوں کو کھانا کھلاؤ اور رات کو جب لوگ سورہے ہوں تو اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں۔

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا

ہم مفلس کیا مول چکائیں اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایما مؤمن اطعم مؤمنا علیٰ جوع اطعمه الله یوم القیامة من ثمار الجنة وایما مؤمن سقیٰ مؤمنا علیٰ ظمأ سقاه الله یوم القیامة من الرحیق المختوم وایما مؤمن کسا مؤمنا علیٰ عری کساه الله یوم القیامة من خضر الجنة۔(ترمذی ج۲ ص۷۱)

ترجمہ: جو مومن کسی بھوکے مومن کو کھانا کھلائے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن جنت کے پھلوں سے کھلائے گا۔ اور جو ایمان دار کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلائے تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن مہر لگائی ہوئی خالص پاکیزہ شراب پلائے گا۔ اور جو مومن کسی ایسے شخص کو کپڑا پہنائے جس کے پاس کپڑا نہ ہو تو اللہ رب العزت اسے جنت کا سبز رنگ کا خوبصورت لباس پہنائے گا۔

ایک عابد اور گنہگار:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ دو شخص جنگل کا سفر کررہے تھے، ایک عابد اور دوسرا گنہگار۔ چلتے چلتے دونوں جب بیچ جنگل میں پہنچے تو عابد کو تیز پیاس لگ گئی یہاں تک وہ پیاس سے نڈھال ہوکر زمین پر گر پڑا، اس گنہگار نے دیکھا کہ عابد سخت پیاس کی وجہ سے نڈھال ہوکر زمین پر گر پڑا ہے، اس کے پاس پانی سے بھرا ایک چھوٹا سا برتن تھا، اس نے کہا میرے پاس پانی ہوتے ہوئے یہ عابد پیاس سے نڈھال ہوکر مرگیا تو پھر ہمیشہ کے لئے اللہ کی طرف سے خیر و بھلائی اور مال میں برکت سے میں محروم رہ جاؤں گا۔ لیکن پھر اس نے سوچا کہ اگر پانی میں اس پیاسے عابد کو پلا دیتا ہوں تو میں خود پیاس سے ہلاک ہو جاؤں گا۔ (وہ گنہگار شخص عجیب کشمکش میں تھا کہ پانی سے اس عابد کی جان بچاؤں یا اپنی جان کی حفاظت کے لئے پانی بچا کر رکھوں؟ آخر کار) اس نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنا پانی اس عابد کو پلا دیا اور جو پانی بچ گیا اس کے چہرے پر چھینٹا مارا وہ عابد اٹھ کھڑا ہوا۔ اب پھر دونوں سفر کرنے لگے۔ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن اس گنہگار شخص کو حساب و کتاب کے لئے کھڑا کیا جائے گا، گناہ کے سبب حکم ہوگا کہ اسے جہنم میں لے جاؤ۔ جب فرشتے اسے جہنم کی طرف لے جائیں گے تو عابد کی نظر اس پر پڑے گی، وہ آواز دے گا اے فلاں! کیا تو مجھے نہیں پہچانتا؟ میں وہی عابد ہوں جسے تو نے اپنے اوپر ترجیح دیا تھا اور اپنا پانی تو نے مجھے پلا دیا تھا۔ وہ کہے گا ہاں! ہاں! میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ پھر وہ فرشتوں کو روک کر اللہ کی

بارگاہ میں عرض کرے گا: یا رب قد عرفت یدہ عندی وکیف آثرنی علیٰ نفسه یا رب ھبه لی فیقول ھو لك فیجئی فیأخذ بید اخیه فیدخله الجنة ۔اے میرے پروردگار! اس گنہگار شخص کا مجھ پر احسان عظیم ہے، اس نے مجھے اپنے اوپر ترجیح دیا تھا، خود پانی نہ پی کر مجھے پلا دیا تھا۔ اے میرے رب! اسے میرے حوالے فرما دے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ شخص تیرے حوالہ کر دیا گیا۔ وہ عابد شخص اپنے اس گنہگار بھائی اور محسن کا ہاتھ پکڑے گا اور اسے بھی اپنے ساتھ جنت میں لے جائے گا۔ (مجمع الزوائد ج۳ص۲۴۴، المعجم الاوسط حدیث نمبر۲۹۰۴)

حضرات! دیکھا آپ نے کہ ایک گنہگار شخص جسے جہنم میں لے جانے کا حکم اور فیصلہ ہو چکا تھا مگر دنیا میں اس نے ایک پیاسے کو پانی پلایا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس ایک نیکی کی برکت سے اور اس عابد کی سفارش کے سبب اس کو جہنم سے نجات بخش کر جنت کا حقدار بنا دیا۔ جبکہ اس شخص کو اس بیابان اور بے آب و گیاہ جنگل میں پانی کی سخت حاجت تھی۔ مگر آج کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو خود تو مرغ مسلم بریانی پلاؤ کھاتے ہیں اور پڑوس میں بھوک سے تڑپ رہے بھائی کو ایک نوالہ تک نہیں دیتے، خود تو عزرائیلی مشروبات کوکا کولا، فینٹا، ڈیو، اسپرائٹ، مازا، لمکا، مرنڈا، تھمس اپ، ریڈ بل، بادام جوس اور منرل واٹر سے اپنی پیاس کو تو بجھا لیتے ہیں مگر پیاس سے تڑپ رہے اپنے بھائی کو ایک قطرہ پانی بھی نہیں دیتے۔ مسلمانو! ایسے لوگوں کو آقا کریم ﷺ کی یہ پیاری حدیث سنا دو۔ حضور رحمت عالم ﷺ فرماتے ہیں:

من اطعم جائعا فاشبعه وسقیٰ عطشانا فارواہ فتحت له ابواب الجنة کلها فقیل له ادخل من ایها شئیت ۔(مجمع الزوائد ج۳ص۲۴۲، المعجم الکبیر ج۲۲ص۳۷۵، کنز العمال ج۶ص۴۲۵)

ترجمہ: جس نے کسی بھوکے کو پیٹ بھر کر کھلایا اور کسی پیاسے کو خوب سیراب کر کے پلایا اس کے لئے جنت کے تمام دروازے کھول دئے جائیں گے اور اس سے کہا جائے گا جس دروازے سے چاہو جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من اطعم مومنا حتیٰ یشبعه من سغب ادخله اله بابا من ابواب الجنة لا یدخله الا من کان مثله ۔(کنز العمال ج۶ص۴۲۴، مجمع الزوائد ج۳ص۲۴۲)

ترجمہ: جس نے کسی بھوکے مسلمان کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے ایک ایسے دروازے سے جنت میں داخل فرمائے گا کہ اس دروازے سے اس کے سوا کوئی اور داخل نہیں ہوگا، ہاں وہ جس نے اس کی طرح عمل کیا تو وہ بھی اس دروازے سے داخل کیا جائے گا۔

نسخہء بے مثال:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اذا کثرت ذنوبك فاسق الماء علی الماء تتناثر کما یتناثر الورق من الشجر فی الریح العاصف۔ (خطیب ج۶ص۴۰۳، کنز العمال ج۶ص۴۲۵)

ترجمہ: جب تمہارے گناہ زیادہ ہو جائیں تو پیاسوں کو خوب پانی پلایا کرو گناہ اس طرح جھڑیں گے جس طرح سخت آندھی کے دنوں میں درخت سے پتے جھڑ کر گرتے ہیں۔

اسی لئے غلامان مصطفیٰ، عاشقان شہ بطحا، شیدائیان شہید کربلا یعنی خوش نصیب سنی مسلمان محرم الحرام کے مہینے میں سبیل لگاتے ہیں، پانی کے مٹکے رکھ دیتے ہیں تاکہ پیاسے لوگ اپنی پیاس بجھائیں۔ کیونکہ سنیوں کو معلوم ہے ان کے آقا و مولیٰ پیارے رسول ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

افضل الصدقة سقی الماء۔ بہترین صدقہ پانی پلانا ہے۔ (کنز العمال ج۶ص۴۱۹عن سعد بن عبادہ)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: لیس صدقة اعظم اجرا من ماء۔ کوئی بھی صدقہ اجر و ثواب میں

پانی پلانے سے بڑھ کرنہیں ہے۔(ایضاص۴۱۴)

حوض کوثر کے کنارے:

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ایک دن ان کے پاس ایک عورت آئی، وہ خاتون اپنا ہاتھ آستین میں چھپائے ہوئی تھی۔حضرت عائشہ نے فرمایا تم اپنا ہاتھ جو آستین میں چھپائے ہوئی ہے اسے آستین سے باہر کس لئےنہیں نکالتی؟اس نے عرض کی ام المؤمنین !اس کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ پوچھئے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم ضرور بتاؤ۔تب اس خاتون کہا کہ میرے ماں باپ زندہ تھے، باپ صدقہ و خیرات سے بڑی محبت رکھتا تھا۔جس قدر باپ کو صدقہ وخیرات سے محبت تھی اسی قدر ماں کو صدقہ سے بڑی نفرت تھی۔کبھی ہوا بھی تو پھٹا پرانا کپڑا یا چربی کا ٹکڑا کسی کو دیدیا۔اب وہ دونوں مر چکے ہیں۔دنیا سے پردہ کر گئے ہیں۔ایک دفعہ میں نے خواب میں دیکھا کہ قیامت بپا ہو چکی ہے۔میری ماں پرانے کپڑوں سے اپنی شرمگاہ اور جسم چھپائے کھڑی اپنے ہاتھوں میں چربی کا ٹکڑا لئے چوس رہی ہے اور آوازیں دے رہی ہے کہ ہائے پیاس!ہائے پیاس!ور أیت ابی علیٰ شفیر الحوض وھو یسقی الماء ولم یکن عند ابی صدقة احب الیه من الماء۔جبکہ میرا باپ حوض کوثر کے کنارے بیٹھا پانی پی رہاہے۔میرے باپ کو پانی پلانے سے زیادہ محبوب کوئی صدقہ نہ تھا۔میں اپنی ماں کی حالت دیکھ کر آگے بڑھی پانی کا پیالہ لیا اور اپنی ماں کو پلادیا۔اوپر سے آواز آئی:الا من سقاھا شلت یدہ فاستیقظت وقد شلت یدی ۔جس نے بھی اسے پانی ہےاس کا ہاتھ بیکار ہو جائے گا۔ میں جب نیند سے بیدار ہوئی تو میں نے دیکھا کہ واقعی میرا ہاتھ مفلوج و بیکار ہو چکا تھا۔(تنبیہ الغافلین ص۱۸۲)

معلوم ہوا کہ جو دنیا میں پانی پلاتا ہے اسے آخرت میں اسے حوض کوثر سے پلایا جائے گا اور جو دنیا میں پیاسے کو پانی نہیں پلاتا ہے اسے آخرت میں حوض کوثر کا پانی نصیب نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل ہم سب سنی مسلمانوں کو صدقہ وخیرات اور خاص کر بھوکے پیاسے کو کھلانے اور پلانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

و ماعلینا الا البلاغ

تراویح کی فضیلت

الحمد لله الذی وفقنا بالصیام والقیام فی شهر رمضان والصلوٰة و السلام علی من انزل فیه القرآن و علیٰ اٰله وصحبه فی کل حین و اٰن

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

قوموا لله قانتین

ترجمہ:

و قال النبی ﷺ

جعل الله صیامه فریضة و قیام لیله تطوعا(مشکوٰۃ ص۱۷۳)

ترجمہ:

سرتابہ قدم ہے تن سلطان زمن پھول
لب پھول دہن پھول ذقن پھول بدن پھول
تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم چاہو تو ہوجائے ابھی کوہ محن پھول
واللہ جو مل جائے مرے گل کا پسینہ
مانگے نہ کبھی عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول
دندان ولب وزلف ورخ شاہ کے فدائی
ہیں درعدن لعل یمن مشک ختن پھول
کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

حضرات گرامی! آج میری تقریر کا عنوان ''تراویح کا ثبوت وفضائل'' ہے آئے اس سے قبل ایک بار ہم سب مل کر آقا ومولیٰ، کلیم طور افلاک، علیم منشور لولاک، مالک ممالک ملکوت، سالک مسالک جبروت، انیس بارگاہ حبیبی اللہ، زیب جمال نو بہار طریقت، شفیع امت، نبی رحمت محمد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ ناز میں درود شریف کا نذرانہ پیش کریں:

اللهم صل وسلم وبارك علی حبیبك خیر الخلق كلهم

حضرات!

رمضان المبارک تمام مہینوں کا سردار ہے اور بے شمار برکتوں، رحمتوں کا مہینہ ہے متعدد خوبیوں اور خصوصیتوں کے سبب دوسرے تمام مہینوں سے زیادہ عظمت والا ہے۔ اس ماہ کی خوبیوں میں سے ایک بڑی خوبی یہ ہے اسی ماہ مقدس میں اللہ تعالیٰ نے اس قرآن عظیم کو اپنے محبوب ﷺ پر نازل فرمایا جس کی تلاوت کر کے مسلمان ایسا محسوس کرتے ہیں کہ گویا وہ اللہ تعالیٰ سے ہم کلام اور محو گفتگو ہیں۔ اور دوسری عظیم خوبی یہ ہے کہ پورے رمضان خوش نصیب مسلمان نماز

تراویح میں امام صاحب سے قرآن کی تلاوت سماعت کرکے اپنی سوئی قسمت جگاتے ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ کو اپنے صحابہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک عظیم اور برکت والا مہینہ آگیا جس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔جعل اللہ صیامہ فریضۃ و قیام لیلہ تطوعا (مشکوٰۃ ص۱۷۳)اوراس ماہ کے روزے فرض قرار دئے اور رمضان کی راتوں میں قیام یعنی تراویح کو سنت قرار دیا۔

اس حدیث پاک سے رمضان المبارک کی راتوں کی نفل نماز خصوصا نماز تراویح کی فضیلت وعظمت واضح ہوگئی اور معلوم ہوگیا کہ نماز تراویح کی بڑی فضیلت و برکت ہے اوراتنی فضیلت و برکت کہ حضور ﷺ نے رمضان آنے سے پہلے ہی اپنے صحابہ کواس کے بارے میں بتادیا تاکہ وہ روزہ رکھ کر، رات میں عبادت و بندگی کرکے اور خاص طور پر نماز تراویح پڑھ کراس ماہ کی برکتوں اوراس کے فیضان سے مالا مال ہوجائیں۔

حضرات!

خاص رمضان المبارک کی قیام اور نماز تراویح کی فضیلت وعظمت اوراس کے اجروثواب کا اندازہ لگانے کے لئے عام دنوں کی نوافل اور قیام اللیل کے بارے میں صرف ایک حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے تاکہ ہرشخص آسانی کے ساتھ اس بات کا اندازہ لگالے کہ جب عام دنوں کی نفل نمازوں اور شب بیداری کی فضیلت کا یہ عالم ہے تو رمضان المبارک کی شب بیداری اور نماز تراویح کی فضیلت و برکت کا عالم کیا ہوگا جس میں نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ثواب ستر فرضوں کے برابر عطا کیا جاتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ پیغمبر خدا محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایھا الناس افشوا السلام و اطعموا الطعام و صلوا الارحام و صلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام ۔(ترمذی ج..ص.....)

ترجمہ:اے لوگو! سلام عام کرو(پھیلاؤ) کھانا کھلاؤ،رشتہ داروں سے رشتہ جوڑو اور رات میں جب لوگ سو رہے ہوں تو اٹھ کراللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہوجاؤگے۔یعنی تمہیں جنت میں جانے سے کوئی روک نہیں سکتا۔شب بیداری کا تمہیں یہ انعام ملے گا کہ مقام ومرتبہ بھی بلند ہوگا اور جنت میں جانے کا ٹکٹ بھی عطا کیا جائے گا اور جہنم کی آگ تمہارے اوپر حرام کردی جائے گی۔

جب دوسرے مہینوں اور عام دنوں کی رات کی نفل نماز کی فضیلت یہ ہے تو رمضان المبارک کی قیام ونوافل اور بطور خاص نماز تراویح کی فضیلت اوراس پر ملنے والے اجروثواب کا عالم کیا ہوگا۔خودسرور کائنات ﷺ نے تین دن تک صحابہ کرام کو جماعت کے ساتھ مسجد نبوی میں نماز تراویح پڑھائی اوراپنی مبارک زبان فیض ترجمان سے اس کی فضیلت کواجاگر فرمایا اور صحابہ کرام کو تراویح پڑھنے پر ابھارا اور پڑھنے والے کو بخشش ومغفرت اور جنت وخوشنودی مولیٰ عزوجل کا مژدہ بھی سنایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر لہ ماتقدم من ذنبہ۔(بخاری ج.....ص.......)

جو رمضان المبارک میں ایمان کی حالت ثواب اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کی نیت سے قیام کرے گا یعنی تراویح پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گذرے گناہوں کو معاف فرمادے گا۔

حضرت ابوسلمہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ عز وجل فرض علیکم صیام شھر رمضان و سننت لکم قیامہ فمن صامہ و قامہ ایمانا و احتسابا خرج من الذنوب کیوم ولدتہ امہ۔(مسند احمد حدیث نمبر۱۶۶)

ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے اوپر ماہ رمضان المبارک کے روزے فرض کردئے اور میں نے اس کی قیام یعنی نماز تراویح کو تمہارے لئے سنت قرار دیا ۔تو جو شخص ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھے اور رات میں شب بیداری یعنی تراویح پڑھے تو وہ گناہوں سے اس دن کی طرح ہوجائے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا نکل جائے گا۔یعنی پیدائش کے دن کی طرح بے گناہ ہوجائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم نبی رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

والـذی یحلف به لقد اظلکم شهر مااظل علی المسلین شهر قط خیرلهم منه و لا اتی علی المنافقین شهر اضر علیهم منه ان الله عز وجل لیکتب نوافله و اجره قبل ان یدخله ۔(فضائل رمضان لابن ابی الدنیا ص۱۶ مسند احمد حدیث نمبر ۸۸۷۹)

ترجمہ: خدا کی قسم! تم پر ایک ایسا مہینہ سایہ فگن ہوگیا ہے کہ جس سے بہتر کوئی مہینہ مسلمانوں پر کبھی نہیں آیا اور نہ منافقین پر ایسا کوئی مہینہ آیا جو ان کے لئے اس سے زیادہ مضر اور نقصان دہ ہو۔بے شک اللہ رب العزت اس ماہ کے نوافل اور اس کے اجروثواب کو اس مہینہ کے داخل ہونے سے پہلے ہی لکھ دیتا ہے۔

فائدہ:

اس حدیث سے تین باتیں معلوم ہوئیں:

(۱)رمضان کا مہینہ مسلمانوں کے لئے بہتر ہے کیونکہ مسلمان جو بھی کارخیر کرتا ہے،اللہ کے جس فرمان اور حکم پر عمل کرتا ہے تو اس میں اللہ رضاجوئی اور اس کی اطاعت مقصود ہوتی ہے اور جس مسلمان کے عمل خیر میں اللہ رب العزت کی خوشنودی اور اخلاص ہو اللہ تعالیٰ اس کے عمل کو قبول کرتا ہے اور اسے اپنی بارگاہ محبوب بندہ بنالیتا ہے۔

(۲)رمضان المبارک جیسا مہینہ جو گناہوں کو جلادیتا ہے وہ منافقوں کے لئے ، بے ایمانوں کے لئے اور دل میں اللہ ورسول اور مسلمانوں کے لئے بغض رکھنے والوں کے لئے نقصان دہ ہے کیونکہ منافقین کوئی بھی کام دل سے اور خلوص سے نہیں کرتا اور نہ اللہ ورسول کے کسی فرمان پر خوشی خوشی عمل کرتا ہے بلکہ مرے دل سے اور دکھاوے کے لئے کرتا ہے اور جو آدمی اس طرح عمل کرے جس میں اللہ کی رضا اور اخلاص نہ ہو تو اس کا کوئی عمل نہ مقبول ہوتا ہے اور نہ وہ شخص رب کی رحمت وکرم کا حقدار ہوتا ہے بلکہ وہ اللہ کے عذاب اور جہنم کی آگ کا مستحق ہوتا ہے۔

(۳)رمضان شریف کی راتوں میں جو نفل نمازیں یعنی نماز تراویح ادا کی جاتی ہے اس کا ثواب پڑھنے والے کو رمضان داخل ہونے سے پہلے ہی عطا کردیا جاتا ہے۔کیونکہ بندۂ مومن رمضان شریف کے داخل ہونے سے پہلے ہی تراویح ،نفل نمازیں اور روزے رکھنے کی نیت کرلیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت خیر کے سبب اسے پیشگی اجر عطا فرمادیتا ہے۔اسی لئے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

نیة المومن خیر من عمله ۔مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔(المعجم الکبیر ج۶ ص۱۸۵)

اور حدیث میں ہے کہ جب بندہ نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور نہیں کرتا ہے اسے ایک نیکی عطا کی جاتی ہے اور اگر کرلیتا ہے تو دس نیکیاں عطا کی جاتی ہیں۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

شهـر فـرض الـلـه صیامه و جعل قیام لیله تطوعا فمن تطوع فیه بخصلة من الخیر کان کمن ادیٰ فریضة فیما سواہ ومن ادیٰ فریضة فیه کان کمن ادیٰ سبعین فریضة فیما سواہ۔(تنبیہ الغافلین ص۱۸۵)

یعنی رمضان شریف کا مہینہ ایسا مبارک ومعظم مہینہ ہے کہ اس کے روزے کو اللہ تعالیٰ نے فرض کردیا اور اس کی راتوں کی قیام یعنی تراویح کو نفل قرار دیا ہے۔اور اس مہینہ کی نفل کا ثواب دوسرے مہینہ کی فرض کے برابر ہے اور فرض کا ثواب دوسرے مہینہ کے ستر فرضوں کے برابر ہے۔

تو معلوم ہوا کہ تراویح اگرچہ سنت ہے مگر رمضان کی فضیلت کے سبب دوسرے مہینہ کی فرض کے برابر اس کا ثواب عطا کیا جائے گا۔یہی نہیں بلکہ اتنا ثواب اور اجر عطا کیا جاتا ہے کہ انسان شمار نہیں کرسکتا۔چنانچہ:

حضرت امام نخعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

صوم یوم من رمضان افضل من الف یوم و تسبیحة فیه افضل من الف تسبیحة و رکعة فیه افضؔ من الف رکعة۔(بغیۃ الانسان فی وظائف رمضان ص ۱۵)

یعنی رمضان کے ایک روزے کا ثواب ایک ہزار دنوں کے روزوں سے زیادہ ہے،اور ایک بار سبحان اللہ کہنے کا ثواب ایک ہزار بار کہنے کے برابر عطا کیا جائے گا اور رمضان میں ایک رکعت پڑھنے کا ثواب ایک ہزار رکعتوں سے بڑھ کر ہے۔

سبحان اللہ! جب ایک رکعت اور ایک بار سبحان اللہ کہنے کا اتنا ثواب ہے تو رمضان میں تراویح بیس رکعت پڑھی جاتی ہے، ہر رکعت میں کم سے کم نو بار تسبیح ،کئی بار اللہ اکبر کہا جاتا ہے اور قرآن کی سورتوں کی تلاوت ہوتی ہے،تو اندازہ لگائے کہ تراویح پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کتنا ثواب اور اجر عطا فرمائے گا۔

برادران ملت اسلامیہ!

اب اگر کوئی اس کے باوجود رمضان شریف کا مہینہ پائے اور تراویح کی نماز میں شرکت نہ کرے تو کس قدر افسوس اور بدنصیبی کی بات ہے۔مگر اس کے لئے سعادت و نیک بختی کی بات ہے جو رمضان شریف میں نماز تراویح پڑھتے ہیں ،رات میں جاگ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کرتے ہیں ایسے لوگوں کے ساتھ فرشتے بھی نماز پڑھتے ہیں اور جس کے ساتھ فرشتے نماز پڑھے یقیناً یہ بڑی سعادت کی بات ہے۔چنانچہ:

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے آپ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز تراویح قائم کرنے کا حکم اسی حدیث کی روشنی میں دیا ہے جو انہوں نے مجھ سے سنی تھی۔صحابہ کرام نے عرض کی اے امیر المومنین وہ حدیث کیا تھی؟ تو آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے:

ان لله تعالیٰ حول العرش موضعا یسمیٰ حظیرة القدس وهو من النور فیها ملائکة لا یحصی عددهم الا الله تعالیٰ یعبدون الله عزو جل عبادة لا یفترون ساعة فاذا کان لیالی شهر رمضان استأذنوا ربهم ان ینزلو الی الارض فیصلون مع بنی آدم فینزلون کل لیلة الارض فکل من مسهم اومسوه سعد سعاد لا یشقی بعدها ابدا فقال عمر رضی الله تعالیٰ عنه عند ذلك نحن احق بهذا فجمع الناس للتراویح و نصبها۔(تنبیہ الغافلین ص ۱۸۷)

یعنی اللہ تعالیٰ کے عرش کے اردگرد ایک نوری مقام ہے جسے حظیرۃ القدس کہا جاتا ہے،اس میں فرشتوں کی اتنی کثیر تعداد ہے کہ جن کا شمار اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔وہ لمحہ بھر بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے غافل نہیں ہوتے۔ماہ رمضان المبارک کی راتوں میں اپنے رب سے زمین پر آنے کی اجازت طلب کرے ہیں تاکہ وہ انسانوں کے ساتھ نماز ادا کریں۔تو وہ فرشتے ہر رات زمین پر اترتے ہیں،جس بندے سے وہ فرشتے مس کرلیں یا جس شخص کو ان فرشتوں کی چھونے کا موقع میسر ہو وہ ایسا سعادت مند اور خوش نصیب ہو جاتا ہے کہ کبھی بد بخت نہیں ہوسکتا۔(یہ حدیث سننے کے بعد) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے تو ہم اس چیز کے زیادہ حقدار ہیں(کہ یہ سعادت ہم حاصل کریں) چنانچہ آپ نے لوگوں کو نماز تراویح کے لئے جمع کیا اور اسے باقاعدہ اہتمام کے ساتھ ادا کرنے کا حکم دیا۔

وضاحت:

اس حدیث پاک سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز تراویح باجماعت کا اہتمام اپنی طرف سے نہیں کیا بلکہ فرمان رسول کریم ﷺ کی روشنی میں کیا۔

(۲) تراویح ایک ایسی نماز اور قیام رمضان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے رمضان شریف کی ہر رات اپنے رب سے اجازت حاصل کرنے کے بعد زمین پر اترتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر نماز تراویح ادا کرتے ہیں۔

(۳) رمضان کی راتوں میں نماز تراویح میں حاضر ہونے والے خوش نصیب ہوتے ہیں کہ نوری فرشتوں کی نوری جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کا شرف

حاصل کرتے ہیں۔

(۴) اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کی نماز تراویح میں شرکت کی وجہ سے نماز تراویح پڑھنے والوں کو ایسی سعادت سے نوازتا ہے کہ پھر کبھی بدبختی ان کے قریب بھی نہیں آسکتی۔

(۵) جو لوگ نماز تراویح نہیں پڑھتے وہ اس سعادت سے محروم رہ جاتے ہیں اور وہ اپنی قسمت کو روتے ہیں۔

درود شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

کان رسول الله ﷺ یرغب فی قیام رمضان من غیر ان یامرهم فیه بعزیمة فیقول من قام رمضان ایمانا و احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه فتوفیٰ رسول الله ﷺ وا لا مر علی ذلك ثم كان الا مر علیٰ ذلك فی خلافة ابی بكر و صدرا من خلافة عمر رضی الله عنهما علیٰ ذلك۔ (مسلم ج ۱ ص ۵۲۳ حدیث نمبر ۷۵۹، ترمذی ج ۳ ص ۱۷۱ حدیث نمبر ۸۰۸)

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ قیام رمضان یعنی تراویح کی نماز پڑھنے پر لوگوں کو ابھارتے تھے اور تاکید کے ساتھ اس کا حکم نہیں دیتے تھے۔ فرماتے تھے جو شخص رمضان میں ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت سے قیام کرے گا اس کے پچھلے گناہ بخش دئے جائیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا اور یہ معاملہ یونہی باقی رہا۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پورے دور خلافت اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے ابتدائی دور تک یہ معاملہ اسی طرح رہا۔

وضاحت:

اس حدیث پاک سے بھی یہ بات واضح ہو گئی کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کو نماز تراویح پڑھنے پر ابھارتے تھے، اس کی رغبت دلاتے تھے اور سرکار دو عالم ﷺ چاہتے تھے کہ مسلمان رمضان شریف میں تراویح کا اہتمام کر کے اپنے رب کریم سے مغفرت و بخشش حاصل کر لیں، اپنے دامن میں زیادہ سے زیادہ ثواب جمع کر لیں۔ مگر ﷺ تاکید کے ساتھ اس کا حکم اس لئے نہیں فرماتے تھے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ نماز تراویح فرض ہو جائے جس کی طاقت نہ رکھنے کی وجہ سے بعد کے لوگ گنہگار ہو جائیں۔ جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضور ﷺ نے تین رات تک نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھائی اور اس کے بعد حضور علیہ السلام نے بس خدشہ کے پیش نظر مسجد میں تراویح کے وقت تشریف نہیں لائے تاکہ فرض نہ ہو جائے۔

چنانچہ:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ:

ان رسول الله ﷺ خرج من جوف اللیل فصلی فی المسجد فصلی رجال بصلوته فاصبح الناس یتحدثون بذلك فاجتمع اكثر منهم فخرج رسول الله ﷺ فی اللیلة الثانیة فصلوا بصلوٰته فاصبح الناس یذكرون ذلك فكثر اهل المسجد من اللیلة الثالثة فخرج فصلو بصلوته فلما كانت اللیلة الرابعة عجز المسجد عن اهله فلم یخرج الیهم رسول الله ﷺ فطفق رجال منهم یقولون الصلوٰة فلم یخرج الیهم رسو ل الله ﷺ حتی خرج لصلوٰة الفجر فلما قضی الفجر اقبل علی الناس ثم تشهد فقال اما بعد!فانه لم یخف علی شانكم اللیلة ولكنی خشیت ان تفرض علیكم صلوٰة اللیل فتعجز وا عنها۔

(مسلم ج ... ص ....)

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ آدھی رات کو تشریف لے گئے اور مسجد میں نماز پڑھی، لوگوں نے بھی آپ کی اقتدا میں نماز پڑھنی شروع کر دی۔ صبح لوگوں نے آپس میں اس واقعہ کا ذکر کیا تو پہلی رات سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے۔ دوسری رات رسول اللہ ﷺ پھر تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز

پڑھی۔ پھر لوگوں نے صبح اس بات کا چرچا کیا، تیسری رات مسجد میں بہت زیادہ لوگ جمع ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور لوگوں نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی۔ اور چوتھی رات کو اس قدر کثرت سے صحابہ جمع ہوئے کہ مسجد تنگ پڑ گئی اور رسول اللہ ﷺ اس رات مسجد تشریف نہیں لائے۔ لوگوں نے نماز نماز پکارنا شروع کر دیا۔ حضور اقدس ﷺ مسجد میں اس وقت تشریف نہیں لائے بلکہ صبح کی نماز کے وقت تشریف لائے۔ جب صبح کی نماز سے فارغ ہو چکے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا گذشتہ رات تمہارا حال مجھ پر پوشیدہ نہ تھا لیکن مجھے یہ خوف تھا کہ تم پر رات کی نماز یعنی تراویح فرض کر دی جائے گی اور تم اس کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

خرج رسول الله ﷺ فاذا اناس فی رمضان یصلون فی ناحیة المسجد فقال ماهؤلاء فقیل هؤلاء ناس لیل معهم قراٰن وابی ابن کعب یصلی وهم یصلون بصلاته فقال النبی ﷺ اصابو ونعم ماصنعوا ۔(ابوداؤد ج ۲ ص ۵۰ حدیث نمبر ۱۳۷۷، ابن حبان ج ۶ ص ۲۸۲)

ترجمہ: یعنی حضور نبی کریم ﷺ باہر تشریف لائے تو دیکھا کہ رمضان المبارک میں لوگ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رہے تھے، تو آپ نے فرمایا یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا یہ وہ لوگ ہیں جنہیں قرآن یاد نہیں ہے اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھاتے ہیں اور یہ لوگ ان کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے درست کیا اور یہ لوگ جو کر رہے ہیں بہت ہی عمدہ اور اچھا عمل ہے۔

وضاحت:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ کی حیات مبارکہ میں ہی نماز تراویح جماعت کے ساتھ پڑھی جانے لگی تھی اور حضور ﷺ نے یہ دیکھ کر خوشی کا اظہار بھی فرمایا۔ جن لوگوں کو قرآن یاد نہیں تھا وہ حافظ قرآن حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھتے اور قرآن کریم کی تلاوت سنتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز تراویح میں قرآن سننا صحابہ کرام کا معمول اور طریقہ اور حضور ﷺ کا سراہا ہوا عمل ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ قرآن کریم جس کی تلاوت نماز تراویح میں ہوتی ہے قیامت کے دن رب کی بارگاہ میں شفاعت کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔ چنانچہ:

حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

اقرأوا القراٰن فانه یاتی یوم القیامة شفیعا لا صحابه (مسلم ج....ص........)

یعنی قرآن پڑھو کہ قیامت کے دن قرآن اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرے گا۔

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

الصیام والقراٰن یشفعان للعبد یوم القیامة یقول الصیام ر ب منعته الطعام والشراب بالنها ر ویقول القرآن منعته النوم باللیل فشفعنی فیه فیشفعان ۔(مسند احمد ج ۲ ص ۱۷۴ بحوالہ بغیۃ الانسان فی وظائف رمضان ص ۴۷)

ترجمہ: یعنی روزہ اور قرآن قیامت کے دن اس بندہ کی شفاعت کروائے گا جس نے روزہ رکھا ہوگا اور قرآن کی تلاوت کی ہوگی۔ روزہ کہے اے میرے رب! میں نے اسے دن میں کھانے اور پینے سے روکے رکھا۔ اور قرآن کہے گا اے اللہ! میں نے اسے رات کو سونے سے باز رکھا اس لئے میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمالے، چنانچہ قرآن اور روزہ دونوں کی سفارش بندہ کے حق میں اللہ تعالیٰ قبول فرمالے گا۔

وما علینا الا البلاغ

بیس رکعت تراویح کا ثبوت:

الحمد لله الذی زین السماء الدنیا بمصابیح والصلوٰة والسلام علیٰ رسوله الذی وضع فی یده للخزائن مفاتیح وعلیٰ اٰله و صحبه الذین عامروا المساجد فی شهر رمضان بالتراویح

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

وقوموا لله قانتین(سوره....)

دور اے دل رہیں مدینے سے
موت بہتر ہے ایسے جینے سے
ان سے میرا سلام کہہ دینا
جاکے تو اے صبا مدینے سے
ذکر سرکار کرتے ہیں مومن
کوئی مرے جائے جل کے کینے سے
بارگاہ خدا میں کیا پہونچے
گر گیا جو نبی کے زینے سے
(تاج الشریعہ)

عزیزان ملت اسلامیہ!

آج میری تقریر کا عنوان ہے ''بیس رکعت تراویح کا ثبوت'' ہے۔ میں انشاءاللہ دلائل و براہین سے بھرپور تقریر اس موضوع پر سناؤں گا اور دلائل کی روشنی میں ثابت کروں گا کہ بیس رکعت تراویح حضور رحمت عالم ﷺ صحابہ کرام، تابعین عظام اور فقہائے اعلام سے ثابت ہے اور یہ زمانہ رسالت مآب سے ہی بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی رہی ہے اور قیامت تک پڑھی جاتی رہے گی۔ اس سے قبل ایک بار ہم تمام حضرات ملکر عقیدت و محبت کے ساتھ صاحب قرآن، محبوب رحمان، نبیوں کے سلطان، شفیع عاصیان، رحمت عالمیان، سرور جن وانسان، مخبر اخبار زمین وآسمان حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ بارک وسلم کی بارگاہ گوہر بار میں درود شریف کا نذرانہ خلوص پیش کریں اور پڑھیں بلند آواز سے:

درود شریف: اللهم صل علی محمد و علیٰ اٰل محمد بارك و سلم صلاة وسلاما علیك یارسول الله

حضرات! گذشتہ بیان میں میں تراویح کی فضیلت میں دو احادیث کریمہ مسلم شریف اور ابوداؤد شریف کے حوالہ سے سنا چکا ہوں۔ پہلی حدیث جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی تھی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ نے تین دن جماعت کے ساتھ نماز تراویح پڑھائی اور صحابہ کرام نے تین دنوں تک رمضان شریف کی رات میں آپ کی اقتدا میں نماز تراویح ادا کی۔ اور دوسری حدیث جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی تھی جس کا حاصل یہ ہے کہ حضور ﷺ نے مسجد کے گوشہ میں کچھ لوگوں کو حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اقتدا نماز تراویح پڑھتے ہوئے دیکھا تو سرکار نے خوشی کا اظہار فرمایا اور ان لوگوں کو سراہا بھی۔ ان دونوں حدیثوں سے اتنا تو ثابت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانہ مبارکہ میں ہی جماعت کے ساتھ نماز تراویح شروع ہو چکی تھی اور خود حضور نماز تراویح پڑھی اور پڑھائی۔ لیکن ان دونوں حدیثوں میں اس بات کی صراحت وضاحت نہیں کہ حضور نے کتنی رکعت تراویح پڑھائی اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنی رکعت پڑھا رہے تھے۔ جس کی وجہ سے تعداد رکعات میں اختلاف ہو گیا مگر صحیح یہی ہے کہ حضور ﷺ نے بیس رکعت ہی پڑھائی اسی لئے تو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس رکعت ہی کا اہتمام فرمایا جس پر تمام صحابہ کرام کا اجماع و اتفاق ہو گیا اور کسی نے بھی انکار نہیں کیا۔ کیونکہ صحابہ کرام بخوبی جانتے تھے کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ نے بیس رکعت تراویح کا اہتمام کسی اصل اور دلیل کی بنا پر ہی کیا تھا۔

اب آئے بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں مزید احادیث و آثار سننے سے قبل ایک بار آقا کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں درود شریف کا نذرانہ پیش کریں۔

درود شریف: اللهم صل علىٰ سيدنا مولانا محمد معدن الجود والكرم وعلىٰ اٰله بارك وسلم

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا:

خرج النبی ﷺ ذات ليلة فی رمضان فصلىٰ الناس اربعة و عشرين ركعة واوتر بثلاثة ۔

یعنی نبی کریم ﷺ رمضان شریف میں ایک رات تشریف لائے اور لوگوں کو چوبیس رکعت نماز پڑھائی اور تین رکعت وتر پڑھائی۔

یعنی چار رکعت عشا کی، بیس رکعت تراویح کی اور تین رکعت وتر۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعال عنہما سے مروی ہے کہ:

ان رسول الله ﷺ كان يصلی فی رمضان عشرين ركعة والوتر۔ یعنی حضور ﷺ رمضان میں بیس رکعت تراویح اور اس کے علاوہ وتر پڑھا کرتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عبدالقاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک رات مسجد کی طرف نکلا تو لوگوں کو بکھرے ہوئے دیکھا، کوئی تنہا نماز پڑھ رہا تھا اور کسی کی اقتدا میں ایک گروہ نماز پڑھ رہا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

انی اریٰ لو جمعت هؤلاء علی قاری واحد لكان امثل ثم عزم فجمعهم علی ابی بن كعب ثم خرجت معه ليلة اخریٰ والناس يصلون بصلاة قارئهم قال عمر نعم البدعة هذه۔ (بخاری ج ۲ ص ۷۰۷ حدیث نمبر ۱۹۰۶، صحیح ابن خزیمہ ج ۲ ص ۱۵۵، مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۱۴)

ترجمہ: یعنی میرے خیال سے انہیں ایک قاری کے پیچھے جمع کر دیا جائے تو اچھا ہوگا، چنانچہ انہوں نے حضرت ابی بن کعب کی اقتدا میں جمع کر دیا۔ پھر میں ایک رات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نکلا تو دیکھا لوگ ایک امام کی اقتدا میں نماز تراویح پڑھ رہے تھے، یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ کیا ہی اچھی بدعت اور عمدہ طریقہ ہے۔

حضرت یزید بن رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا:

كا ن الناس يقومون فی زمان عمر بن الخطاب فی رمضان بثلاث و عشرين ركعة ۔ (مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۱۱۵، شعب الایمان ج ۳ ص ۱۷۷، سنن کبریٰ للبیہقی ج ۲ ص ۴۹۶)

ترجمہ: یعنی نمازتراویح حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگ وتر سمیت تیئیس (۲۳) رکعت نماز تراویح پڑھتے تھے۔

حضرت عبدالرحمٰن اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ داماد مصطفٰی، شیرخدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان شریف میں قراء حضرات کو بلایا:

فامر منهم رجلا يصلي بالناس عشرين ركعة وقال وكان علي رضي الله عنه يوتر بهم۔(سنن کبریٰ للبیھقی ج۲ص۴۹۶ حدیث نمبر ۴۳۹۵)

ترجمہ: اوران میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ لوگوں کو بیس رکعت نماز تراویح پڑھائیں۔اور خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو وتر کی نماز پڑھاتے تھے۔

حضرات گرامی! ان احادیث و روایات سے یہ بات روز روشن کی طرح ظاہر و باہر ہوگئی کہ حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکرم اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور خلافت میں بیس رکعت نماز تراویح پڑھی جاتی تھی اور تمام صحابہ کرام نے بغیر انکار کئے بیس رکعت تراویح ایک امام کے پیچھے ادا کرتے تھے اور اسی مقدس جماعت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہم سنی حنفی خوش نصیب لوگ بھی بیس رکعت نماز تراویح پڑھتے ہیں جس جماعت کے نقش قدم پر چلنے کا حکم حضور اکرم ﷺ نے دیا۔جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

عليكم بسنتي و سنة الخلفاء الراشدين المهديين بعدي۔تم پر میری سنت اور میرے بعد میرے خلفاء راشدین کی سنت وطریقہ پر چلنا لازم ہے۔اصحابي كالنجوم فبايهم اقتديتم اهتديتم۔میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی بھی پیروی کروگے ہدایت پر رہوگے۔

اور خلفاء راشدین میں دوسرا خلیفہ حضرت فاروق اعظم، تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی اور چوتھے خلیفہ حضرت علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی ہیں اور اجلہ واکابر صحابہ میں حضرت ابی بن کعب اور دیگر حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں جنہوں نے بیس رکعت تراویح پڑھی، پڑھائی اور پڑھانے کا حکم دیا۔جو سنی حنفی مسلمان ان نورانی جماعت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بیس رکعت تراویح پڑھتے ہیں انشاءاللہ ان کا بیڑا پار ہوگا۔اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں ؎

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول

نجم ہیں اور ناؤ عترت رسول اللہ کی

اور ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں ؎

جناں بنے گی محبان چار یار کی قبر

وہ کیا بہک سکے جو سینہ میں یہ چار باغ لے کے چلے

حضرت امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

انه ﷺ صلى بالناس عشرين ركعة ليلتين۔(تلخیص الحبیر ج۲ص۲۱)

یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دورات بیس رکعت تراویح لوگوں کو پڑھائی۔

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیس رکعت تراویح کے بارے میں فرماتے ہیں:

اجمع الصحابة على ان التراويح عشرون ركعة۔یعنی تراویح کے بیس رکعت ہونے پر صحابہ کا اجماع ہے۔(مرقاۃ المفاتیح ج۳ص۱۹۴)

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وهو الصحيح عن ابي بن كعب من غير خلاف من الصحابة۔یعنی بیس رکعت تراویح والی حدیث بروایت صحیح حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ثابت ہے اور اس بارے میں صحابہ کا کوئی اختلاف نہیں تھا۔(عمدۃ القاری ج۹ص۳۰۰مطبوعہ مصر)

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

وعلیه عمل الناس شرقا و غربا۔یعنی بیس رکعت تراویح پر مشرق ومغرب کے مسلمانوں کا عمل ہے۔(بحرالرائق ج ۲ص ۶۶)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

والذی استقر علیه الامر واشتهر من الصحابة والتابعین و من بعدهم هو العشرون۔(ماثبت بالسنۃ ص.....)

یعنی جس پر معمول ہو چکا ہے اور جو بات صحابہ وتابعین سے اور بعد والوں سے مشہور ہے وہ بیس رکعت ہے۔

مبتدعین غیر مقلدین کے امام ومقتدیٰ جناب ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

فالقیام بعشرین هو الافضل وهو الذی یعمل به اکثر المسلمین۔(مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ ج ۲۳ص ۱۳)

یعنی بیس رکعت تراویح افضل ہے اور اسی پر اکثر مسلمانوں کا عمل ہے۔

اور اسی مجموع الفتاویٰ ج ۲۳ص ۱۱۲مطبوعہ ابن تیمیہ طالبیہ میں ہے:

قد ثبت انی ابی بن کعب کان یقوم بالناس عشرین رکعة فی رمضان و یوتر بثلاث فرأی کثیر من العلماء ان ذلك هو السنة بانه قام بین المهاجرین والانصار لم ینکر ہ منکر۔

یعنی یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان شریف میں لوگوں کو بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھاتے تھے،اسی لئے بہت سارے علماء کے نزدیک یہی سنت ہے، کیونکہ یہ بات انصار ومہاجرین کے درمیان ہوئی جس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔

غیر مقلدین وہابیوں کی دلیل اور اس کا جواب:

حضرات باوقار!

بیس رکعت تراویح کے ثبوت میں آپ متعدد احادیث وآثار اور صحابہ وتابعین اور جماعت مسلمین کے معمولات سماعت کر چکے ہیں،ان احادیث وآثار میں کہیں بھی کسی سے بھی یہ بات ثابت نہیں کہ حضورﷺ نے آٹھ رکعت تراویح پڑھی اور نہ کسی صحابی سے کوئی روایت منقول ہے بلکہ محدثین کی جماعت اور خود امام الوہابیہ ابن تیمیہ نے بیس پر ہی صحابہ کا اجماع بتایا۔مگر نہ جانے اہل حدیث غیر مقلدین نے آٹھ رکعت تراویح کی بدعت کہاں سے نکال لی اور کس حدیث سے یہ سمجھ لیا کہ حضور علیہ السلام نے آٹھ رکعت تراویح پڑھی۔ان غیر مقلدین کی سب سے بڑی کمی یہ ہے کہ حدیث تو پڑھتے ہیں مگر سمجھتے نہیں اور سمجھے بھی کیسے کہ ؎

خدا جب دین لیتا ہے

تو عقلیں چھین لیتا ہے

حدیثیں پڑھ کر غلط مطلب نکالتے ہیں اور مسلمانوں کو گمراہ کرتے اور مسلمانوں میں تفریق پیدا کرتے ہیں۔ہاں ایک حدیث ہے جو بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے اور اسی ایک حدیث کو اپنی ناسمجھی کی بنیاد پر آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں۔جبکہ یہ حدیث تراویح کے سلسلے میں نہیں بلکہ حضور کی تہجد کے سلسلے میں ہے۔حدیث ملاحظہ کریں:

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا:

کیف کانت صلاة رسول الله ﷺ فی رمضان ؟فقالت ماکان رسول الله ﷺ یزید فی رمضان ولا فی غیره علی احدیٰ عشرة رکعة ۔(بخاری ج ا ص ۱۵۴ کتاب التہجد)

یعنی رسول اللہ ﷺ کی نماز رمضان میں کیسی ہوتی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان دونوں میں رسول اقدس ﷺ کی نماز گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔

غیر مقلدین اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ گیارہ رکعتوں میں تین رکعت وتر کی تھی اور باقی آٹھ رکعتیں تراویح کی تھیں۔اس سے ثابت ہوا کہ تراویح کی نماز بیس رکعت نہیں بلکہ آٹھ رکعت ہی ہے۔ یہ بات کون کہتا ہے؟ غیر مقلدین وہابی کہتے ہیں۔غیر مقلدین کا اس حدیث سے یہ سمجھنا کہ حضورﷺ آٹھ رکعت تراویح پڑھتے تھے یہ غلط اور حدیث نہ سمجھنے کی دلیل ہے۔ کیونکہ:

☆اس حدیث میں نماز تراویح کا ذکر نہیں بلکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور کی نماز تہجد کے بارے میں بتایا کہ حضور اقدسﷺ جس طرح غیر رمضان میں آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے اسی طرح حضور رمضان میں بھی آٹھ رکعت تہجد اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔ یہ ہمیشہ کا معمول سرکار مصطفیٰﷺ کا تھا۔ایسا نہیں کہ رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں حضور تہجد کی نماز پڑھتے اور رمضان میں نہیں۔اسی لئے تو امام بخاری،امام مسلم،امام ترمذی اور دوسرے محدثین نے اس حدیث کو کتاب التہجد یعنی تہجد کے باب میں ذکر کیا ہے۔اگر اس حدیث میں تراویح مراد ہوتی تو ضرور یہ محدثین اس حدیث کو تراویح کے باب میں بیان کرتے۔

☆دوسری بات یہ کہ جب حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا گیا کہ رمضان شریف میں حضور کی نماز کیسی تھی تو آپ نے فرمایا کہ رمضان اور غیر رمضان دونوں میں گیارہ رکعت ہی پڑھتے تھے۔ تو یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ رمضان میں تراویح کی نماز ہو سکتی ہے مگر غیر رمضان میں تراویح کہاں ہوتی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ نے اس حدیث میں حضور کی نماز تہجد کی تعداد بتائی ہے جسے رمضان اور غیر رمضان دونوں میں ادا فرماتے تھے۔

☆تیسری بات یہ ہے کہ حضرت عائشہ کی حدیث میں جو آٹھ رکعت اور تین رکعت وتر پڑھنے کا ذکر ہے تو حضور علیہ السلام ان آٹھ رکعتوں کو چار چار کر کے دو بار میں پڑھتے تھے۔ذرا حدیث کے اس ٹکڑے پر غور کیجئے۔حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنهن و طولهن ثم یصلی اربعا فلا تسئل عن حسنهن و طولهن ثم یصلی ثلاثا۔

یعنی حضور کریمﷺ چار رکعت پڑھتے اور ان چار رکعت کے حسن اور ان کے طول کی بات مت پوچھو! پھر حضورﷺ چار رکعت پڑھتے اور ان کے حسن وطول کی بات مت پوچھو! اس کے بعد تین رکعت (وتر) پڑھتے۔فقالت عائشة رضی الله عنها فقلت یارسول الله اتنام قبل ان توتر؟ فقال یا عائشة اِنَّ عَیْنَیَّ تَنَامَانِ وَلَا یَنَامُ قَلْبِی۔(بخاری ج ا ص ۱۵۴ کتاب التہجد ،مسلم ج ا ص....، باب صلوٰۃ اللیل)

یعنی حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! کیا آپ وتر سے پہلے سو جاتے ہیں؟ فرمایا اے عائشہ! میری آنکھیں سو جاتی ہیں اور دل نہیں سوتا۔

دیکھئے! حضورﷺ آٹھ رکعت نماز دو بار چار چار کر کے پڑھتے اور یہ بات سب جانتے ہیں کہ تراویح کی نماز دو،دو رکعت کر کے ہی پڑھی جاتی ہے۔اب غیر مقلدین کو چاہئے کہ وہ بھی چار چار رکعت کر کے ہی تراویح پڑھیں مگر نہیں یہ بھی تراویح دو دو رکعت ہی پڑھتے ہیں تو حدیث پر ان کا عمل کہاں ہوا؟ ایک طرف تو اس حدیث کو آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں اور دوسری طرف اس حدیث کے خلاف عمل کرتے ہیں۔اللہ بچائے ایسے غیر مقلدوں اور اہل حدیث سے۔آمین

☆اور چوتھی بات یہ کہ پوری تفصیل کے ساتھ آپ سماعت کر چکے ہیں کہ بیس رکعت تراویح پر صحابہ کرام کا اجماع ہو چکا ہے جن میں حضرت عمر فاروق اعظم، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جیسے اجلہ اور اکابر صحابہ ہیں تو اگر اس حدیث میں نماز تراویح کا بیان ہوتا تو کیا بیس رکعت تراویح پڑھنے والے صحابہ حضور کی سنت اور حضور کی اس حدیث کے خلاف عمل کرتے تھے۔اللہ اکبر! صحابہ کرام جنہوں نے حضور کی سنت کو عام کیا جو حضور کی ایک ایک ادا پر مر مٹنے کے لئے تیار رہتے تھے وہ حضور کی سنت اور فرمان اور آپ کے معمول سے کیسے انحراف کر سکتے اور منہ موڑ سکتے ہیں؟ ہرگز صحابہ کرام کے بارے میں ایسا تصور نہیں کیا جا سکتا ہے۔تو معلوم ہوا کہ اس حدیث میں نماز تراویح کا ذکر نہیں ہے بلکہ تہجد کا ذکر ہے ورنہ صحابہ کرام بھی بیس رکعت کی بجائے آٹھ ہی رکعت تراویح پڑھتے۔

غیر مقلدین کی دوسری دلیل کا جواب:

غیر مقلدین وہابی آٹھ رکعت تراویح کے ثبوت میں ایک اور حدیث پیش کرتے ہیں جو حضرت سائب بن یزید سے مروی ہے۔ پہلے حدیث سنئے پھر اس کا صحیح مفہوم و مطلب اور غیر مقلدین کی دلیل کا جوابِ لاجواب۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:امر عمر بن الخطاب ابی بن کعب و تمیما الداری ان یقوما للناس باحدیٰ عشرۃ رکعۃ ۔(مؤطا امام مالک ص۹۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان)

یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری کو گیارہ رکعت نماز پڑھانے کا حکم دیا۔

جواب: اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے حضرت عمر نے گیارہ رکعت کا حکم فرمایا پھر بعد میں بیس رکعت کا حکم فرمایا اور اس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا اور اسی کے مطابق ان کا عمل رہا۔ جیسا کہ حضرت سائب بن یزید ہی سے دوسری روایت میں بیس رکعت کا ذکر ہے۔ چنانچہ حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کانو ایقومون علیٰ عھد عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی شھر رمضان بعشرین رکعۃ قال وکانوا یقرؤن بالمئین وکانوا یتوکؤن علیٰ عصیھم فی عھد عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ من شدۃ القیام۔(سنن کبریٰ للبیہقی ج۲ص۴۹۶)

یعنی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں صحابہ رمضان کے مہینہ میں بیس رکعت تراویح پڑھتے اور ان میں ایسی سورتیں پڑھتے تھے جن میں سو آیات ہوتی تھیں۔ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں شدت قیام (دیر تک کھڑے رہنے) کی وجہ سے لوگ اپنی لاٹھیوں سے ٹیک لگاتے تھے۔

اور ایک دوسری روایت میں یہی سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کنا ننصرف من القیام علیٰ عھد عمر و قد دنا فروع الفجر وکان القیام علیٰ عھد عمر ثلاثۃ وعشرین رکعۃ ۔(مصنف عبد الرزاق ج۴ص۲۶۱ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت)

یعنی ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں فجر کے قریب تراویح سے فارغ ہوتے اور ہم (وتر سمیت) ۲۳ رکعات پڑھتے تھے۔

حضرات گرامی! دیکھئے! حضرت سائب سے تین روایتیں بیان ہوئیں، ایک میں گیارہ رکعت اور دو روایتوں میں بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر کا ذکر ہے تو مطلب یہ ہے کہ پہلے حضرت عمر بن خطاب کے زمانہ میں شروع شروع میں گیارہ رکعت ہوتی تھی پھر بعد میں بیس رکعت ہونے لگی اور اسی پر صحابہ کرام کا اجماع اور عمل جاری ہو گیا۔ جیسا کہ حضرت امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ویمکن الجمع بین الروایتین فانھم کانو یقومون باحدیٰ عشرۃ ثم کانو یقومون بعشرین ویوترون بثلاث ۔واللہ اعلم۔(سنن کبریٰ ج۲ص۴۹۶ مطبوعہ نشر السنہ ملتان، بحوالہ شرح مسلم ج۲ص۴۹۸)

یعنی ان دونوں روایتوں (گیارہ رکعت والی اور بیس رکعت والی) میں تطبیق (توضیح) اس طرح ممکن ہے کہ پہلے صحابہ گیارہ رکعت پڑھتے تھے اور پھر بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

حضرات! ان روایات اور دلائل سے یہ بات سورج کی طرح چمکنے لگی کہ تراویح بیس رکعت ہے یہی حضور ﷺ، خلفاء راشدین اور صحابہ کرام سے ثابت ہے اور اسی پر مسلمانوں کا عمل رہا ہے اور ہے۔ اس لئے مسلمانو! غیر مقلدین کے بہکاوے میں نہ آئیں اور بیس رکعت تراویح پڑھ کر زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کریں اور اپنے گناہوں کی مغفرت و بخشش کا سامان اکٹھا کریں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

انہ من خرج وقام مع الامام حتی ینصرف کتب لہ قیام لیلۃ۔

(تنبیہ الغافلین ص ۱۸۷، شعب الایمان ج ۳ ص ۳۲۹، درمنثور ج ۶ ص ...)

جو بھی گھر سے نکلے اور مسجد میں جا کر امام کے ساتھ نماز پڑھے اس کے لئے پوری رات عبادت کرنے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اور تمام مسلمانوں کو حضور اقدس ﷺ خلفاء راشدین صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کی طریقوں پر چلائے اور قیامت کے روز حضور کی شفاعت کا حقدار بنا کر جنت میں داخل فرمائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

و ما علینا الا البلاغ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

تلاوت قرآن کی فضیلت و برکت:

الحمد لله رب العلمين وافضل الصلوٰة والسلام على السيد الامين وعلىٰ آله و صحبه الميامين

اما بعد

فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

ولقد يسرنا القرآن للذكر فهل من مذكر (.......)وقال النبى ﷺ ولا تدع قراءة القرآن علىٰ كل حال (ابن عساکر)

صدق الله العلى العظيم و صدق رسوله النبى الامين الكريم۔

معترف ہے اک زمانہ عظمت قرآن کا
رہبر صادق یہی ہے دہر میں انسان کا
ایک آیت بھی کوئی لایا نہیں بہر مثال
تا قیامت معجزہ ہے یہ بھی اک قرآن کا
آگہی کے کھل گئے اسرار اس کے قلب پر
ہوگیا عالم میں جو بھی رازداں فرقان کا
کیوں نہ ہو حق دار جنت وہ بھلا بعد ازمرگ
نور جس کے سینے میں ہے موجزن قرآن کا

حضرات محترم!

آج آج میری تقریر کا عنوان ''تلاوت قرآن کی فضیلت و برکت'' ہے۔اللہ تعالیٰ کی آخری اور مبارک و بے مثال کتاب قرآن شریف کی تلاوت کی فضیلت و برکت پر کچھ روشنی ڈالوں گا۔اس سے پہلے آیئے ہم اور آپ عقیدت ومحبت کے ساتھ اپنے آقا ومولیٰ حضور رحمت عالم ،فخر آدم و بنی آدم ، مالک ومختار آقا، کریم وسخی داتا، رہبر ورہنما مولا، سید وسردار، امت عاصی کے شفیع وغمخوار، کائنات کی اولیں بہار حضور پرنور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وسلم کی بارگاہ دُرَرْ بار میں جھوم جھوم کرعقیدت مندانہ، محبتانہ، الفتانہ اور غلامانہ انداز میں درود شریف کا تحفہ پیش کریں اور پڑھئے بآواز بلند:

اللهم صل علىٰ سيدنا مولانامحمد بارك وسلم صلاة و سلاما عليك يارسول الله۔

سامعین اہل سنت!

اللہ تعالیٰ نے امت کی ہدایت ورہنمائی اور سیدھے راستے پر لانے کے لئے کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار یا دو لاکھ چوبیس ہزار نبیوں اور رسولوں کو فرش گیتی پر دنیا میں بھیجا۔اور ان نبیوں اور رسولوں کو اللہ تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی کتاب بھی عطا فرمایا جس میں شرعی اور خدائی قوانین واحکام کا واضح بیان تھا۔وہ تمام کتابیں اور صحیفے اللہ تعالیٰ نے ہی نازل فرمائے ،مگران تمام آسمانی کتاب اور صحیفوں میں سب سے افضل واعلیٰ اور برتر و بالا کتاب قرآن مجید ہے جو ہمارے سرکار پیارے آقا محمد رسول اللہ ﷺ پر رمضان شریف کے مبارک مہینہ میں نازل کیا گیا۔قرآن مجید کے فضائل وبرکات تو اتنے ہیں راتیں گذر جائیں ، دفتر کے دفتر بھر

جائیں مگر اس کا فضیلت وعظمت کا ایک باب بھی بیان نہ سکے گا۔اس کے ایک ایک حرف کی تلاوت پر بیحد وحساب اجر وثواب عطا کیا جاتا ہے۔جو قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے وہ دنیا وآخرت کی کامیابی اپنے دامن میں جمع کرتا ہے،اپنی نجات کا سرمایا اکٹھا کرتا ہے،اس کے لئے بلاؤں اور فقر وفاقہ کا دروازہ بند کردیا جاتا ہے اور اس کے لئے خیر وبرکت،نور ورحمت،عزت وعظمت،بخشش ومغفرت اور وسعت ونعمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔جسے چھونا بھی ثواب ہے،محبت وتعظیم کی نظر سے دیکھنا بھی ثواب ہے،دیکھ کر پڑھا جائے یا زبانی،نماز میں پڑھا جائے یا نماز سے باہر،مسجد میں پڑھا جائے یا دوکان و مکان میں ہر جگہ پڑھنے اور اس کی تلاوت سے اجر وثواب ملتا ہے اور برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔کم پڑھئے یا زیادہ بہر صورت اس کی فضیلت وعظمت اور فائدہ و برکت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من قرأ حرفا من كتاب الله فله به حسنة والحسنة بعشر امثلها لا اقول الم حرف الف حرف ولام حرف و ميم حرف۔ **ترجمہ:جو شخص کتاب اللہ سے ایک حرف پڑھے تو اس کو ہر حرف کے بدلے ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس نیکیوں کے برابر ہوگی۔میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے۔بلکہ الف ایک حرف ہے،لام ایک حرف ہے،اور میم ایک حرف ہے۔(ترمذی ج۲ص۱۱۵،مشکوٰۃ ص۱۸۶)**

مطلب یہ ہوا کہ جو صرف الم پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ محض ایک دو سیکنڈ میں تیس نیکیاں عطا فرماتا ہے۔اب اندازہ لگائیں کہ جو پورے قرآن شریف کی تلاوت کرے تو اسے اللہ رب العزت کتنا اجر وثواب عطا فرمائے گا۔اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہر حال میں قرآن شریف کی تلاوت کریں اور اس کی تلاوت کرنے میں غفلت ولاپرواہی نہ کریں۔حضور ﷺ نے قرآن شریف کی تلاوت چھوڑنے سے منع فرمایا ہے۔چنانچہ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:ولا تدع قراءة القراٰن علىٰ كل حال (ابن عساکر)
کسی بھی حالت میں قرآن کریم کی تلاوت ترک نہ کرو۔اس کی تلاوت کرتے رہو۔

اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:افضل عبادة امتی قراءة القراٰن نظرا (کنز العمال ج۱ص۵۱۱) میری امت کی بہترین عبادت دیکھ کر قرآن شریف پڑھنا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اعبد الناس اكثرهم تلاوة للقرآن (کنز العمال ج۱ص۵۱۰)
ترجمہ:لوگوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والا وہ ہے جو کثرت کے ساتھ قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے۔

عن ابى الدرداء قال قال رسول الله ﷺ من قرأ مأتى اٰية فى كل يوم نظرا شفع فى سبعة قبور حول قبره و خفف الله العذاب عن والديه وان كانا مشركين۔(کنز العمال ج۱ص۵۳۷)

ترجمہ:حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جو روزانہ دو سو آیات دیکھ کر پڑھے اور دنیا سے پردہ کرجائے تو وہ اپنے مرنے کے بعد اپنی قبر کے ارد گرد سات قبر والوں کی شفاعت کر کے اسے بخشوائے گا اور اللہ تعالیٰ اس شخص کے والدین کے عذاب میں تخفیف فرمادے گا اگر چہ اس کے ماں باپ مشرک ہوں۔

کافر ومشرک کی تو مغفرت وبخشش اور نجات تو مرنے کے بعد کسی بھی حال میں نہیں ہوسکتی ہے مگر یہ قرآن کی برکت ہے جس کی بخشش ونجات ناممکن ہے اس کے عذاب میں بھی کمی ہوجاتی ہے اور اس پر عذاب ہلکا کردیا جاتا ہے۔اب اندازہ لگایئے کہ دنیا سے جانے والا شخص اگر مسلمان ہو اور وہ حافظ قرآن بیٹا چھوڑ کر چلا جائے،ایسا نیک بخت بیٹا چھوڑ کر جائے جو اس کے مرنے کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کرے تو اس پر اللہ تعالیٰ کس قدر رحمت ونور اور نجات و بخشش کی بارش نازل فرمائے گا۔

دلوں کا زنگ دور:

برادران ملت اسلامیہ!

انسان جب گناہ کرلیتا ہے تو اس گناہ کی نحوست سے اس کے دل میں زنگ بیٹھ جاتا ہے مگر یہ قرآن شریف کی فضیلت و برکت ہے کہ جب گنہگار بندہ اپنے پروردگار کی کتاب قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے تو اس کی برکت سے اس کے دل کا زنگ دور ہو جاتا ہے اور اس کا دل قرآن کے نور سے جگمگانے لگتا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

ان هذه القلوب تصدأ كما يصدأ الحديد قيل يارسول الله فما جلاؤها قال تلاوة القراٰن۔(کنزالعمال ج۱ص۵۴۵)

ترجمہ: بے شک یہ دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں جس طرح لوہے پر زنگ لگ جاتا ہے۔عرض کیا گیا یا رسول اللہ اگر انسان کے دل پر گناہوں کا زنگ لگ جائے ،غفلت کا زنگ لگ جائے تو اسے کیسے دور کیا جائے ،اسے کیسے صاف کیا جائے تو آقا کریم ﷺ نے فرمایا قرآن شریف کی تلاوت کرکے دلوں کے زنگ کو دور کیا جائے۔

حضرت اوس ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:من قرأ القراٰن فی المصحف كتب له الفا حسنة ومن قرأه فی غير المصحف فالف حسنة۔(کنزالعمال ج۱ص۵۳۶)

ترجمہ: جو قرآن شریف کتاب میں دیکھ کر پڑھے گا اس کے لئے دو ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو بغیر دیکھے پڑھتا ہے اس کے لئے ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔

دیکھ کر پڑھنے والے کو دوگنا اجر و ثواب اس لئے عطا کیا جاتا ہے کہ قرآن شریف دیکھنا بھی ثواب ہے اور پڑھنا بھی ثواب ہے۔دیکھ کر پڑھنے والے کو دیکھنے اور پڑھنے دونوں کا ثواب ملتا ہے اس لئے اس کو دوگنا اجر ملتا ہے اور جو زبانی پڑھتا ہے اس کو صرف پڑھنے کا ہی ثواب عطا کیا جاتا ہے۔لیکن قرآن مجید دیکھ کر پڑھے یا بغیر دیکھے ہر طرح پڑھنے والے کو ثواب عطا کیا جاتا ہے۔بلکہ حدیث میں تو یہ بھی آیا ہے کو جو قرآن مجید سنتا ہے اسے بھی بے شمار اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے اور اس کی بلاؤں اور مصیبتوں کو دور کر دیا جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مصطفیٰ کریم ﷺ نے فرمایا:يدفع عن مستمع القراٰن بلوى الدنيا ويدفع عن قارئ القراٰن سوء الآخرةواستماع آية من كتاب الله عز وجل خير من كنز الذهب ولقراءة آية من كتا ب الله افضل مما تحت العرش لانه كلام الله تكلم به قبل ان يخلق الخلق۔(مسندالفردوس ج۵ص۲۵۹)

ترجمہ:قرآن سننے والے سے دنیا کی مصیبت دور کردی جاتی ہے۔اور جو قرآن پڑھتا ہے وہ آخرت کی بلاؤں اور عذابوں سے محفوظ رہے گا۔اور ایک آیت کلام اللہ کا سننا سونے کے خزانے سے بہتر ہے۔اور قرآن شریف کی ایک آیت کا پڑھنا اس سے بھی زیادہ بہتر ہے جو عرش الٰہی کے نیچے ہے۔کیونکہ قرآن اللہ کا کلام ہے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش سے پہلے اس کے ذریعہ کلام فرمایا۔

حضرت فضیل کے ایمان کا واقعہ:

حضرات گرامی! آپ نے حضرت فضیل بن عیاض کے ایمان لانے کا واقعہ بارہا سنا ہوگا۔کہ پہلے وہ بہت بڑا ڈاکو تھے بلکہ ڈاکوؤں کے سردار تھے۔مگر ان کو بھی توبہ کی توفیق ملی تو قرآن شریف کی آیت کریمہ سننے کے بعد ہی ملی۔اور جیسے ہیں انہوں نے اللہ کے مقدس کلام کی ایک آیت سنی ان کے دل کی دنیا میں انقلاب آیا اور جن لوگوں کا سامان لوٹا تھا سب لوٹا دیے اور معافی بھی مانگی اور اسی دن سے رہزنی بند کردی اور سچے دل سے توبہ کرکے اللہ والوں کی صحبت میں رہنے لگے،علم دین کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے اور پھر اللہ نے وہ مقام عطا فرمایا کہ وقت کے بلند پایہ ولی بن گئے۔واقعہ یوں ہے کہ ایک سوداگر مرو سے ماورد جارہا تھا۔مرو کے لوگوں نے اس سوداگر سے کہا مناسب ہے کہ ایک سرکاری حفاظتی دستہ ساتھ لے کر چلو کیونکہ راہ میں فضیل راہزنی کرتا ہے۔سوداگر نے جواب دیا میں نے سنا ہے کہ وہ رحم دل اور خدا ترس آدمی ہے۔سوداگر نے حفاظتی دستہ کی بجائے ایک خوش آواز قاری کو اجرت پر لے کر اونٹ پر بٹھا دیا اور

روانہ ہوگیا۔قاری دن ورات راستہ میں تلاوت قرآن کرتا رہا یہاں تک کہ یہ قافلہ اس مقام تک پہنچ گیا جہاں یہ یعنی فضیل بن عیاض گھات لگائے بیٹھے تھے۔اتفاق سے قاری نے یہ آیت تلاوت کی''الم یان للذین اٰمنوا ان تخشع قلوبھم لذکر الله و ما نزل من الحق ''یعنی کیا ابھی تک مومنوں کے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ وہ ذکر الٰہی اور حق کی طرف سے نازل کئے ہوئے احکام کے آگے اپنے دلوں کو جھکائیں۔حضرت فضیل نے جب یہ سنا تو ان کے دل پر رقت طاری ہوگئی۔فضیل کے دل پر فضل خدا نے غلبہ دکھایا اور اسی لمحہ انھوں نے رہزنی (ڈاکہ ڈالنے) سے توبہ کرلی،جن کے مال لوٹے تھے ان کے نام لکھ رکھے تھے ان سب کو راضی کیا۔اس کے بعد مکہ مکرمہ چلے گئے اور عرصہ تک وہاں مقیم رہے۔اور بکثرت اولیاء اللہ سے ملاقاتیں کیں پھر وہ کوفہ آگئے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مجلس مبارک میں مدت تک رہے۔(کشف المحجوب مترجم ص ۱۴۵)

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

معترف ہے اک زمانہ عظمت قرآن کا
رہبر صادق یہی ہے دہر میں انسان کا

امام احمد کا خواب:

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالی علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار خواب دیکھا،خواب میں اللہ رب العزت کی زیارت ہوئی۔اللہ اکبر کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اللہ تعالی کا دیدار نصیب ہوا۔یہ تو امام احمد بن حنبل ہیں ذرا امام اعظم کو دیکھئے جن کے ہم مقلد ہیں اور جن کی نسبت سے ہم لوگ اپنے کو حنفی کہتے اور لکھتے ہیں انہوں نے سو مرتبہ اللہ عز وجل کا دیدار خواب میں کیا۔اور میرے آقا نے تو معراج کی رات بیداری کی حالت میں کیا اور بیداری کی حالت میں اللہ کا دیدار صرف حضور کے ساتھ ہی خاص ہے۔بہر حال امام احمد بن حنبل نے خواب میں اللہ رب العزت کے دیدار سے مشرف ہوئے تو عرض کی مولیٰ تعالیٰ !تیرے قریب لانے والے عملوں میں سب سے افضل واعلی کون سا عمل ہے؟الٰہی !سب سے بہتر عمل کون ہے جس سے تیری بارگاہ کا قرب حاصل ہو؟تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا''قراءۃ القرآن ''قرآن کی تلاوت۔میں نے عرض کی الٰہی !صرف تلاوت کرنا یا غور وفکر اور سمجھ کر پڑھنا ؟تو ارشاد فرمایا''دونوں طریقوں سے''(روح البیان ج ا ص ۵۹۴ مترجم)

یعنی جو صرف تلاوت قرآن کرے گا اسے بھی میری بارگاہ کا قرب حاصل ہوگا اور جو تلاوت کے ساتھ غور وفکر کرے گا اور اس کے معانی کو سمجھے گا اسے بھی میری نزدیکی حاصل ہوگی۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من ادام النظر فی المصحف متع ببصره ما دام فی الدنیا۔(کنز العمال ج ا ص ۵۳۶)

ترجمہ: جو قرآن شریف برابر دیکھتا رہے گا تو جب تک وہ دنیا میں زندہ رہے گا وہ اپنی آنکھ سے فائدہ اٹھاتا رہے گا۔یعنی کبھی بھی اس کی آنکھوں میں کوئی بیماری نہ ہوگی اور نہ اس کی آنکھوں کی روشنی ختم ہوگی۔

واقعہ ایک نابینا کا:

کسی شہر میں ایک شخص رہتا تھا جو شہر کا بڑا تاجر اور رئیس تھا۔ایک دفعہ اس کی آنکھ کی بینائی آسمان سے تیز بجلی چمکنے کے سبب چلی گئی اور آنکھ کی بینائی سے محروم ہوگیا۔ہر چھوٹے بڑے اور ماہر ڈاکٹروں سے علاج کروایا مگر فائدہ نہ ملا۔اسی شہر میں ایک اللہ والا بھی رہتا تھا،جس کی ولایت وکرامت کا چرچا پورے شہر میں تھا۔کسی نے اس نابینا تاجر کو مشورہ دیا کہ ایک بار اس اللہ والے کی خدمت میں حاضری دو تاکہ وہ تمہیں روحانی علاج بتائے۔چنانچہ وہ اپنے بیٹا کے ساتھ اس ولی کی بارگاہ میں پہنچے اور اپنا مدعا پیش کیا۔اس بزرگ نے فرمایا کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری آنکھوں کی روشنی واپس آجائے تو انیس دنوں تک یہ عمل کرو جو میں تمہیں بتاتا ہوں۔ہر روز باوضو ہو کر قرآن شریف کھول کر ادب کے ساتھ بیٹھ جاؤ اور قرآن میں ایسے نظر کرو جیسے کوئی آنکھ والا شخص دیکھتا ہے۔اور قرآن

کی آیت ''اللہ نور السمٰوات والارض'' اکیس بار پڑھ کر اپنی انگوٹھے اوران سے ملی ہوئی انگلیوں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیرو۔اور پھیرتے وقت قرۃ عینی بك یارسول الله کا ورد بارہ مرتبہ کرو۔چنانچہ اس نابینا تاجر نے مسلسل انیس دنوں تک اس بزرگ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق عمل کیا تو قرآن کی برکت سے اس کی آنکھوں کی کھوئی ہوئی روشنی واپس آ گئی۔(اعجب القصص والامثال)

واقعہ:

مصر کی کی راجدھانی قاہرہ کے ایک نوجوان کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ رمضان شریف کے موقع پر ایک پوسٹر شائع ہوا جس میں لکھا تھا ہر سال کی طرح اس سال بھی جامع مسجد میں بعد نماز عشا پورے رمضان شریف میں ''وعظ ونصیحت'' کا پروگرام ہوگا ،جس میں جامع مسجد کے امام صاحب ہر روز مختلف دینی موضوع پر بیان دیں گے۔ایک دیوار پر چسپاں اس پوسٹر پر ایک نوجوان کی نظر پڑی چنانچہ وہ بھی رمضان کی برکتوں سے مالا مال ہونے کے لئے اس مسجد میں نماز عشا اور تراویح پڑھنے کے لئے حاضر ہوا اور جب نماز کے بعد پروگرام شروع ہوا تو اس میں اس نوجوان نے بھی شرکت کی۔اس شب کا موضوع تھا'' قرآن کی برکت و فیضان'' قرآن کی فضیلت پر ایسی جامع تقریر امام صاحب نے فرمائی کہ جتنے لوگ اس مجلس میں شریک تھے سب جھوم اٹھے اور ایسا لگ رہا تھا کہ قرآن کی برکتیں اسی وقت اس مجلس میں اور حاضرین کی زندگی میں نازل ہونے لگی۔اور کیوں نہ ہو کہ حدیث میں آیا ہے کہ:ما اجتمع قوم فی بیت من بیوت الله یتلون کتاب الله و یتدارسونه بینهم الا نزلت علیهم السکینة و غشیتهم الرحمة وحفتهم الملائکة و ذکرهم الله فیمن عنده ۔(کنزالعمال ج ۱ ص ۵۱۸ عن ابی ھریرۃ) جب کسی گھر میں لوگ اکٹھے ہو کر اللہ کی کتاب قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن کی تعلیم حاصل کرتے ہیں تو ان لوگوں پر اطمینان وسکون نازل ہوتا ہے،ان لوگوں کی بے چینی دور ہو جاتی ہے،رب کی رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہیں اور اللہ کے نورانی فرشتے ان لوگوں کو اپنے نوری پروں میں چھپا لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا ذکر ان فرشتوں کے بیچ میں کرتا ہے جو فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہوتے ہیں۔

قرآن کی فضیلت و برکت بیان کرتے ہوئے امام صاحب نے فرمایا کہ جو شخص قرآن شریف کی تلاوت صدق دل سے پاکیزہ نیت کے ساتھ کرتا ہے تو اس کی برکتوں سے اللہ تعالیٰ فقیر ومحتاج کی فقر وفاقہ اور محتاجی کو دور فرما دیتا ہے اور مالدار کی دولت میں برکت ورحمت نازل فرماتا ہے۔اس لئے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:لا فاقة لعبد یقرأ القراٰن و لا غنی له بعده ۔(کنزالعمال ج ۱ ص ۷۴۵)اس شخص کو محتاجی نہیں آ سکتی جو قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے اور اس کے بعد اس کے لئے کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے اسے مالداری نہیں ہے۔

وہ نوجوان جو اس مجلس میں بیٹھا تھا وہ بہت ہی مفلس ومحتاج تھا فاقہ کے ساتھ زندگی گذار رہا تھا،اہل خانہ بھی بھوک وشدت کی زندگی بسر کر رہے تھے۔بیان سننے کے بعد گھر آیا اور تمام اہل خانہ وضو کر کے ایک جگہ بیٹھ کر سب کے سب قرآن کی تلاوت میں مصروف ہو گئے۔اللہ کا کرم اور قرآن کی برکت دیکھئے کہ تین دن پہلے جس نوجوان کو کوئی کام پر رکھنے کو تیار نہیں تھا آج اسے شہر کے ایک رئیس نے دوسو درہم روزانہ پر اپنی تجارت کے مال واسباب دوسرے شہر کے تاجر کے پاس لیجانے پر مقرر کر لیا۔وہ نوجوان محنت ومشقت اور امانت و دیانت کے ساتھ اپنے مالک کا کام کرتا رہا۔اس کی محنت و ایمان داری کے سبب تجارت میں اتنا نفع ہوا کہ اس سے پہلے اس قدر منافعہ کبھی نہیں ہوا تھا۔یہ دیکھ کر اس کے مالک نے خوش ہو کر پورا کاروبار اسی کے حوالے کر دیا یہی نہیں بلکہ اس نے اس نوجوان کو بزنس میں برابر کا حصہ دار بھی بنالیا۔کچھ ہی دن میں وہ نوجوان شہر کا بہت بڑا رئیس ہو گیا۔پوچھنے والا جب پوچھتا کہ تو اتنی جلد حیرت انگیز ترقی کیسے کر لیا اور اتنی دولت وثروت کیسے جمع کر لیا؟ تو وہ جواب دیتا کہ یہ سب برکت وفیضان ہے رب کے کلام قرآن مجید کی تلاوت کا۔جب سے ہم نے قرآن شریف کی تلاوت شروع کر دی ہے رب کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہونے لگیں ہیں اور آج میرے پاس الحمدللہ اتنی دولت ہو گئی ہے کہ رکھنے کی جگہ نہیں ہے۔(اعجب القصص والامثال)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:البیت اذا قرئ فیه القراٰن حضرته الملائکة و تنکبت عنه

الشیاطین واتسع علیٰ اهله و کثر خیره وقل شره وان البیت اذا لم یقرأ فیه حضرته الشیاطین و تنکبت عنه الملائکة و ضاق علیٰ اهله وقل خیره و کثر شره۔(کنزالعمال ج۱ص۵۴۴)

ترجمہ: جس گھر میں قرآن شریف پڑھا جاتا ہے اس گھر میں اللہ کے فرشتے آتے ہیں اور شیطان دور بھاگ جاتے ہیں اور گھر والوں پر کشادگی ہوتی ہے اور اس گھر میں خیر وبرکت کی موسلا دھار بارش ہونے لگتی ہے اور بے برکتی دور ہوجاتی ہے۔ اور جس گھر میں قرآن نہیں پڑھا جاتا ہے اس میں شیطان آجاتا ہے اور فرشتے دوور ہوجاتے ہیں، گھر میں تنگی آجاتی ہے، برکت چلی جاتی ہے اور بے برکتی کی کثرت ہوجاتی ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم سے عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیں تو آپ نے فرمایا:

علیك بتقوی الله فانه رأس الامر کله قلت یا رسول الله زدنی قال علیك بتلاوة القراٰن ذکره فان ذلك لك نور فی السماوات و نور فی الارض(معجم کبیر ج۲ص۱۵۷حدیث نمبر۱۶۵۱)

یعنی تقوی اور پرہیز گاری اختیار کرو کیونکہ سب میں اصل اور بنیادی چیز یہی ہے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ کچھ اور وصیت کریں،تو حضور نے فرمایا تلاوت قرآن پاک اور ذکر اللہ کی پابندی کرو اس کی وجہ سے تمہارے لئے زمین وآسمان روشنی عطا کی جائے گی۔

مگر افسوس کی بات ہے پیارے! جس قرآن کی تلاوت کی اتنی برکت، جس کی تلاوت سے رزق میں برکت نازل ہوتی ہے، جس کے سبب ہدایت نصیب ہوتی ہے، جس سے مصیبت ٹلتی ہے اور جس کے فیضان سے ہر بگڑا کام بن جاتا ہے آج مسلمانوں کا حال ہے کہ اس قرآن سے کوسوں دور ہوگئے، اس کی تلاوت کرنا چھوڑ دئے، اس کے احکام پر عمل کرنا بند کر دئے نہ خود قرآن کی تعلیم حاصل کرتے ہیں نہ اپنے بچوں کو اس کی تعلیم دلاتے ہیں۔ یہی وجہ کہ جب تک مسلمانوں کے ہاتھ میں قرآن پاک تھا، ان کے احکام پر عمل کرتے تھے اور اس کی تلاوت کرتے تھے اس وقت دنیا ان کے قدموں میں ہوتی تھی، زمانہ انہیں سلام کرتا تھا اور ان کی ہیبت سے دنیا کانپتی اور تھرتھراتی تھی۔ لیکن جب مسلمانوں نے قرآن پر عمل کرنا چھوڑ دیا اس کی تلاوت سے دور ہوگئے تو آج پوری دنیا میں مسلمان ذلیل وخوار ہوکر رہ گئے، ان کی دولت وثروت کو لوٹا جارہا ہے اور ان کی عزت ان کی نگاہوں کے سامنے لوٹی جارہی ہے۔

وہ زمانے میں معزز تھے قاری قرآں ہوکر

ہم خوار ہوئے تارک قرآن ہوکر

اور

طریق مصطفیٰ کو چھوڑنا ہے وجہ بربادی

اسی سے قوم دنیا میں ہوئی بے اقتدار اپنی

وماعلینا الا البلاغ

ذکراللہ کے فائدے:

الحمدلله رب العالمین والصلوة والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ اٰله واصحابه اجمعین

اما بعد

فاعوذبالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

قد افلح من تزکی وذکراسم ربه فصلی (الاعلیٰ ١٤)

ترجمہ: بے شک اس نے فلاح پائی جس نے اپنے آپ کو پاک کیا وہ اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

عرش کی عقل دنگ ہے چرخ میں آسمان ہے
جان مراد اب کدھر ہائے تیرا مکان ہے
عرش پہ تازہ چھیڑ چھاڑ فرش پہ طرفہ دھوم دھام
کان جدھر لگایئے تیری ہی داستان ہے
وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے
خوف نہ رکھ رضا ذرا تو تو ہے عبد مصطفٰے
تیرے لئے امان ہے تیرے لئے امان ہے
(حدائق بخشش)

برادران ملت اسلامیہ! آج میری تقریر کا عنوان "ذکراللہ کے فائدے" ہے۔ ذکراللہ کی فضیلت و برکت کے موضوع پر، کلمات ذکر کے اور مجالس ذکر کی فضیلت وعظمت پر آپ بیان سن چکے ہیں۔ آج انشاءاللہ ذکراللہ کے فائدے پر کچھ روشنی ڈالوں گا۔ آئے اس سے پہلے ہم تمامی عاشقان غوث وخواجہ و رضا، دیوانگان مصطفٰی عقیدت والفت کے ساتھ شہنشاہ دوعالم، شافع روز قیام، مرجع ہر خاص وعام، زینت گلزار طیبہ، سیدالانام حضور پرنور جناب احمد مجتبٰی محمد مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ میں درود شریف پڑھیں:

اللٰھم صل علیٰ سیدنا مولانا محمد معدن الجود والکرم واٰلہ وبارک وسلم

ذکر کیا ہے:

رفیقان گرام!

ذکر کا معنی ہے یاد کرنا، چرچا کرنا، جپنا۔ اللہ وحدہ لاشریک جس نے ہمیں پیدا کیا، زندگی بخشی، مال وزر سے نوازا، ہم پر بے حدو بے شمار انعامات واحسانات کئے اس خداوند قدوس کو زبان ودل سے یاد کرنے، اس کی نعمتوں پر اس کا احسان ماننے اور ان پر اس کا شکر بجالانے اور اپنے وجود کو اس کی اطاعت وفرماں برداری میں لگا دینے کو ذکر کہتے ہیں۔ ذکر زبان سے بھی ہوتا ہے، دل سے بھی اور بدن کے دوسرے اعضاء اور حصوں سے بھی ہوتا ہے۔ زبان سے ذکر یہ ہے کہ اس خداوند قدوس کی پاکی بیان کی جائے، اس کی بڑائی کی جائے، اس کی عظمت وجلالت کا اظہار کیا جائے، لا الٰہ الا اللہ کی ضربیں لگائی جائے، تقدیس وتحمید کے نغموں سے زبان کو تر رکھا جائے۔ یہی ذکر الٰہی کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ اللہ رب العزت اپنے ذکر کرنے والے بندوں سے خوش ہو کر انہیں اپنی رحمتوں کا سایہ اور برکتوں کا خزانہ عنایت فرماتا ہے۔ اور جہاں بھی محفل ذکر منعقد ہوتی ہے اس میں شریک ہونے والوں کو محفل برخاست اور ختم ہونے سے قبل ندا دے کر یہ بشارت دی جاتی ہے کہ تم اس حال میں اپنے گھروں کو لوٹ جاؤ تمہاری مغفرت وبخشش کر دی گئی ہے اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں میں بدل دیا گیا ہے۔

مقام افسوس:

عزیزان ملت اسلامیہ!

مجالس ذکر جہاں رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، فرشتے ان مجلسوں میں ذکر کے لئے بیٹھنے والوں کو اپنے نورانی پروں میں چھپا لیتے ہیں اور مجلس ذکر میں موجود ہر شخص سعادتوں، برکتوں سے مالا مال ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اور خوشی وسعادت کی بات کیا ہو سکتی۔ خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مجلس ذکر اور محفل میلاد پاک حاضر ہو کر اللہ اور اس کے رسول کریم کے ذکر کرتے ہیں اور ذکر و نعت اور علماء کے نورانی عرفانی، روحانی بیان سے محظوظ ہوتے ہیں۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ آج اکثر جگہ لوگوں کا حال یہ ہو گیا ہے کہ ذکر کی مجلس میں حاضر نہیں ہوتے ہیں یا وہی لوگ آتے ہیں جنہیں کھانے کی دعوت ہوتی ہے، ان میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو صلاۃ وسلام کے وقت یا کھانے کے وقت حاضر ہوتے ہیں۔ دکان میں بیٹھ کر یا چوراہوں پر کھڑے ہو کر فضول باتیں کرتے ہیں، گھروں میں بیٹھ کر فلمیں دیکھتے رہتے ہیں مگر انہیں ذکر کی محفل میں شرکت کی توفیق نہیں ملتی۔ اے میری ملت کے نوجوانو اور بزرگو آپ اپنی حالت بدلو اور ہر مجلس پاک میں شریک ہو کر ثواب دارین سے اپنے دامن کو بھرئے انشاء اللہ آپ کی زندگی میں خیر و برکت اور رحمت ہی رحمت نازل ہوگی۔

ارشاد خداوندی:

اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: فاذکرونی اذکرکم تو مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔ تم مجھے اطاعت سے یاد کرو میں تمہیں رحمت سے یاد کروں گا، تم مجھے دعا سے یاد کرو میں تمہیں عطا سے یاد کروں گا، تم مجھے ثنا اور اطاعت سے یاد کرو میں تمہیں ثنا اور نعمت سے یاد کرون گا، تم مجھے دنیا میں یاد کرو مین تمہیں آخرت میں یاد کروں گا، تم مجھے زمین پر یاد کرو میں تمہیں قبر میں یاد کروں گا، تم مجھے آبادی اور مکانوں میں یاد کرو میں تمہیں جنگلوں اور وحشت کے میدانوں میں یاد کروں گا، تم مجھے راحت مین یاد کرو میں تمہیں بلا میں یاد کروں گا، تم مجھے مجاہدہ سے یاد کرو میں تمہیں ہدیت سے یاد کروں گا، تم مجھے صدق واخلاص سے یاد کرو میں تمہیں خلاص واختصاص سے یاد کروں گا، تم مجھے زندگی میں ربوبیت سے یاد کرو میں تمہیں مرتے وقت عبودیت سے یاد کرون گا، تم کہو یا ربی میں کہوں گا یا عبدی، تم کہو میں گنہگار رہوں میں کہوں گا میں غفار ہوں۔ (تفسیر نعیمی ج۲ ص۶۹)

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انا عند ظن عبدی وانا معه اذا ذکرنی فان ذکرنی فی نفسه ذکرته فی نفسی وان ذکرنی فی ملأ ذکرته فی ملأ خیر منهم وان تقرب الی شبرا تقربت الیه ذراعا وان تقرب الی ذراعا تقربت الیه باعا وان اتانی یمشی اتیته هرولة ۔ (متفق علیہ)

ترجمہ: میرا بندہ جیسے مجھ سے گمان رکھتا ہے ویسے ہی میں اس کے ساتھ برتاؤ کرتا ہوں۔ اگر وہ مجھ دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے ایسے ہی یاد کرتا ہوں۔ اگر مجمع عام میں یاد کرے تو میں اسے بہتر مجمع میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ ایک بالش میرے قریب ہوتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کے قریب ہو جاتا ہوں، اگر وہ ایک ہاتھ مجھ سے قریب ہوتا ہے تو میں اس سے دو ہاتھ قریب ہو جاتا ہوں۔ اگر وہ چل کر میری طرف آئے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے نبی اکرم نور مجسم سید عرب وعجم محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اذکرونی یا معشر العباد بطاعتی اذکرکم بمغفرتی ۔ اے بندو! تم میری اطاعت کے ساتھ مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی مغفرت کے ساتھ یاد کروں گا۔ (مسند الفردوس ج۳ ص۵۰، درمنثور ج۱ ص........)

ذکر ایمان کی علامت ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

ذکر الله علم الایمان وبراء ة من النفاق و حصن من الشیطان و حرز من النار۔ (تنبیہ الغافلین ص۲۲۲)

ذکر الٰہی ایمان کی علامت اور پہچان ہے، نفاق سے بیزاری کا سبب ہے، شیطان سے حفاظت کا اسلحہ اور جہنم کی آگ سے بچنے ذریعہ ہے۔

سامعین کرام! اس حدیث مبارک میں حضور رحمت عالم مسیحائے کائنات ﷺ نے ذکر الٰہی کے چار فائدوں کا ذکر فرمایا:

پہلا فائدہ:

ذکر خداوندی یہ ایمان کی پہچان ہے۔ جس طرح ہر چیز کی علامت اور اس کی پہچان ہوتی ہے جس سے اس چیز کی معرفت بڑی آسانی سے بلکہ پہلی نظر ہی میں ہو جاتی ہے۔ مثلاً ہر ملک کا اپنا ایک علامتی جھنڈا ہوتا ہے، ہندوستان کے جھنڈے پر ترنگا ہوتا ہے، پاکستان کے جھنڈے پر چاند ہوتا ہے، سعودی عرب کے

جھنڈے پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوتا ہے، امریکہ کے جھنڈا پر ستارے ہوتے ہیں اور نیپال کے جھنڈے پر چاند اور سورج دونوں کا سنگم ہوتا ہے۔ ان جھنڈوں کو دیکھنے کہ بعد اس بات کی شناخت ہو جاتی ہے کہ یہ فلاں ملک کا جھنڈا ہے کلمہ والا سعودی کا، ستارے والا امریکہ کا، چاند والا پاکستان کا، ترنگا والا ہندوستان کا اور چاند و سورج والا نیپال کا تو بلا تمثیل سمجھئے کہ جس زبان پر اللہ کا ذکر ہوگا سمجھ لو کہ وہ سنی مسلمان ہے اور جس کی زبان پر اللہ کے ذکر کی بجائے کسی بت کا نام ہو سمجھ لو وہ کوئی کافر ہے۔ اس لئے اپنی زبان پر اللہ کا ذکر جاری رکھو تا کہ دیکھنے والا سمجھ لے یہ تو خدا کا بندہ اور مصطفیٰ کا غلام ہے۔ مولانا روم فرماتے ہیں:

گرتو خواہی زیستن با آبرو
ذکر او کن ذکر او کن ذکر او
ہر گدارا ذکر او سلطن کند
ذکر او بس زیور ایمان بود

دوسرا فائدہ:

اور ذکر کا دوسرا فائدہ جو حضور نے بتایا نفاق اور منافقت سے بیزاری ہے۔ یعنی جو اللہ کا ذکر کرتا ہے وہ منافقت و نفاق سے پاک ہوتا ہے اور خالص مومنین میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ جو منافق ہوتا ہے جس کی زبان پر کلمہ ہوتا اور دل اللہ اور اس کے رسول سے بغض و عداوت ہوتی ہے وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذکر سے اپنے سینے کو آباد نہیں کرتے۔ اگر کبھی ذکر کرتے بھی ہیں تو دل سے نہیں۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں:

مومن ہے وہ جو ان کی عزت پہ مرے دل سے
تعظیم بھی کرتا ہے نجدی تو مرے دل سے

تیسرا فائدہ:

ذکر کا تیسرا فائدہ شیطان سے حفاظت ہے۔ یعنی جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی اپنے ذکر کے طفیل شیطان کے شر سے حفاظت فرماتا ہے۔ چنانچہ

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الشیطان جاثم علیٰ قلب ابن آدم فاذا ذکر الله خنس واذا غفل وسوس ۔ شیطان مومن انسان کے دل پر چمٹا رہتا ہے، جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان ہٹ جاتا ہے اور جب بندہ ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو شیطان وسوسہ ڈالتا رہتا ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۹۹)

چوتھا فائدہ:

اور ذکر کا چوتھا فائدہ یہ ہے کہ ذکر کرنے والا بندۂ مومن جہنم سے نجات پالیتا ہے اگر کسی عمل کے سبب وہ جہنم کا مستحق ہو بھی جائے بلکہ جہنم میں داخل کر دیا گیا ہو تب بھی اللہ رب العزت ذکر کی برکت اور اس کے طفیل اسے جہنم سے نکال کر جنت میں داخل فرمادے گا۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے فرشتو!

اخرجوا من النار من ذکرنی یوما او خافنی فی مقام ۔ (ترمذی ص ۲۷۲، مستدرک ج ۱ ص ۱۴۱)

میرے اس بندے کو جہنم سے نکالو جس نے ایک دن بھی مجھے یاد کیا ہو، میرا چرچا کیا ہو، میرا ذکر کیا ہو اور کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہو۔

چار نعمتیں:

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جسے چار چیزوں کی توفیق ملی وہ چار انعامات سے نوازا جائے گا:

(۱)ومن اعطی الذکر ذکرہ اللہ لان اللہ تعالیٰ یقول فاذکرونی اذکرکم۔
جسے ذکر کی توفیق دی گئی تو اسے اللہ تعالیٰ بھی یاد کرتا رہے کیونکہ فرمان باری تعالیٰ ہے تو مجھے یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا۔
(۲)ومن اعطی الدعاء اعطی بالاجابۃ لان اللہ یقول ادعونی استجب لکم۔
جسے دعا کی توفیق ملی تو اس کی دعا ضرور قبول ہوگی، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تو مجھے پکارو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔
(۳)ومن اعطی الشکر اعطی الزیادۃ لان اللہ یقول لئن شکرتم لازیدنکم۔
جسے شکر کی توفیق بخشی گئی اسے اور زیادہ عطا کیا جائے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اگر تو میرا شکر کرو گے تو میں تمہیں ضرور زیادہ دوں گا۔
(۴)ومن اعطی الاستغفار اعطی المغفرۃ لان اللہ یقول استغفروا ربکم انہ کان غفورا۔
جسے استغفار کی دولت عطا کی گئی اور رب کی بارگاہ میں استغفار کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اسے مغفرت اور بخشش کا پروانہ عطا فرمائے گا۔
(درمنثور ج۱ص............،مجمع الزوائد ج۱۰ص۱۴۹)

محبان گرامی!

تو میں ذکر اور مجلس ذکر کی فضیلت بیان کر رہا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جسے رب تعالیٰ کے ذکر کی توفیق ملی تو اللہ تعالیٰ بھی اسے یاد فرماتا ہے۔ یہ حد درجہ سعادت وخوش نصیبی کی بات ہے کہ خود اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کرنے والے بندے کو یاد فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہے:

صحابی رسول حضرت ابودردا رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے آقا و مولیٰ حضور رحمۃ للعالمین، مراد العاشقین ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

ان اللہ یقول انا مع عبدی اذا ھو ذکرنی و تحرکت بی شفتاہ۔(مستدرک ج۱ص۴۹۶،درمنثور ج۱ص......)

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ میرا ذکر کرتا ہے اور میرے ذکر کے ساتھ اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں۔

اللہ اکبر! ذکر کی کتنی بڑی فضیلت ہے اور ذکر کرنے والے کو کیسی سعادت و بلند قسمتی میسر ہوتی ہے کہ جب وہ ذکر الٰہی میں مصروف و مگن ہوتا ہے تو رب تعالیٰ اس کے ساتھ ہوتا ہے، اس کی تائید و نصرت اور اسکی رحمت اس بندے کے ساتھ ہوتی ہے۔ اب جس بندے کی طرف رب تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ کے ساتھ متوجہ ہو جائے اس گردش زمانہ کی کیا فکر ہو سکتی ہے۔ یقیناً وہ خوش نصیب ہر خوف و خطر سے مامون اور محفوظ ہوگا۔

ذکر درہم خرچ کرنے سے بھی بہتر ہے:

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

لو ان رجلا فی حجرہ دراھم و آخر یذکر اللہ لکان الذاکر للہ افضل۔(مجمع الزوائد ج۱۰ص۷۴،درمنثور ج۱ص......)

ایک شخص کے کمرے میں درہم ہوں جنہیں سہ مسلسل اللہ کے راستہ میں غربا ءفقراء اور محتاجوں میں تقسیم کرتا ہے اور دوسرا شخص اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس ذکر کرنے والا کا مقام درہم خرچ کرنے والے سے بڑھ کر ہوگا۔

اس حدیث پاک سے صاف طور پر معلوم ہو گیا کہ سرکار کی امت کا وہ طبقہ جس کے پاس روپے پیسے اور دولت کا انبار نہیں جسے راہ خدا میں خرچ کر کے صدقہ و خیرات کا ثواب حاصل کر سکے مگر مصطفیٰ کریم نے ان کے لئے ایسے نسخہ کی رہنمائی فرمائی کہ جس کی پابندی سے اللہ تعالیٰ صدقہ وخیرات کرنے سے بھی زیادہ اجر و ثواب عنایت فرمائے گا اور وہ عمل و نسخہ ذکر الٰہی ہے۔ اس لئے اے مسلمانو! اس کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کہ دیکھنے والا تمہیں دیوانہ اور مجنوں کہنے لگے۔ چنانچہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ غمخوار امت نبی رحمت ﷺ نے فرمایا:

اکثروا ذکراللہ حتیٰ یقولوا مجنون۔(مجمع الزوائد ج۱۰ص۷۵)

اس کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو کہ لوگ کہیں کہ یہ دیوانہ ہے۔

میرے بھائیو! دنیا میں کوئی اپنے معشوق و محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے، جب کہ وہ دیوانگی فنا ہونے والی ہے۔ مگر اس ہستی کے ذکر و یاد کی دیوانگی جس نے ساری

کائنات کو پیدا کیا ہے۔ یہ تو خوش نصیبی ہے کہ اس پاک پروردگار عالم کے ذکر کی توفیق ہم مسلمانوں کو ملتی ہے۔ایک حدیث میں حضور رحمت عالم ﷺ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اتنا کرو کہ منافق کہیں انکم مراؤن تم ریا کار ہو،دکھاوا کر رہے ہو۔اس طرح سے وہ تمہیں طعنہ دیں۔اور آج جب ہم میلاد پاک کی محفل مناتے ہیں تو اس دور کے منافق کہتے کہ یہ بدعت ہے،شرک ہے۔حضور کے زمانہ میں نہیں تھا۔چودہ سو برس پہلے جو بات حضور نے فرمایا آج وہ بات بالکل صادق آرہی ہے اور مصطفیٰ کا دیوانہ اللہ ورسول کے ذکر کی محفل مناتے ہیں تو یہ لوگ اسے ناجائز کہتے ہیں۔اس لئے ان منافقوں کو چڑھانے کے لئے ہم کثرت کے ساتھ ذکر خدا اور ذکر مصطفیٰ کی محفل منعقد کرتے رہیں کہ ذکر مصطفیٰ بھی ذکر خدا ہے اور جو ذکر خدا سے مصطفیٰ کے ذکر کو جدا کرنا چاہے وہ آنکھ اور دل دونوں سے اندھا ہے۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں:

جو ذکر خدا ان سے جدا چاہو نجدیو

حاشا یہ ہوس بے بصر کی ہے

اور

خاک ہوجائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا

دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

بہتر ایمان:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور سرور کائنات ﷺ سے عرض کیا حضور!افضل ایمان کیا ہے؟ تو ارشاد فرمایا:

ان تحب لله و تبغض لله و تعمل فی ذکرالله (درمنثور ج اص.......)

افضل ایمان یہ ہے کہ تو کسی سے محبت کرو تو اللہ تعالیٰ کے لئے اور کسی سے دشمنی کرو تو اللہ تعالیٰ کے لئے اور یہ کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لگے رہو۔

معلوم ہوا کہ جو مسلمان اللہ کے لئے دوستی اور اللہ کے لئے دشمنی کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتا ہے تو وہ ایمان کے افضل واعلیٰ مقام پر فائز ہوتا ہے۔

حضرات محترم!

جب بات آگئی ہے اللہ کے لئے دوستی اور اللہ کے دشمنی کی تو اس سلسلے میں ایک حدیث سماعت کرتے چلیں۔کیونکہ آج کل آدمی کسی سے محبت کرتا ہے اللہ کے لئے کم اپنے مفاد اور مطلب کے لئے زیادہ اسی طرح دشمنی بھی کرتا ہے تو اپنے ہی فائدہ کے لئے۔قرض نہیں دیا تو دشمنی،دعوت نہیں دی تو دشمنی،شادی میں نہیں بلایا تو دشمنی،کچھ مانگا اور نہیں دیا تو دشمنی اور وہ مومن سے جس سے محبت کرنی چاہئے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم ارشاد فرماتے ہیں:

ان لله عبادا یوضع لهم یوم القیمة منابرمن نورلیسوا بانبیاء ولا شهداء یغبطهم الانبیاء والشهداء فقالوا من هم یارسول الله قال هم المتحابون فی الله۔

(تنبیہ الغافلون ص۲۹۶)

قیامت کے دن اللہ کے کچھ ایسے بندے ہوں گے جن کے لئے نور کے منبر رکھے جائیں گے وہ انبیا اور شہدا نہیں ہوں گے مگر ان پر انبیا اور شہدا کو بھی رشک ہوگا۔صحابہ نے دریافت کیا حضور وہ خوش نصیب لوگ کون ہوں گے؟ فرمایا اللہ کے لئے آپس میں محبت کرنے والے ہوں گے۔

نور عرش کا سایہ:

حضرت ابوالمخارق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا معراج کی رات میرا گذر ایک ایسے شخص کے پاس سے ہوا جو عرش الٰہی کے نور میں چھپا ہوا تھا،مین نے پوچھا یہ کون ہے،کیا یہ کوئی فرشتہ ہے؟ تو کہا گیا نہیں!میں پوچھا یہ نبی ہے جسے یہ مقام ومرتبہ ملا ہے؟ تو کہا گیا نہیں۔تو میں نے پوچھا یہ نہ فرشتہ ہے نہ نبی تو یہ ہے کون؟ بتایا گیا:

هذا رجل كان فی الدنیا لسانه رطب من ذکر الله و قلبه معلق بالمساجد ولم یستسب لوالدیه ۔(ترغیب وترہیب ج۲ص ۳۹۵)

ترجمہ: یہ وہ شخص ہے جس کی زبان پر ہمیشہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا تھا، اس کا دل ہمیشہ مسجدوں میں لگا رہتا تھا اور اپنے ماں باپ کو کبھی گالی گلوچ نہیں دیا کرتا تھا۔

دل کی نکھار ذکر الٰہی میں ہے:

ہر چیز کی صفائی کا کوئی نہ کوئی آلہ ہوتا ہے، مثلا کپڑا گندا ہو جائے تو اسے صابن سے صاف کر دیا جاتا ہے کیونکہ صابن اس کی صفائی کا آلہ ہے، لوہا زنگ آلود ہو جائے تو اسے بھٹی میں تپا کر صاف کر دیا جاتا ہے، بدن پر میل بیٹھ جائے تو پانی سے اسے دور کر دیا جاتا ہے کیونکہ پانی بدن کی صفائی اور پاکیزگی کا آلہ ہے۔معلوم ہوا کہ ہر چیز کی صفائی کا ایک آلہ ہوتا ہے جس سے اس چیز کی صفائی کر دی جاتی ہے۔اسی طرح جب دل پراگندہ ہو جائے، اس پر غفلت کا میل جم جائے تو اس کی صفائی اللہ کے ذکر سے ہوتی ہے، جب بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اس کے دل میں نکھار پیدا ہو جاتی ہے۔چنانچہ:

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ان لکل شئی صقالة وان صقالة القلوب ذکر الله وما من شئی انجیٰ من عذاب الله من ذکر الله۔ (شعب الایمان ج۱ص ۳۹۶، مشکوٰۃ ص....)

ہر چیز کی صفائی اور نکھار ہے اور دل کی صفاء اور نکھار اللہ کا ذکر ہے۔اور کوئی چیز ذکر اللہ سے بڑھ کر عذاب سے نجات نہیں دیتی۔

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں:

دنیاوی الجھنیں اور گناہ آئینہ دل کو میلا کرتے رہتے ہیں اور ذکر اللہ اس میل کو دور کر کے اس آئینہ کو شفاف بناتا ہے۔اگر انسان گناہ نہ کرے پھر ذکر اللہ کرے تو دل پر ایسی پالش ہوتی ہے کہ سارا عالم اس دل میں نظر آتا ہے۔جیسے گھر کا سارا سامان دیوار میں لگے ہوئے شفاف آئینہ میں۔پھر بندہ سارا عالم کو کف دست کی طرح دیکھتا ہے۔حضور غوث اعظم فرماتے ہیں:

نظرت الیٰ بلاد الله جمیعا

کخردلة علیٰ حکم اتصال

قرآن کریم فرمارہا ہے آصف بن برخیا نے شام سے بیٹھے ہوئے تخت بلقیس کو جو یمن تھا دیکھ بھی لیا اور اٹھا بھی لائے، عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہاوند کی جنگ کو دیکھ بھی لیا اور حضرت ساریہ کو نقشہ جنگ سمجھا بھی دیا، یہ سب صفائی دل کے کرشمے ہیں۔(مرآۃ المناجیح ج۳)

تو جب دل گناہوں کے سبب میلا ہو جائے تو اسے چمکانے کے لئے ذکر اللہ اور ذکر مصطفیٰ کر لیجئے اور اس کے لئے محفل ذکر ونعت اور مجلس میلاد پاک میں ضرور شرکت کیجئے کہ وہاں ذکر خدا بھی ہوتا ہے اور ذکر مصطفیٰ بھی اور جب دونوں ذکروں میں انسان مشغول ہوتا ہے تو اس کے دل کی صفائی اور چمک میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں:

چمک تجھ سے پاتے ہیں سب پانے والے
میرا دل بھی چمکا دے چمکانے والے
برستا نہیں دیکھ کر ابر رحمت
بدوں پر بھی برسا دے برسانے والے

و ماعلینا الا البلاغ

اعتکاف کے فضائل ومسائل

الحمد لله رب العلمین فاطر السمٰوٰت والارضین والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیاء و المرسلین ذری سنام الایمان واساس اصول الدین وعلیٰ اٰله وصحبه العابدین الراکعین الساجدین العاکفین

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

ولا تباشروهن وانتم عکفون فی المساجد(بقرہ۱۸۷)

ترجمہ: اورعورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجدوں میں اعتکاف سے ہو۔(کنزالایمان)

رمضان ہے اللہ کی قربت کا مہینہ
جسمانی اور روحانی عبادت کا مہینہ
ہے مغفرتِ حق ندا عشرۂ ثانی
اللہ کی ہے خاص عطا عشرۂ ثانی
بخشش کا مہینہ ہے عنایت کا مہینہ
کھل جاتے ہیں اس عشرہ میں بخشش کے دریچے
حوریں بھی بیان کرتی ہیں صائم کے قصیدے
ہے عالم بالا میں شہرت کا مہینہ
روحانی مدارج کا ہے عنوان یہ عشرہ
اللہ کا صائم پہ ہے احسان یہ عشرہ
آسان خدا کی ہے محبت کا مہینہ

معزز سامعین کرام!

آج میری تقریر کا عنوان ''اعتکاف کے فضائل ومسائل'' ہے۔اس موضوع پر کچھ دیر گفتگو کرنے سے قبل آئے ہم سب مل کر اپنے کرم فرما آقا،مکی مدنی داتا، سببِ خلقت زمین وآسماں،سید انس وجاں،مسند نشین چار بالش نبوت ورسالت،سرور چمن جلالت،خطیب منبر سعادت،نقیب لشکر سیادت،فص نگین تمکن و دولت،نص یقین دین وملت،دلیل راہ معرفت وحقیقت جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ روحی فداہ ﷺ کی بارگاہ دُرَرْ بار میں عقیدت ومحبت کے ساتھ درود شریف پڑھیں اور پڑھئے بآواز بلند:

اللهم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل سیدنا محمد فی کل وقت و حین۔

محبان گرامی!

رمضان شریف میں تین عشرہ ہیں اور ہر ایک کی الگ الگ فضیلت ہے اور اتنی فضیلت ہے کہ اس کا صرف تصور کیا جاسکتا ہے اسے لفظوں میں کما حقہ بیان نہیں کیا جاسکتا۔آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

وهو شهر اوله رحمة واوسطه مغفرة و آخره عتق من النار۔(مشکوۃ ص.....،تنبیہ الغافلین ص۱۸۶)

رمضان شریف وہ مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت کا ہے، دوسرا عشرہ بخشش کا ہے اور تیسرا عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔ اسی آخری عشرہ کی آخری رات کو لیلۃ الجائزہ یعنی انعام واکرام والی رات کہا جاتا ہے۔ اس رات میں اللہ تعالیٰ اس قدر بندوں کو آزادی ونجات عطا فرماتا ہے جس قدر پورے رمضان شریف میں یعنی اس ایک رات میں اللہ تعالیٰ ایک کڑوراسی لاکھ گناہ گاروں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے بلکہ اس سے بھی زائد کو آزاد فرماتا ہے۔ اسی آخری عشرہ میں شب قدر ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے جہاں مسلمان روزہ، تراویح، صدقات وخیرات کے ذریعہ اپنے مولیٰ کو راضی کرتے ہیں اور اپنے خالق کی طرف سے بہتر اجروثواب کے مستحق ہوتے ہیں وہیں رمضان شریف کے آخری عشرہ کا اعتکاف سے استقبال کرتے ہیں، اللہ عزوجل کی بارگاہ کا قرب ونزدیکی حاصل کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کے کفارہ کا سامان اکٹھا کرتے ہیں۔ اعتکاف کی فضیلت واہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اعتکاف کرنے والوں کے لئے اپنے دو جلیل القدر نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو مسجد کو پاک وصاف کرنے کا حکم دیا۔ ارشاد الٰہی ہے:

وعهدنا الى ابراهيم واسمعيل ان طهرا بيتى للطائفين والعاكفين والركع السجود۔ (بقرہ ۱۲۵)

ترجمہ: اور ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم واسمٰعیل کو کہ میرا گھر (مسجد) خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع وسجود والوں کے لئے۔ (کنز الایمان)

دیکھئے اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسجد کو صاف ستھرا کرنے کا حکم دیا وہ بھی وقت کے جلیل القدر نبیوں کو کس کے لئے طواف کعبہ کرنے والوں کے لئے، اعتکاف کرنے والوں کے لئے اور رکوع وسجدہ سے مسجدوں کو آباد کرنے والوں کے لئے۔

حضرات!

اعتکاف کی صورت میں مسلمانوں کو، گنہگاروں کو، سیاہ کاروں کو، عصیاں شعاروں کو، عابدین کو، زاہدین کو، راکعین کو، ساجدین کو، خاشعین کو، عارفین کو، سالکین کو، قائمین کو اور صائمین کو ایسی لازوال نعمت اور بے مثال دولت مل گئی کہ جس سے گنہگار گناہوں سے پاک وصاف ہوں گے اور عصیاں شعار فلاح و کامیابی سے جھوم اٹھیں گے اور مقربین بندے بارگاہ الٰہی کے قرب خاص سے نوازے جائیں گے اور عبادت گذاروں کو ذوق عبادت اور لذت بندگی نصیب ہوگی۔

لذت بندگی قرار زندگی اعتکاف میں ہے
سکون دل روح کی تازگی اعتکاف میں ہے
قربت حق کا جام پیتے ہیں معتکف
نور عرفاں ایمان کی بالیدگی اعتکاف میں ہے

عزیزان ملت اسلامیہ!

اعتکاف ایک ایسی عبادت ہے کہ صرف اس ایک عبادت کی وجہ سے اعتکاف کرنے والا انسان بے شمار نیکیوں کو حاصل کر لیتا ہے اور گناہوں سے محفوظ رہتا ہے۔ وہ اعتکاف کی حالت میں نماز بھی پڑھتا ہے، نفلی عبادتیں بھی کر لیتا ہے، تسبیح وتہلیل اور ذکرودعا بھی کرتا ہے اور قرآن کی تلاوت بھی کر لیتا ہے، اللہ اکبر، الحمدللہ کا وظیفہ بھی کرتا ہے اور حضور پر درود بھی بھیج کر اپنی سوئی قسمت جگا لیتا ہے۔ جی ہاں! یہ وہی عبادت ہے جس کی وجہ سے انسان پورے دس دن اور دس رات بری مجلسوں، برے ساتھیوں سے دور ہوکر دنیاوی تمام تعلقات توڑ کر ایک اللہ وحدہ لاشریک کی رحمت کی چوکھٹ پر یہ آسرا لگا کر بیٹھ جاتا ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کرم سے رحمت وبخشش کی بھیک نہ مل جائے وہ ٹلنے والا نہیں ہے۔

حضرت عطا خراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

ان مثل المعتكف مثل المحرم القى نفسه بين يدى الرحمن فقال والله لا برح حتىٰ ترحمنی۔

(درمنثور ج......ص............)اعتکاف میں بیٹھنے والے کی مثال اس شخص کی طرح جو اپنے آپ کو اللہ رحمٰن ورحیم کے سامنے ڈال دیتا ہے اور کہتا ہے اللہ کی قسم! میں تیرے در کو نہیں چھوڑوں گا جب تک تو مجھ پر رحم نہ فرمائے۔

اسی لئے حکم ہے کہ اعتکاف میں بیٹھنے والا دنیا کے تمام تعلقات اور الجھنوں سے الگ ہو کر اور دنیا کے تمام خیالات وتصورات کو دل سے نکال کر اعتکاف میں بیٹھے۔ بلکہ حالت اعتکاف میں مسجد سے نکل کر اپنی شریک حیات کے پاس بھی نہ جائے، اسے ہاتھ تک نہ لگائے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

ولا تباشروهن وانتم عاكفون فى المسجد تلك حدود الله فلا تقربوها ۔اورعورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جبکہ تم مسجدوں میں اعتکاف سے بیٹھے ہو، یہ اللہ کی حدیں ہیں تو تم ان کے قریب نہ جانا۔

اعتکاف کی تعریف اور قسمیں:

اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے لئے قربت وثواب کی نیت سے مسجد میں سنی صحیح العقیدہ مسلمان کا مکمل طہارت و پاکی کے ساتھ ٹھہرنے کا نام اعتکاف ہے۔ اعتکاف تین طرح کا ہوتا ہے اور ہر ایک کا الگ حکم ہے۔

(۱)اعتکاف واجب: کسی نے زبان سے اعتکاف کی منت مانی مثلا کہا اے اللہ! اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اعتکاف میں بیٹھوں گا تو یہ اعتکاف واجب ہے۔

(۲)اعتکاف سنت مؤکدہ: رمضان شریف کے عشرۂ اخیرہ یعنی آخری دس دن میں جو اعتکاف کیا جاتا ہے اسے اعتکاف سنت مؤکدہ کہا جاتا ہے۔اس کا وقت بیسویں رمضان کو سورج ڈوبنے کے بعد بہ نیت اعتکاف مسجد میں ٹھہرنا اور انتیسویں تیسویں تاریخ کو چاند نظر آنے تک ہے۔

(۳)اعتکاف مستحب: اعتکاف واجب اور رمضان شریف کے اعتکاف کے علاوہ جو اعتکاف ہے اسے اعتکاف مستحب سنت غیر مؤکدہ کہا جاتا ہے۔اس کے لئے نہ روزہ شرط ہے اور نہ کوئی خاص وقت مقرر ہے۔ مگر اعتکاف واجب اور اعتکاف سنت مؤکدہ میں روزہ شرط ہے اس کے بغیر اعتکاف نہیں ہوگا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

من اعتكف ايماناو احتسابا غفر له ما تقدم من ذنبه و من اعتكف فلا يحر من لكلام۔(کنزالعمال ج۸ ص۵۳۲ حدیث نمبر ۲۴۱۷۲)

ترجمہ: جس نے ایمان ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے اعتکاف کیا تو اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے اور جو شخص اعتکاف میں بیٹھے تو فضول باتیں نہ کرے۔

حکایت:

کسی گاؤں میں ایک نوجوان رہتا تھا، جو ہمیشہ گناہوں میں ملوث رہتا تھا، زندگی کا ہر لمحہ نافرمانی اور سرکشی میں گذارتا تھا۔حد تو یہ تھی کہ رمضان شریف جیسے مہینہ میں بھی روزہ نہیں رکھتا تھا۔ایک دفعہ راستہ سے گذر رہا تھا کیا دیکھتا ہے کہ اس راستہ کے چوراہا پر لوگ بھیڑ لگائے کھڑے ہیں۔اس مجمع کے قریب جب جاتا ہے۔فوجد عالما يعظ الناس يامرهم بالمعروف وينهى عن المنكر ويتحدث لهم عن فضائل الصيام و الاعتكاف والتراويح ۔تو دیکھا کہ ایک عالم دین لوگوں کو وعظ ونصیحت کر رہے ہیں، نیکی کرنے اور برائی سے رکنے کی دعوت دے رہے ہیں لوگوں کو رمضان اور اعتکاف کی برکتیں اور تراویح کی فضیلت بتا رہے ہیں۔پس وہ نوجوان بھی کھڑا ہو کر اس عالم دین کی گفتگو سننے لگا۔ عالم کی گفتگو نے اس کے دل پر وہ گہرا اثر کیا کہ جب اس مجمع سے اپنے گھر جاتا ہے اس کے دل میں ایک عجیب سی بے چینی ہونے لگی ہے، دل سے گناہوں کی سرکشی کی اور نافرمانی کی خواہش دھیرے دھیرے ختم ہونے لگی ہے۔آخر کار دل میں ارادہ کرتا ہے رمضان شریف کا مہینہ چل رہا ہے اس کے کئی دن گذر چکے ہیں اگر چہ ان دنوں کے روزے ہم نے نہیں رکھے ہیں مگر جتنے دن بچ گئے ہیں انہیں غنیمت جاننا چاہئے اور ان دنوں کے روزے رکھنے چاہئے ۔چنانچہ روزہ رکھنا شروع کر دیتا

ہے۔جب بیسویں رمضان کا دن شروع ہوا تو سوچتا ہے آج لوگ مسجدوں میں جا کر دس دن کے اعتکاف کریں گے، تنہائی میں بیٹھ کر اللہ عزوجل کی عبادت کریں گے۔یہ اچھا موقع ہے میں بھی اعتکاف کی نیت سے آج شام سے مسجد میں بیٹھ جاؤں گا۔شام ہوتی ہے مغرب کی نماز پڑھتا ہے اور اعتکاف کی نیت کر کے مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ جاتا ہے۔پورے دس دن عبادت و بندگی، ذکر و تلاوت، درود و دعا اور آہ وزاری میں مشغول رہنے لگا۔دل میں یہ بھی عہد کرلیا تھا کہ جو روزے قضا ہو گئے ہیں انہیں رمضان کے بعد رکھلوں گا۔اللہ اللہ! رب کی مشیت دیکھئے اعتکاف کے آخری دن مسجد ہی میں اس آدمی کی روح پرواز کر جاتی ہے۔لوگوں نے اسے غسل دے کر کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھ کر قبر میں جیسے ہی اتارا ہے، یہ دیکھ کر لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس کی قبر ہے یا جنت کا باغ۔قبر کشادہ ہو گئی ہے اور خوشبودار پودے لگے ہوئے ہیں۔ابھی لوگ تعجب ہی میں تھے کہ ایک غیبی آواز آئی:

ان هـذا الشـاب قـد مات تائبا من الذنوب فقد غفرت له ذنوبه ببركة الاعتكاف فى شهر رمضان ونا ل هذا المقام من عند الـلـه العلا م ۔اس نوجوان کو موت اس حالت میں ہوئی کہ یہ اپنے گذشتہ گناہوں سے تائب ہو چکا تھا اور اعتکاف کی برکت کے سبب اس کے تمام گناہوں معاف کردئے گئے ہیں اور اسی لئے اللہ علیم وخبیر کی طرف سے اسے یہ اعلیٰ مقام اور بلند مرتبہ ملا ہے۔(اعجب القصص والامثال)

اعتکاف سنت مصطفیٰ ہے:

رمضان المبارک کے آخری عشرہ کا اعتکاف یہ میرے پیارے آقا ﷺ کی وہ سنت مبارکہ ہے جسے حضور اقدس ﷺ نے پوری زندگی پابندی کے ساتھ ادا کرتے رہے۔اور ان دس راتوں کو عبادتوں سے آباد کرتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ:

کـان رسول الله ﷺ يعتكف العشر الاواخر من رمضان ۔یعنی حضور پرنور ﷺ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔
(بخاری ج ا ص ۳۴۵ بیروت، مسلم ج...ص.....)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی آپ فرماتی ہیں کہ:

ان النبى ﷺ كا ن يعتكف العشر الا واخر من رمضان حتىٰ توفاه الله ثم اعتكف ازواجه من بعده ۔یعنی نبی کریم، رسول رؤف و رحیم ﷺ رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے، یہاں تک کہ آپ پردہ فرما گئے۔پھر آپ کے وصال کے بعد ازواج مطہرات امہات المؤمنین حضور کی اس سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے اعتکاف کرتی رہیں۔(بخاری ج ۴ ص ۲۷۱، مسلم ج...ص ۱۱۷۲)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ ہر سال رمضان کے مہینہ میں ایک بار پورے قرآن شریف کا دور فرماتے اور جس سال آپ ﷺ کا پردہ ہوا اس سال دو بار قرآن شریف کا دور فرمایا۔وكـان يـعـتـكـف فـى كـل عـام عشـرا فـاعتكف عشرين فى العام الذى قبـض فيــه۔اور ہر سال دس دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے لیکن جس سال حضور رحمت عالم ﷺ کا وصال پر ملال ہوا اس سال حضور نے بیس دن کا اعتکاف کیا۔(بخاری ج....ص....، ریاض الصالحین حدیث نمبر ۱۲۷۰)

فائدہ:

ان تینوں احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رمضان شریف میں اعتکاف کرنا حضور اقدس ﷺ کی سنت ہے وہ بھی سنت مؤکدہ۔کیونکہ ہر سال حضور بلا ناغہ پابندی کے ساتھ اعتکاف میں بیٹھتے۔اسی لئے حکم ہے کہ مسجد محلّہ جس میں اذان و اقامت کے ساتھ نماز ہوتی ہو محلّہ سے کم سے کم ایک آدمی کا اعتکاف میں بیٹھنا سنت کفایہ ہے۔یعنی ایک آدمی بھی بیٹھ گیا تو محلّہ کے سبھی لوگ گناہ سے بچ جائیں گے ورنہ اہل محلّہ سنت مؤکدہ چھوڑنے کی وجہ سے گنہگار رہوں گے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ کو فرماتے سنا:

كل مسجد له مؤذن وامام فالاعتكاف فيه يصلح۔ جس مسجد میں اذان دینے کے لئے مؤذن اور امامت کا فریضہ انجام دینے کے لئے امام ہو اس

میں اعتکاف کیا جائے۔(درمنثور ج ا ص ۴۸۵ مکتبہ شاملہ، سنن دار قطنی ج ۲ ص ۲۰۰)

برادران ملت اسلامیہ:

اعتکاف کے بے شمار فائدے ہیں ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کی اعتکاف میں بیٹھنے والا خوش نصیب مسلمان دنیا کے سارے جھمیلوں سے ہٹ کر گوشۂ تنہائی اپنی پوری توجہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر میں لگا کر اللہ کی رضا حاصل کر لیتا ہے اور تمام گناہوں سے پاک و صاف ہوکر مسجد سے باہر نکلتا ہے۔

پیغمبر آخر الزماں ﷺ نے فرمایا:

من اعتكف يوم ابتغاء وجه الله جعل الله بينه وبين النار ثلاث خنادق ابعد مما بين الخافقين ۔ترجمہ: اللہ رب العزت کی رضا اور اس کی خوشنودی کی خاطر جس نے ایک دن کا اعتکاف کیا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان تین خندقیں (گڑھے) بنا دے گا ہر خندق کے درمیان اتنی دوری ہوگی جتنی دوری پورب اور پچھم کے بیچ ہے۔(کنز العمال ج ۸ ص ۵۳۲، اتحاف السادۃ المتقین ج ۶ ص ۲۹۲)

وضاحت:

جب ایک دن کے اعتکاف کی فضیلت کا عالم یہ ہے تو دس دن کے اعتکاف کی فضیلت و ثواب کا عالم کیا ہوگا۔

حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد محترم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا:

من اعتكف عشر ا فى رمضان كا ن لحجتين و عمرتين ۔(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۳۰۵) یعنی جس نے رمضان شریف میں دس دن کا اعتکاف کیا تو اس کو دو حج اور دو عمرہ کے برابر ثواب دیا جائے گا۔

اعلیٰ حضرت سرکار ارشاد فرماتے ہیں:

وہ تو نہایت سستا سودا بیچ رہے ہیں جنت کا

ہم مفلس کیا مول چکائے اپنا ہاتھ ہی خالی ہے

ایک مسئلہ کی وضاحت:

اعتکاف میں بیٹھنے والوں کے لئے یہ پابندی ہے کہ جب تک اعتکاف میں ہیں ان کے لئے مسجد سے باہر بغیر عذر شرعی حرام ہے، اگر نکلا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا اگر چہ بھول کر نکلا ہو اور ثواب سے محروم رہ جائے گا۔اور مسجد سے نکلنے کے دو عذر ہیں:

(۱) ایک حاجت طبعی: جو مسجد میں پوری نہ ہو سکے، جیسے پاخانہ، پیشاب، استنجا، وضو اور غسل کی ضرورت ہو تو غسل۔مگر آج کل اکثر مسجدوں سے متصل ہی ان چیزوں کا انتظام ہے اس لئے اب مسجد سے باہر دوسری جگہ یا گھر ان حاجتوں کے لئے جانا جائز نہیں ہوگا۔

(۲) دوسری حاجت شرعی: مثلاً عید یا جمعہ کے لئے جبکہ جس مسجد میں اعتکاف میں بیٹھا ہے وہاں جمعہ نہ ہوتی ہو۔مریض کی عیادت، یا نماز جنازہ کے گیا تو ان صورتوں میں بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔(بہار شریعت)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

والسنة فى المعتكف ان لا يخرج الا لحاجة لا بد منها ولا يعود مريضا ولا يمس امرأته ولا يجوز ان يباشر ها ولا اعتكاف الا فى مسجد جماعة والسنة فيمن اعتكف ان يصوم ۔(مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۸۰۳۷، ابوداؤد ج ۲ ص ۴۹۲ حدیث نمبر ۲۴۷۳)

یعنی معتکف کے لئے حکم ہے کہ وہ حاجت انسانیہ کے بغیر مسجد سے نہ نکلے، نہ جنازہ کے پیچھے جائے، نہ مریض کی عیادت کرے، نہ عورت کو چھوئے، نہ اس سے مباشرت کرے اور اعتکاف مسجد جماعت میں ہے اور معتکف روزہ بھی رکھے۔

معتکف کو تو عیادت، جنازہ میں شرکت اور دیگر نیک اعمال کے لئے مسجد سے باہر جانے سے روک دیا گیا مگر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ

معتکف کو حالت اعتکاف میں بھی ان اعمال کا ثواب بغیر کئے عطا کیا جائے گا۔ چنانچہ:
اللہ کے پیارے حبیب، گلشن رسالت و نبوت کے مہکتے پھول حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:

انه یعکف الذنوب ویجری له من الاجر کاجر عامل الحسنات کلها۔ (درمنثور ج ۱ ص ۴۸۵ مکتبہ شاملہ، کنز العمال ج ۱ ص ۵۳۱، ابن ماجہ ج ۲ ص ۳۶۵)
یعنی اعتکاف میں بیٹھنے والا گناہوں سے رک جاتا ہے اور اس کے لئے اس طرح اجر و ثواب دیا جاتا ہے جیسے تمام نیکیاں کرنے والے کے لئے اجر جاری ہوتا ہے۔

اسی طرح وہ لوگ جو کسی وجہ سے اعتکاف میں بیٹھ کر اس کی برکتیں، فضیلتیں اور اجر و ثواب حاصل نہیں کر سکے لیکن باہر دوسری نیکیاں کرتے رہے تو انہیں بھی مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے ان اعمال سے خوش ہو کر انہیں بھی اعتکاف کے ثواب سے مالا مال فرمائے گا۔ چنانچہ:
حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس آیا اور عرض کی کہ ایک کام کے سلسلے میں آپ میرے ساتھ چلیں۔ حضرت حسین نے فرمایا میں معتکف ہوں، اعتکاف میں بیٹھا ہوں۔ وہ شخص حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر سارا واقعہ کہہ سنایا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

لو مشیٰ معك لكان خیرا له من اعتكافه والله لا ن امشی معك فی حاجتك احب الی من ان اعتكف شهرا۔ (درمنثور ج ۱ ص.....)
ترجمہ: اگر وہ تیرے ساتھ چل پڑتے تو یہ ان کے اعتکاف سے بہتر تھا۔ اللہ کی قسم! تیری حاجت اور ضرورت پوری کرنے کے لئے تیرے ساتھ جانا میرے نزدیک ایک مہینہ اعتکاف کرنے سے بہتر ہے۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا ن امشی مع اخ لی فی حاجة احب من ان اعتكف شهرا فی مسجدی هذاومن مشی مع اخیه المسلم فی حاجة حتی یقضیها ثبت الله قدمیه یو م تزل الا قدام ۔ (درمنثور ج ۱ ص.......)
ترجمہ: اپنے بھائی کے ساتھ کسی کام کے لئے چلنا میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ میں اپنی اس مسجد میں ایک مہینہ اعتکاف کروں۔ جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت کے لئے اس کے ساتھ چلا یہاں تک کہ اس نے اس کی حاجت پوری کر دی تو اللہ تعالیٰ اس دن اس کے قدموں کو ثابت رکھے گا جس دن قدم لڑکھڑائیں گے اور ڈگمگائیں گے۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ مسجد نبوی میں اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص ان کے پاس کسی کام کے لئے آیا تو آپ اس کے ساتھ چل پڑے اور فرمایا میں نے اس قبر والی ذات یعنی محمد رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ:

من مشی فی حاجة اخیه و بلغ فیها كان خیرا من اعتكا ف عشر سنین۔ (..........)
جو اپنے بھائی کی حاجت پوری کرنے کے لئے جاتا ہے اور اس کا کام پورا کر دیتا ہے تو اس کا یہ عمل دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے۔ (سبحان اللہ!)
مگر آج مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنا تو دور الٹے مسلمان بھائی کا حق چھین لیتے ہیں، ان کا مال ہڑپ تے رہتے ہیں، کوئی کسی پر ظلم و زیادتی کرتا ہے تو کوئی پڑوسی کی عزت و آبرو کا جنازہ نکالتا ہے۔ انہیں کیا معلوم کہ مسلمان بھائی کی مدد کرنا، تکلیف میں ان کا ساتھ دینا بلکہ محبت سے انہیں دیکھنے پر اللہ تعالیٰ کس قدر خوش ہوتا ہے۔
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نظر الرجل الیٰ اخیه عن شوق خیر من اعتكا ف سنة فی مسجدی هذا ۔ (کنز العمال ج ۶ ص ۴۴۳)
یعنی آدمی کا اپنے بھائی کی طرف محبت سے دیکھنا ہی میری اس مسجد میں ایک سال کے اعتکاف سے بہتر ہے۔

اورحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے آقا غریبوں کے داتا، بے سہاروں کے سہارا نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

من مشیٰ فی حاجة اخیه اظله الله بخمسة و سبعین الف ملك حتی یفرغ فاذا فرغ کتب له اجرحجة و عمرة ۔

ترجمہ: جو شخص اپنے کسی بھائی کی حاجت کے لئے چلا تو اللہ تعالیٰ اسے پچھتر ہزار نورانی فرشتوں کے پروں کا سایہ عطا فرمائے گا۔ یہاں تک کہ وہ اس کی ضرورت پوری کرنے سے فارغ ہو جائے۔ اور جب فارغ ہو جاتا ہے تو اسے ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

اعتکاف کے فائدے:

حضرات!

اعتکاف دس روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس کے بے شمار فائدے ہیں۔ مثلاً کثرت ذکر اللہ، عبادت و بندگی، شب بیداری، تلاوت قرآن، دعا، درود میں مشغولیت، استغفار و توبہ، جھوٹ، چغلی، غیبت، برے دوست، بری مجلس، اجنبیہ عورتوں سے ملنے جلنے سے پرہیز اس طرح کے بے شمار گناہوں سے آدمی حالت اعتکاف میں بچ جاتا ہے۔ اور سب سے اہم فائدہ یہ ہے کہ ان دس طاق راتوں میں آنے والی رات یعنی شب قدر کو پا لیتا ہے جس کی فضیلت و عظمت مکمل ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ اور ان فائدوں میں ایک فائدہ یہ ہے کہ جو آدمی اعتکاف میں بیٹھتا ہے تو رات کا وہ پچھلا پہر ملتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ بندوں کی طرف متوجہ ہو کر مانگنے والے کو عطا فرماتا ہے، بخشش طلب کرنے والے کو بخش دیتا ہے، مصیبت زدہ کو مصیبت سے رہائی حاصل ہو جاتی ہے اور ہر وہ دعا اس کی قبول ہوتی ہے جو وہ مانگتا ہے۔ چنانچہ:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ان فی اللیل لساعة لا یوافقها رجل مسلم یسأل الله تعالیٰ خیرا من امرالدنیا والآخرة الا اعطاه ایاه وذلك كل لیلة ۔(مسلم ج..ص....، ریاض الصالحین حدیث نمبر ۱۱۷۸)

ترجمہ: رات میں ایک ایسی گھڑی ہے جسے کوئی مسلمان آدمی پالے اور اس میں دنیا و آخرت کی جس بھلائی کا سوال کرے گا تو اللہ عزوجل اسے ضرور عطا فرمائے گا۔ اور یہ گھڑی ہر رات کو ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم تمامی مسلمانوں کی مغفرت فرمائے اور رمضان المبارک برکتوں مالا مال فرمائے۔ آمین

و ماعلینا الا البلاغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ذکر کی فضیلت

الحمد للہ الذی سبح لہ ما فی الارضین والسماوات والصلوٰۃ والسلام علیٰ من انتقل نورہ من اصلاب الطاھرین الیٰ ارحام الطاھرات وعلیٰ آلہ وصحبہ ذی الفضل والکرامات

اما بعد

فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون

صدق اللہ العلی العظیم

رحمت ونور کی برسات بھلی لگتی ہے
شہرِ طیبہ کی ہر اک بات بھلی لگتی ہے
نوشہہ کون ومکاں اور صحابہ کا ہجوم
ماہ وانجم کی یہ بارات بھلی لگتی ہے
ایک معبود سے بندے کا تعلق ہے نماز
شب معراج کی سوغات بھلی لگتی ہے
مملکت والو گدا بن کے چلو طیبہ میں
درِ سرکار کی خیرات بھلی لگتی ہے
(بیکل اتساہی)

قابل صد احترام سامعین!

آج کی اس پرکیف، روح پرور، نور ونکہت اور رحمت وبرکت میں ڈوبی ہوئی ساعت میں ذکر خدا عزوجل کی فضیلت پر آیت کریمہ کی روشنی میں جس کی میں نے تلاوت کی ہے کچھ عرض کروں گا اور پوری کوشش کروں گا کہ میں اپنی باتیں آپ تک اس انداز میں پہنچاؤں کہ آپ سمجھ سکیں اور آپ کچھ حاصل کر کے ہی یہاں سے اپنے گھروں کو لوٹیں۔ آئے کچھ سننے اور سنانے سے قبل معمول کے مطابق وفور الفت، جوش عقیدت، پیار، محبت اور نہایت ہی ادب واحترام کے ساتھ سرور کائنات، سید موجودات، بدر الدجیٰ، نور الھدیٰ، خیر الوریٰ، شمس الضحیٰ، خواجہ کونین، نبی الحرمین، رسول الثقلین، ندیم خلوت خانہ قاب قوسین، جد الحسن والحسین، زینت گلشن رسالت، سرور چمن نبوت، خورشید سیمائے ملاحت، حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ ناز میں درود پاک کا نذرانہ پیش کریں اور پڑھیں بآواز بلند.................................صلی اللہ علی النبی الامی وآلہ وصحبہ بارک وسلم

حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں زندگی بخشی اور اپنے کرم سے طرح طرح کی رنگ برنگ کی نعمتیں عطا فرمائیں، اولاد دیا، مال ودولت عطا کئے، جینے کے لئے سانس، زندگی بسر کرنے کے لئے خوبصورت گھر، بدن چھپانے کے لئے عمدہ کپڑے دیئے اور نہ جانے اور بھی کتنی عمدہ عمدہ نعمتیں عطا فرمائیں، جن کا ہم شمار نہیں کر سکتے اور کرم بالائے کرم یہ کہ وہ کبھی ہمیں فراموش نہیں کرتا۔ تو ہ بندوں پر ضروری ہے کہ اس کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کریں اور ہر وقت، ہر آن، ہر لحظہ، ہر دم ہر ساعت، ہر گھڑی صبح ہو کہ شام، رات ہو کہ دن، میدان کارزار ہو کہ گہوارۂ امن وامان، سخت سردی کے ایام ہوں کہ شدت کی گرمی کی گھڑیاں، دکھ

ہو کہ سکھ، اضطرابی حالتیں ہوں کہ سکون کے پل، مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹے کہ خوشیوں کے لمحات ملے، مکان ہو کہ دکان، دالان ہو کہ کھلیان، رہ گذر ہو کہ بازار، خلوت ہو کہ جلوت، تنہائیاں ہوں کہ دوستوں کی بزم آرائیاں، بستر مرگ وعلالت ہو کہ بستر صحت وراحت، دفتر ہو کہ گھر، کھڑے ہوں کہ بیٹھے، چت لیٹے ہوں کہ پہلو کے بل غرض کہ ہر وقت، ہر جگہ اور ہر حالت میں رب کائنات کے ذکر و یاد میں ہمیں مشغول ومصروف رہنا چاہئے۔

ذکر ہر دم ہو خفی ہو یا جلی
خود بخود کھلنے لگے دل کی کلی
دل تو دل ہے سانس کی لہر لہر سے
اللہ اللہ کی صدا اٹھنے لگے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱)یایها الذین آمنوا اذا لقیتم فئة فاثبتوا واذکروا الله کثیرا لعلکم تفلحون (انفال۴۵)

ترجمہ: اے ایمان والو جب کسی فوج سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی یاد بہت کرو کہ تم مراد کو پہنچے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو آدمی اللہ رب العزت کا ذکر خوب کثرت سے کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے کامیابی عطا فرماتا ہے۔ چنانچہ ایک دوسرے مقام پر قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ذکر کرنے والے کو بشارت ومژدہ دیتے ہوئے فرمایا:

(۲)اذا قضیت الصلوۃ فانتشروا فی الارض وابتغوا من فضل الله واذکروا الله لعلکم تفلحون (جمعہ۱۰)

ترجمہ: جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو زمین پر پھیل جاؤ اور اپنے حلال کاروبار میں لگ کر اللہ کا فضل تلاش کرو اور بکثرت اللہ کا ذکر کرو تا کہ تم کامیاب ہو۔

ذکر کس طرح کیا جائے:

جب اللہ تعالیٰ کا ذکر کریں تو اس کی عظمت وجلال کو پیش نظر رکھیں ہمہ تن متوجہ ہو کر اشکبار آنکھوں سے کریں، بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور دل ذکر الٰہی کے لئے نرم ہو جائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(۳)الله نزل احسن الحدیث کتٰبا متشابها مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم ثم تلین جلودهم و قلوبهم الیٰ ذکر الله (زمر۲۳)

ترجمہ: اللہ نے ایسا عمدہ کلام نازل فرمایا جس کی تمام آیتیں ایک جیسی ہیں، بار بار دہرائی ہوئی ہیں (یعنی بار باران کی تلاوت کی جاتی ہیں) جو لوگ اللہ سے ڈرتے ہیں اس کلام سے ان جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، پھر ان کی کھالیں اور دل اللہ کے ذکر کے لئے نرم ہو جاتے ہیں۔

اس لئے حدیث میں آیا ہے کہ جب قرآن کی تلاوت کرو تو اس کی تلاوت کے دوران رووفان لم تبکو ا فتباکو اا گرر ونہ سکو، آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے نہ بہہ سکیں تو کم سے کم رونے جیسی صورت ہی بنالو۔ اور جب آدمی اس کیفیت اور اس انداز میں رب تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو حکم ہوتا ہے:

(۴)وبشر المخبتین الذین اذا ذکر الله وجلت قلوبهم (حج ۳۴۔۳۵)

ترجمہ: اور اے محبوب تواضع کرنے والوں کو خوش خبری سنا دیں جب اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل کانپ جاتے ہیں۔

ذکر الٰہی سے دل کو سکون ملتا ہے:

حضرات! آج ہمارے پاس خوبصورت بنگلے، بڑی بڑی تجارت گاہیں، زمین وجائیداد، سونے چاندی کے زیورات، ہیرے موتیوں کے انبار، اور خوبصورت اعلیٰ کوالیٹی کی بیش قیمت گاڑیاں ہیں، عیش وعشرت کے سارے سامان موجود ہیں مگر اس کے باوجود ہم ایک پل بھی سکون نہیں رہ پاتے، دادعیش دینے کے لئے ساری چیزیں دستیاب ہونے کے باوجود سکون وچین کے لئے ترس رہے ہیں، دل میں ایک عجیب الجھن ہے، ذہن ودماغ میں کھلبلی مچی ہوئی ہے،

ٹینشن ہے، تناؤ ہے مگر سکون نہیں۔ آخر آپ نے کبھی غور کیا کہ سب کچھ ہوتے ہوئے بھی ہم سکون کا پل کیوں نہیں گذار پا رہے ہیں؟ اگر مال و دولت سے سکون نہیں ملے گا، بنگلے کوٹھیوں سے آرام نہیں ملے گا، بیوی بچوں اور عیش وعشرت کی ان چیزوں سے قلب وجگر، ذہن وفکر کو راحت اور چین وسکون، سرور و اطمینان میسر نہیں ہوگا تو وہ کون سی چیز ہے جس میں دل و دماغ، جسم وروح اور قلب وجگر کو اطمینان وسکون مل سکتا ہے؟ تو آؤ رب کی کتاب قرآن عظیم کی چوکھٹ پر حاضری دیتے اور پوچھتے ہیں کہ اے خداوند قدوس کی آخری اور مبارک کتاب! ہم کیا کریں کہ ہمیں سکوں ملے، وہ کون سا نسخہ کیمیا ہے جس سے ہمارے دل اور ذہن ودماغ کی بے چینی دور ہوجائے اور ہمیں سکون واطمینان کی دولت نصیب ہو؟ تو قرآن رہنمائی کرتے ہوئے فرمائے گا:

الا بذکر الله تطمئن القلوب

سنو! دنیا کی کسی چیز سے، بنگلوں گاڑیوں اور ایئر کنڈیشنڈ آفس میں بیٹھنے سے سکون نہیں ملے گا بلکہ سکون تمہیں اللہ اللہ کرنے اور رب کے ذکر میں مشغول رہنے سے ملے گا۔

نہ دولت سے نہ دنیا سے نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

رحمت الٰہی کا سایہ:

معزز سامعین کرام! کون نہیں جانتا کہ قیامت کا دن بڑا ہی بھیانک اور جاں سوز ہوگا، جس دن نفسی نفسی کا عالم ہوگا، اس کا ایک دن دنیا کے پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا، پسینوں میں لوگ شرابور ہوں گے، کسی کے ٹخنہ تک تو کسی کے گھٹنے تک پسینہ ہوگا، کوئی سینہ تک اور کوئی سر تک پسینہ میں ڈوبا ہوگا، سورج بالکل سر کے قریب ہوگا جس کی سخت دھوپ اور تپش سے ایسا محسوس ہوگا کہ دماغ کھول رہا ہے، زمین تانبے کی ہوگی اس دن کوئی کسی کا یار ومددگار اور پرسان حال نہ ہوگا مگر اس اذیت ناک اور تکلیف سے بھری ہوئی ساعتوں میں اللہ رب العزت کے کچھ بندے ایسے ہوں گے جو ہر چیز سے بے خوف ہوکر، ہر گھبراہٹ سے بے پرواہ ہوکر اللہ تعالیٰ کے سایہ رحمت میں ہوں گے، ان کے سروں پر رب کی رحمتوں کا شامیانہ ہوگا اور جن کے سروں پر رحمت الٰہی کا سایہ ہو وہ خوف محشر سے کیوں گھبرائیں۔ ان خوش نصیبوں میں سے ایک وہ شخص ہے جو اللہ کے ذکر میں اس طرح دنیا میں مصروف ہوتے ہیں کہ ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے ٹپکنے لگتے ہیں۔

چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرور کائنات جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سبعة يظلهم الله فى ظله يوم لا ظل الا ظله الامام العادل و شاب نشأ فى عبادة ربه ورجل قلبه معلق فى المساجد ورجلان تحابا فى الله اجتمعا عليه و تفرقا عليه ورجل طلبته ذات منصب و جمال فقال انى اخاف الله ورجل تصدق اخفاء حتىٰ لا تعلم شماله ماتنفق يمينه ورجل ذكر الله خاليا ففاضت عيناه۔ (بخاری ج ا ص ۹۱)

ترجمہ: سات آدمی اس دن اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوں گے جس دن اللہ رب العزت کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا:

(۱) انصاف کرنے والا بادشاہ (۲) اپنے رب کی عبادت کرنے والا جوان (۳) وہ آدمی جس کا دل ہمیشہ مسجد میں لگا رہے (۴) وہ دو شخص جو آپس میں ایک دوسرے سے محبت اللہ کے لئے کرتے ہیں، اسی پر اکٹھے ہوتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں (۵) وہ شخص جسے جاہ ومنصب والی خوبصورت گناہ کی دعوت دے اور وہ کہے میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) وہ شخص جو چھپ کر دائیں ہاتھ سے صدقہ دے یہاں تک کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہو اور (۷) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو آدمی اللہ رب العزت کا ذکر کرتا ہے اور اس کیفیت کے ساتھ کہ ذکر کے وقت اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اپنی رحمت کا سایہ عطا فرمائے گا۔ اور اتنا ہی نہیں اگر ذکر کے وقت خوف الٰہی سے اس کی آنکھوں سے آنسو بہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی

آنکھوں کو جہنم کی بھڑکتی آگ سے نجات بھی عطا فرمائے گا۔ چنانچہ

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

عینان لا تمسهما النار عین بکت من خشیة الله و عین باتت تحرس فی سبیل الله۔ (ترمذی ج۴ ص۹۲ حدیث نمبر ۱۶۳۹)

ترجمہ: دو آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئے اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دے کر رات گذاری۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مدینے کے تاجدار، رسولوں کے سردار، شفیع روز شمار ﷺ نے فرمایا:

من ذکرالله ففاضت عیناه من خشیة الله حتیٰ یصیب الارض من دموعه لم یعذبه الله تعالیٰ یوم القیمة۔

ترجمہ: جس نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا اور خوف الٰہی سے اس قدر رویا کہ اس کے آنسو زمین تک پہنچ گئے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے عذاب نہیں دے گا۔

(مستدرک ج۴ ص۲۸۹، المعجم الاوسط ج۲ ص۱۷۸)

ذکر کرنے اور نہ کرنے والے کی مثال:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم رؤف ورحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مثل الذی یذکرربه رالذی لا یذکر مثل الحی و ا لمیت (بخاری ج۲ ص۹۴۸)

ترجمہ: جو شخص اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا ان مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ ذکر کرنے والا، اللہ کو یاد کرنے والا زندہ ہوتا ہے اور جو ذکر اللہ سے غافل ہو جاتا ہے تو اگر چہ وہ زندہ ہوتا ہے مگر وہ حقیقت میں لطف زندگی سے محروم ہوتا ہے۔ اسی طرح جس گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے رب کے ذکر کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں اس گھر میں رحمت خداوندی کا نزول ہوتا ہے اور جس گھر میں رب کا ذکر نہ ہو تو وہ گھر قبرستان ہوتا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مثل البیت الذی یذکرالله فیه والبیت الذی لا یذکرالله فیه مثل الحی والمیت (مسلم ج۱ ص۲۶۵)

یعنی جس گھر میں اللہ کا ذکر کیا جائے اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہ کیا جائے ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی اشرفی علیہ الرحمۃ والرضوان مرآت شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں:

یعنی جس طرح زندہ کا جسم روح سے آباد ہے مردہ کا غیر آباد ایسے ہی ذاکر کا دل ذکر سے آباد ہے غافل کا ویران۔ یا جیسے شہروں کی آبادی زندوں سے ہے مردوں سے نہیں ایسے ہی آخرت کی آبادی ذاکرین سے ہے غافلین سے نہیں۔ یا جیسے زندہ دوسروں کو نفع نقصان پہنچا سکتا ہے مردہ نہیں ایسے اللہ کے ذاکر سے نفع ونقصان خلق حاصل کرتی ہے غافلین سے نہیں۔ یا جیسے مردے کو کوئی دوا وغیرہ مفید نہیں ایسے ہی غافل کو کوئی عمل وغیرہ مفید نہیں، اللہ کا ذکر کرو پھر دوسرے اعمال۔ غافل مرکر بھی جیتا ہے غافل زندہ رہ کر بھی مردہ ہے۔

محبوب ومردود کی پہچان:

حضرات محترم! آپ نے ابھی سماعت فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے اس کی مثال زندوں کی طرح ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس کی مثال مردوں کی طرح ہے اگر چہ وہ زندہ کیوں نہ ہو۔ اب ذرا یہ واقعہ عبرت کے طور پر ملاحظہ کرتے چلئے اور غور کیجئے کہ جو ذکر کرتا ہے اس کا مقام اللہ رب العزت کے نزدیک کتنا اونچا ہے اور جو ذکر نہیں کرتا اس سے اللہ تعالیٰ کس قدر ناراض ہوتا ہے۔

واقعہ: ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کی مولیٰ تعالیٰ! میں یہ پہچاننا چاہتا ہوں کہ تو کس بندہ کو محبوب رکھتا ہے اور کس سے تو ناراض ہے۔ اے میرے مولا! مین کیسے پہچانوں کہ تو فلاں بندہ سے محبت رکھتا ہے اور فلاں بندہ کو ناپسند کرتا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ جب میں کسی بندے سے محبت کرتا ہوں تو میں اس میں دو نشانیاں پیدا کر دیتا ہوں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا مولیٰ! وہ نشانیاں کیا ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے

فرمایا:

الهمه ذکری لکی اذکره فی ملکوت السماوات والارض واعصمه عن محارمی وسخطی کی لایحل علیه عذابی ونقمتی یاموسیٰ ۔اے موسیٰ! میرے محبوب بندے کی نشانیاں اور علامتیں یہ ہیں کہ میں اس کے دل میں اپنے ذکر کی محبت ڈال دیتا ہوں تا کہ میں آسمان وزمین کی بادشاہت میں اس کے چرچے کرادوں ۔اور دوسری نشانی یہ ہے میں حرام میں پڑنے سے اسے محفوظ کردیتا ہوں ،اپنی ناراض گی سے بچالیتا ہوں تا کہ وہ میرے انتقام اور عذاب وسزا کی گرفت سے بچ جائے ۔اور جب میں کسی بندے کو ناپسند کرتا ہوں تو اس میں بھی دوعلامتیں پیدا کردیتا ہوں ۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا مولیٰ! وہ دوعلامتیں کیا ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انسیه ذکری واخلی بینه وبین نفسه لکی یقع فی محارمی بسخطی فیحل علیه عذابی و نقمتی ۔وہ بندہ میرا ذکر کرنا چھوڑ دیتا ہے ،میرے ذکر سے غافل ہوجاتا ہے ۔اس کے اور اس کے نفس کے درمیان ایسی راہیں آجاتی ہیں کہ وہ خواہشات کی راہوں پر چل کر حرام کاری میں اس طرح مبتلا ہوجاتا ہے کہ میرے عذاب اور غضب وانتقام کا حقدار و مستحق بن جاتا ہے ۔(تنبیہ الغافلین ص ۲۲۵)

ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہو:

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ! فرائض کے علاوہ اسلام کے جو دوسرے احکام یعنی نفلی احکام ہیں میرے لئے وہ بہت زیادہ ہیں ،سب پر عمل کرنا مشکل ہے تو حضور! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں کہ جس پر میں پابندی سے عمل کروں؟ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: لایزال لسانك رطبا من ذکر الله (ترمذی ص ۴۸۶)

تمہاری زبان پر ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر رہے ۔

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الذین لا تزال السنتهم رطبة من ذکر الله یدخلون الجنة وهم یضحکون ۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۱۱۱، درمنثور ج ۱ ص ۳۶۶)

ترجمہ: جن لوگوں کی زبانیں ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر رہتی ہیں وہ مسکراتے ہوئے جنت میں داخل ہوجائیں گے ۔

ایک سوال کا جواب:

حضرات گرامی!

ہوسکتا ہے کہ آپ میں سے کسی کے ذہن میں سوال پیدا ہو رہا ہوگا اور یہ بات کھٹک رہی ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ذکر الٰہی کرنے کا حکم دیا ہے اور حضور سرور کائنات کی حدیثیں ذکر کی فضیلت میں آئی ہیں تو جس ذکر کا اتنا بڑا مقام اور اتنی بڑی فضیلت قرآن وحدیث میں آئی ہے تو آخر خدا کا ذکر کس طرح کیا جائے؟ تو آئے ذکر کی فضیلت میں مزید روایات پیش کرنے سے پہلے میں آپ کو بتادوں کہ ذکر کس طرح اور کن الفاظ کرنا چاہئے ۔اس سے پہلے ایک بار درود شریف پڑھیں:

اللہ رب محمد صلی علیہ وسلما ۔نحن عباد محمد صلی علیہ وسلم

سامعین کرام! ذکر کا معنی ہے یاد کرنا اور ذکر الٰہی کا معنیٰ ہے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا تو جن الفاظ وکلمات سے اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو، اس کی عظمت کا اظہار ہو، اس کی پاکی کا بیان ہو، بڑائی کی جائے تو ان الفاظ وکلمات کا ورد ووظیفہ کرنا ذکر الٰہی ہوگا ۔مثلاً لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ، الحمد للہ اور کھانے پینے ،اٹھنے بیٹھنے، سوتے جاگتے کی جو دعائیں ہیں انہیں پڑھنا یہ سب ذکر الٰہی میں شمار کئے جاتے ہیں ۔ذکر کے کلمات اور ان کی فضیلت ان شاء اللہ پھر کسی موقع پر بیان کروں گا فی الحال اختصار کے ساتھ حضرت فقیہ سمرقندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ ارشاد سماعت فرماتے چلیں:

تنبیہ الغافلین ص ۲۳۶ پر فرماتے ہیں:

من حفظ سبع کلمات فھو عند اللہ شریف وعند الملائکۃ شریف وغفر اللہ لہ ذنوبہ وان کانت مثل زبد البحر ویجد حلاوۃ الطاعۃ وتکون حیاتہ و مماتہ خیر ا لہ۔

یعنی جو شخص ان سات باتوں کی پابندی کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور فرشتوں کے نزدیک معزز ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کلمات کی بدولت سمندر کی جھاگ کے برابر گناہوں کی بخشش فرمادیتا ہے، ان باتوں کی پابندی کرنے والا عبادت و بندگی کی میٹھاس پاتا ہے اور اس کا جینا مرنا اس کے لئے بہتر ہوجاتا ہے۔

(۱) ہر چیز کی ابتدا یعنی شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا

(۲) کوئی بھی کام مکمل کرے تو الحمد للہ کہے

(۳) زبان پر جب کوئی لغو و بیکار بات آجائے تو کم ہو یا زیادہ اس کے بعد استغفر اللہ کہنا

(۴) آئندہ دن میں کئے جانے والے کام کے بارے میں انشاء اللہ کہنا

(۵) جب کوئی ناپسندیدہ کام کا سامنا ہو تو ولا حول ولا قوۃ الا باللہ کہنا

(۶) جانی یا مالی مصیبت پیش آئے تھوڑی ہو یا زیادہ اس وقت انا للہ وانا الیہ راجعون کہنا۔ اور

(۷) صبح و شام زبان پر لا الٰہ الا اللہ جاری رکھنا۔

ذاکرین کا مقام و مرتبہ:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ای العباد افضل درجۃ عنداللہ یوم القیمۃ ؟ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندوں میں کس کا درجہ سب سے افضل اور بڑھ کر ہوگا ؟ تو حضور رحمت عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: الذاکرین اللہ کثیرا قال قلت یا رسول اللہ و من الغازی فی سبیل اللہ قال لو ضرب بسیفہ فی الکفار و المشرکین حتیٰ ینکسر و یختضب لکان الذاکرین اللہ کثیرا افضل منہ درجۃ ۔ خوب کثرت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا سے بھی زیادہ؟ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص کفار اور مشرکین پر تلوار چلائے یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ جائے اور وہ خون سے رنگین ہوجائے پھر بھی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کا درجہ اس سے زیادہ افضل ہوگا۔

(ترمذی ص ۴۸۶، مسند احمد ج ۳ ص ۷۵، ترغیب و ترہیب ج ۲ ص ۲۵۴)

ذکر بہتر عمل بھی ہے اور بہتر صدقہ بھی:

معزز سامعین کرام!

ابھی میں نے ایک حدیث بیان کیا کہ ذکر الٰہی کرنے والے کا درجہ مجاہد فی سبیل اللہ سے بھی بڑھ کر ہے۔ اس سے یہ بات بہت اچھی طرح واضح ہوگئی کہ ذکر الٰہی ایک ایسا عمل اور ایسی عبادت ہے جو اللہ تعالیٰ کو بیحد پسند اور محبوب ہے۔ جو ذکر خدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دونوں جہان میں کثیر اجر و ثواب اور اعلیٰ درجات و مقامات پر فائز فرماتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ ذکر الٰہی عبادت تو ہے ہی یہ بہترین صدقہ بھی ہے گویا ذکر کرنے والا صدقہ کا بھی ثواب حاصل کرلیتا ہے۔ چنانچہ:

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

الا انبئکم بخیر اعمالکم وازکاھا عند ملیککم وارفعھا فی دفرجاتکم وخیر لکم من انفاق الذھب والورق وخیر لکم من ان

تلقوا عدوکم فتضربوا اعناقھم و یضربو ا اعناقکم ؟

کیا میں تم کو یہ خبر نہ دوں کہ تمہارا کون سا عمل سب سے اچھا ہے اور تمہارے رب کے نزدیک سب سے پاکیزہ ہے، جس کی وجہ سے تمہارے درجات سب سے زیادہ بلند ہوں، تمہارے لئے سونے چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے اور اس سے افضل ہے کہ تمہارا دشمنوں سے مقابلہ ہو اور تم ان کی گردنیں مارو اور وہ تمہاری گردنین ماریں؟ تو صحابہ کرام نے عرض کیا حضور! ضرور بتائیں کہ وہ کونسا عمل ہے جو اتنی فضیلیت اور برکت رکھتا ہے۔ تو حضور سرور کائنات نے ارشاد فرمایا ذکر اللہ وہ عمل جو اللہ کو بہت پسند ہے، جس سے تمہارے ددرجے بلند ہوتے ہیں، سونے چاندی خرچ کرنے اور جہاد کرنے سے بھی زیادہ افضل و بہتر ہے وہ ذکر الٰہی ہے۔ (ترمذی ص ۴۸۷، مسند احمد ج ۵ ص ۲۳۹، مستدرک ج ۱ ص ۶۷۳)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا:

ای الجھاد اعظم ذکر ا قال اکثرھم لله تبارك وتعالیٰ ذکرا قال فای الصالحین اعظم اجرا قال اکثرھم لله تبارك و تعالیٰ ذکر اثم ذکر الصلوٰة و الزکاة والحج الصدقة کل ذلك ورسول الله ﷺ یقول اکثرھم لله تبارك وتعالیٰ ذکرا۔

ترجمہ: کس جہاد کا اجر وثواب زیادہ آپ نے فرمایا جس جہاد میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا زیادہ ذکر ہو۔ اس نے کہا عمل صالح کرنے والوں میں زیادہ اجر وثواب پانے ولا کون ہے؟ تو حضور نے فرمایا جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا زیادہ ذکر کرتا ہے اسے زیادہ اجر وثواب عطا کیا جاتا ہے۔ پھر اس شخص نے نماز، زکوٰۃ، حج اور صدقہ ہر ایک کے متعلق یہی سوال کیا کہ کس میں زیادہ اجر وثواب ہے؟ تو حضور اقدس ﷺ نے یہی جواب دیا کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا زیادہ ذکر کرتا ہے۔ جب اتنا آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: یـــا ابـا حـفـص ذھـب الـذاکـرون بـکـل خیـر فقال رسول الله ﷺ اجل۔ اے ابوحفص ذکر کرنے والے ہر خیر کو لے گئے۔ تو حضور نے فرمایا ہاں۔ (مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۷۴)

ذکر افضل العبادات کیوں:

حضرات!

احادیث میں آیا ہے کہ ذکر الٰہی تمام عبادتوں میں افضل ہے، تمام اعمال سے بڑھ کر ہے اور خود اللہ تعالیٰ سورہ عنکبوت آیت ۴۵ میں فرماتا ہے: ولذکر اللہ اکبر۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑھ کر ہے۔ تو اس کی وجہ کیا ہے۔ تو سنئے

حضرت امام نصر بن محمد فقیہ سمر قندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

اچھی طرح جان لو کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر افضل عبادت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام عبادتوں کے لئے مقدار اور اوقات مقرر کئے ہیں، جب کہ ذکر الٰہی کے لئے نہ تو کوئی وقت مقرر ہے نہ کوئی مقدار بلکہ اللہ تعالیٰ نے بغیر مقدار کے کثرت سے ذکر کرنے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے: یـایھـا الـذین آمنو ا اذکروا الله ذکرا کثیر ا (احزاب ۴۱) اے ایمان والو یاد کیا کرو اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یعنی ہر حال میں کثرت سے ذکر الٰہی کرو۔

(تنبیہ الغافلین ص ۲۲۵)

و ماعلینا الا البلاغ

دل فرش پر تیری نظر:

الحمد لله خالق اللیل والنهار والصلوٰة و السلام علی نبیه المختار یعلم ما خفی من الا سرار وعلیٰ آله وصحبه الاخیار

اما بعد !

فا عو ذ بالله من الشیطٰن الرجیم ۔بسم الله الرحمٰن الرحیم

وما هو علی الغیب بضنین

حضرات! آیت کریمہ پر روشنی ڈالنے اور موضوع منتخب پر تفصیلی و تحقیقی گفتگو کرنے سے پہلے ہم سب مل کر عقیدت و محبت کے ساتھ اپنے آقا و مولیٰ مظہر کل، مفخر رسل، صدر جہاں، فخر زماں، شفیع عاصیاں، سرور سروراں، مالک ہر دو جہاں، مہر زمیں، ماہ یقیں، اشرف الاولیں، افضل الانبیاء والمرسلین حضور رحمۃ للعٰلمین جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ وآلہ وسلم کی رحمت و نکہت سے بھری بارگاہ درودوں کا ہدیہ باآواز بلند پیش کریں۔

اللهم صل علی سیدنا ومولانا محمد معدن الجود والکرم وعلیٰ آله وبارك وسلم

خدا کا فضل اعظم تم پر ہے

سکھا سب کچھ حق نے تمہیں دیا ہے

نہ منت تم پہ استادوں کی رکھی

تمہارا امی ہونا معجزہ ہے

ہتھیلی کی طرح پیش نظر ہے

ہوا جو ہوگا جو کچھ ہو رہا ہے

چھپا تم سے رہے کیوں کر کوئی راز

خدا بھی تو نہیں تم سے چھپا ہے

مسلط غیب پر تو کیوں نہ ہوتا

نبی و مجتبیٰ و مرتضیٰ ہے

(تاج الشریعہ)

حضرات باوقار! ہم اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ ہر چیز کا مالک و خالق عالم وخبیر اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے۔ وہ ہر کمال وخوبی کا مالک ہے، وہ اپنی ہر صفت و وصف میں ممتاز و بے نظیر ہے۔ جس طرح اس کی ذات میں کوئی شریک نہیں اسی طرح اس کی کسی صفت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ اس کی ہر صفت ذاتی، اس کا ہر کمال وخوبی ذاتی ہے۔ اس کا علم ذاتی۔ اس کا حکم ذاتی، اس کا رحیم و کریم ہونا ذاتی ہے، اس کا سمیع وبصیر ہونا بھی ذاتی ہے۔ اور یہ بھی ہمارا عقیدہ ہے کہ وہ اپنی عطا سے اپنے محبوب بندوں کو اپنے صفات و کمالات کا مظہر بنا دیتا ہے۔ اب جس کے اندر جو بھی خوبی ہوگی اسی کی عطا کرنے سے ہوگی۔ جو علیم ہوگا اس کی عطا سے ہوگا، جو خبیر ہوگا اسی کی عطا سے ہوگا، جو عالم غیب ہوگا اسی کی عطا سے ہوگا، جو مخبر ماضیات و مستقبلات ہوگا اس کی عطا سے ہوگا، اور اس مرتبہ پر وہی فائز ہوگا جو اس کا محبوب ہوگا، جو اس کا چنیدہ اور پسندیدہ ہوگا۔ اور اس کے تمام بندوں میں محبوب و پسندیدہ انبیاء کرام پھر اس کے صالحین بندے ہیں۔ اور تمام رسولوں میں، کل نبیوں میں اللہ تعالیٰ نے نزدیک سب سے زیادہ محبوب و معظم، منتخب و محتشم ہمارے اور تمہارے نبی رحمت عالم، سرور دو عالم حضور محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

خلق سے اولیا اولیاء سے رسل

اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی (ﷺ)
سارے اچھوں میں اچھا سمجھئے جسے
ہے ان اچھوں میں اچھا ہمارا نبی

حضرات! اللہ تبارک وتعالیٰ نے خاتم الانبیاء سید الاتقیاء حضور رحمت عالمﷺ اپنے کمالات وصفات کا مظہر بنایا ہے، اپنے جودوسخا کا مظہر بنایا ہے، اپنی سخاوت وفیاضی کا مظہر بنایا ہے، اپنے فضل وکرم کا مظہر بنایا ہے اور ہر چیز کا علم عطا فرما کر مخلوق کے رازوں کا معدن ومنبع بنا کر علمی کمال وسخاوت کی ایسی اونچی چوٹی پر فائز فرمایا ہے کہ اس تک عقل انسانی کی رسائی ممکن نہیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی علمی فیاضی کے بارے میں ارشاد فرمایا:

وماهو على الغيب بضنين

ترجمہ وتشریح: میرا محبوب غیب کی باتیں جانتے اور غیب کی باتیں بتانے بخیلی نہیں کرتے کہ غیب کی خبر دینے میں میرے نبی حد درجہ سخی وکریم ہیں۔ اب اے لوگو! تم میرے محبوب سے آسمان وزمین کے بارے میں پوچھو گے میرا محبوب بتا دیں گے، لوح وقلم اور کرسی کے بارے میں پوچھو گے میرا محبوب تمہیں بتا دیں گے، کائنات کی جس چیز کے بارے میں سوال کرو گے میرا محبوب بتا دیں گے ارے! میرے محبوب کے علم کی شان یہ ہے کہ میری عطا سے میرا محبوب اسے بھی جانتے ہیں جو تم ظاہر کرتے ہو اور اسے بھی جانتے ہیں جسے تم اپنے دل میں چھپاتے ہو یا جس کا تم دل میں قصد وارادہ کرتے ہو میرا محبوب اسے بھی جانتے ہیں۔

حضرات! اللہ کے رسول، دانائے خفایا وغیوب حضورﷺ کو اللہ تعالیٰ نے ایسا علمی مقام عطا فرمایا ہے کہ حضورﷺ انسان کے دل میں گزرنے والے خیال وارادے کو بھی جانتے ہیں گویا حضور انسان کے دلوں کی باتیں اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں جس طرح کوئی اپنی ہتھیلی کو۔ اعلیٰ حضرت سرکار نے فرمایا:

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حضرت قباث کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ:

صحابہ کرام کی فہرست میں ایک نام حضرت قباث بن اشیم لیثی کا بھی آتا ہے۔ ان کے قبول اسلام کا واقعہ یوں ہے کہ ایک دفعہ ان کے پاس چند عربی آئے اور بولے کہ: ان محمد اخرج يد عو الىٰ غير ديننا، محمد (ﷺ) ہمارے دین سے نکل گئے ہیں۔ وہ کسی اور دین کا پرچار کر رہے ہیں، وہ لوگوں کو ایک نئے دین دین اسلام کی دعوت دے رہے ہیں۔ یہ سن قباث اٹھے اور سیدھا رسول کریمﷺ کے پاس آ پہنچا۔ حضورﷺ نے فرمایا: اجلس يا قباث! اے قباث بیٹھ جاؤ۔ وہ غمزدہ ہو کر چپ چاپ بیٹھ گیا۔ ابھی قباث نے اپنے دل کی بات ظاہر بھی نہیں کی تھی کہ دل کی باتوں سے آگاہ غیب داں نبی کریمﷺ نے فرمایا: انت القائل لو خرجت نساء قريش با كمتها ردت محمدا واصحا به؟ کیا تم نے کہا تھا کہ اگر قریش کی عورتیں نقاب اوڑھ کر نکلتیں تو محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں (صحابہ) کو مار بھگاتیں؟ جیسے ہی قباث نے اپنے دل کی وہ باتیں رسول خدا، محبوب خداﷺ کی زبان مبارک سے سنیں جو ابھی اس نے زبان پر نہیں لایا تھا صرف دل میں سوچا تھا تو پکار اٹھا:

والذی بعث بالحق ما تحرك به لسانی ولا تزمز مت به شفتای و ما سمعه منی احد وماهو الاشئی هجس فی نفسی اشهد ان لا اله الا لله وحده لا شريك له واشهد ان محمد ارسول الله وان ماجئت به حق۔

اس ذات کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے یہ بات کبھی بھی میری زبان پر نہیں آئی نہ کبھی میرے ہونٹوں سے ادا ہوئی اور نہ مجھ سے یہ بات کسی نے سنی۔ یا رسول اللہ! میرے دل میں محض خیال سا پیدا ہو جسے میں نے کبھی زبان پر لایا بھی نہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدﷺ اللہ کے رسول برحق ہیں اور آپ جو دین (اسلام) لے کر

تشریف لائے ہیں وہ بلاشبہ حق ہے۔ (خصائص کبریٰ، ج ا، ص ۲۰۸، طبرانی)

خشوع وخضوع کا علم:

دل کی کیفیت کا نام خشوع ہے جس پر کوئی مطلع نہیں ہوسکتا مگر حضور رحمت عالم ﷺ انسان کی دلی کیفیت یعنی اس کے خشوع وخضوع سے بھی واقف ہیں۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

فو الله ما یخفی علی خشو عکم و لا رکوعکم انی لا راکم من ورائی کما اراکم...(بخاری ج ا ص ۵۹، مسلم ج ا، ص ۱۸۰)

خدا کی قسم! تمہارا نہ رکوع مجھ سے پوشیدہ ہے اور نہ تمہارا خشوع مجھ سے پوشیدہ ہے میں پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔

آپ سے کوئی راز پوشیدہ نہیں:

حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ ام المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضور کریم نبی رؤف ورحیم ﷺ نے مجھے ایک عورت کو پیغام نکاح دینے کے لئے بھیجا۔ میں اس خاتون کے پاس گئی، انہیں دیکھا اور پھر واپس حضور اکرم ﷺ کے پاس آ گئی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے پوچھا تم نے اسے کیسا پایا؟ انہوں نے عرض کیا حضور! میں نے اس میں کوئی فضیلت کی بات نہیں دیکھی۔ کوئی ایسی خوبی تو تھی نہیں جس کی وجہ سے آپ اس کے ساتھ نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: لقد رأیت خالا بخدھا اقشعرت ذوائبك۔ اے عائشہ! تم نے اس کے رخسار پر تل دیکھا جس سے تمہارے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ حضرت عائشہ نے حضور سے عرض کیا! مادونك سر و من یستطیع ان یکتمك، یارسول اللہ! آپ سے کوئی راز مخفی نہیں، بھلا کون ہے جو آپ سے کوئی بات چھپا سکے۔ (خصائص کبریٰ ج ۲، ص ۱۰۷)

رحمت عالم ﷺ کا تحفہ:

حضرات! آیئے ایک اور حدیث ملاحظہ فرماتے چلئے تاکہ آپ کے ایمان میں پختگی پیدا ہوجائے اور آپ کے یقین میں اضافہ ہوجائے کہ ہمارے آقا ومولیٰ حضور رحمت عالم ﷺ دل کے رازوں اور باتوں سے آگاہ ہیں اور انسان کے دل کی کوئی بات حضور ﷺ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک قاصد کو تحفہ دیکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف بھیجا کہ جاؤ اور یہ مبارک تحفہ میرے پیارے عثمان کو دے آؤ۔ نبی ﷺ کا قاصد تحفہ لیکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور سرکار دو عالم ﷺ کا بھیجا ہوا مبارک تحفہ پیش کیا۔ وہاں سے واپس ہونے میں کچھ زیادہ تاخیر ہوگئی۔ جب تاخیر سے بارگاہ رسالت مآب میں حاضر ہوئے تو رسول خدا ﷺ نے ان سے تاخیر سے آنے کی وجہ پوچھی۔ پھر خود ہی ارشاد فرمایا:

ان شئت اخبر تك بما حبسك كنت تنظر الی عثمان مرة والی رقية مرة ایهما احسن ؟ اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتادیتا ہوں کہ تمہارے تاخیر سے آنے کی وجہ کیا ہے؟ تم کبھی عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھتے تھے اور کبھی میری بیٹی رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تاکہ تمہیں یہ معلوم ہوجائے کہ ان دونوں میں سے زیادہ حسین کون ہے۔ قاصد نے عرض کیا: أی والذی بعثك بالحق انه الذی حبسنی۔ جی ہاں! قسم اس ذات عالی کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میری تاخیر کی یہی وجہ ہے کہ میں حضرت عثمان ورقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے چہروں کے حسن وجمال آرا کو دیکھ کر یہ سوچتا تھا کہ دونوں میں زیادہ حسین کون ہیں اور اسی دیکھنے اور سوچنے میں مجھے تاخیر ہوگئی۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۰۶)

علی کیسے آنا ہوا؟:

فاتح خیبر، خلیفہء چہارم، حضور سرور کائنات ﷺ کے چچازاد بھائی اتنی نسبتوں، شرافتوں اور خوبیوں کے جامع شخصیت کا نام حضرت علی شیر خدا مشکل کشا ہے، جن کے بارے جنگ خیبر کے موقع پر حضور غیب داں نبی ﷺ نے فرمایا، کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جن کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا، جنہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول محبوب رکھتے ہیں اور وہ اللہ ورسول کو۔ ابھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح خاتون جنت، جگر گوشۂ رسول، مخدومۂ کائنات،

جنتی عورتوں کی سردار سیدہ طاہرہ فاطمہ رضی اللہ تالیٰ عنہا سے نہیں ہوا ہے۔ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حضور کی پیاری صاحبزادی سیدۃ نساء اھل الجنتہ کی خاطر پیغام نکاح آیا تو میری کنیز نے مجھ سے کہا تم رسول اللہ ﷺ کے پاس اس سلسلے میں کیوں نہیں جاتے؟ جا کر حضور ﷺ کی خدمت میں حضرت فاطمہ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیجئے تاکہ آپ کو حضور ﷺ کی پیاری بیٹی کے ساتھ شرف زوجیت حاصل ہو۔ چنانچہ میں اس مقصد کے لئے حاضر خدمت رسالتمآب ہوا، مگر حضور ﷺ کا رعب وجلال دیکھ کر کچھ بولے بغیر چپ چاپ آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ فو اللہ ما استطعت ان اتکلم فقال رسول الله ﷺ ماجاء بك،، اللہ کی قسم! میں کوئی بات نہ کرسکا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یا علی کیسے آنا ہوا؟ سرکار نے آنے کی وجہ مجھ سے پوچھی مگر میں پھر بھی خاموش رہا اور میں نے آنے کی وجہ اور اپنے دل کی بات ظاہر نہ کی۔ حضور ﷺ میرے دل کی بات بھانپ گئے اور فرمایا: لعلك جئت تخطب فاطمة قلت نعم ؟ کیا فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کے متعلق بات کرنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا جی حضور! میں اسی لئے حاضر خدمت ہوا ہوں۔ (خصائص کبریٰ ج۲، ص۱۰۲)

دہر ہے کیا شئے تم سے جونہاں ہے
تم پر حال اختر بالیقیں عیاں ہے
بس مری خموشی ہی مری زباں ہے
کیا کروں شکایت یا رسول اللہ
(سفینۂ بخشش)

حضرت وابصہ کی دل کی بات:

حضرات! اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مصطفیٰ کریم ﷺ کو ایسا علم ومعرفت عطا فرمائی ہے کہ جس طرح زمین وآسمان، فرش وعرش اور قلم وکرسی کی کوئی شئی نگاہ نبوت اور علم رسالت پناہ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی اسی طرح کسی کے دل کی سوچی ہوئی بات بھی مخفی نہیں رہ سکتی۔ آنے والا کس مقصد سے آیا ہے، کس غرض وارادہ سے آیا ہے وہ اپنا مقصد، اپنی نیت وارادہ ظاہر کرے یا نہ کرے مگر مصطفیٰ جان رحمت ﷺ ہر آنے والے کی نیت وارادہ اور حاجت وضرورت سے باخبر ہیں۔ کیا خوب فرمایا ہے سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ؎

عالم علم دو عالم ہیں حضور
آپ سے کیا عرض حاجت کیجئے

صحابی رسول حضرت وابصہ اسدی رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت اقدس میں اس لئے حاضر ہوا کہ: لا سأل النبی ﷺ عن البر والاثم ،، تاکہ میں آپ سے نیکی اور گناہ کے متعلق پوچھوں کہ نیکی کیا ہے اور گناہ کیا ہے؟ ابھی میں نے اپنے سوال کا آغاز نہیں کیا تھا کہ حضور ﷺ نے میرے پوچھنے سے پہلے ہی فرمادیا: یا والبصة !اخبرك بما جئت تسألنی عنه ؟ اے وابصہ! تم جو بات مجھ سے پوچھنے آئے ہو کیا میں بتادوں؟ قلت اخبر نی یا رسول الله ! میں نے عرض کی حضور! آپ بتادیں۔ قال جئت تسألنی عن البر والاثم؟ اے وابصہ! تم مجھ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھنے آئے ہو۔ میں نے عرض کی،، أی والذی بعثك با لحق ،، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں آپ سے یہی بات پوچھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ پھر ہادئ کونین حضور ﷺ نے فرمایا: البر ما انشرح له صدرك والاثم ما حاك فی نفسك وان افتاك عنه الناس ،، نیکی وہ ہے جس کو انجام دیتے وقت تمہارے سینہ میں کشادگی، مسرت وشادمانی اور اطمینان کا احساس پیدا ہو۔ اور گناہ وہ ہے جس کی وجہ سے تمہارے دل میں بے چینی گھٹن اور خلش پیدا ہو اگر چہ لوگ تمہیں اس کے جواز کا فتویٰ بھی دیدیں۔ (خصائص کبریٰ ج۲، ص۱۰۱)

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں۔

فضل خدا سے غیب شہادت ہوا انہیں

اس پر شہادت آیت و وحی واثر کی ہے

انصاری اور ثقفی کے دل کی باتیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ حضور کے پاس دو آدمی کچھ دریافت کرنے کے لئے آئے، ان میں سے ایک انصاری تھا اور دوسرا ثقفی تھا، حضور اقدس ﷺ ثقفی سے فرمایا: سل عن حاجتك وان شئت انبأتك با لذی جئت تسئل عنه ؟ اپنی حاجت کے بارے میں مجھ سے پوچھو، اور اگر چاہو تو میں تمہیں تمہاری حاجت کے بارے بتادوں کہ تم کس لئے یہاں آئے ہو؟ اس نے عرض کی یارسول اللہ آپ ہی بتادیں تاکہ میری مزید تسلی ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: فانك جئت تسأل عن صلوٰ تك با لليل وعن ركوعك وعن سجودك وعن صيا مك و غسلك من الجنا بة۔ تم اس لئے آئے ہو تا کہ تم مجھ سے رات کی نماز، رکوع، سجود، روزوں اور غسل جنابت کے متعلق سوالات پوچھو۔ اللہ اکبر! ایک ساتھ حضور ﷺ نے پانچ پانچ راز کو ظاہر فرمادیا اور جن پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھنے آیا تھا ہر ایک کے بارے میں مصطفیٰ ﷺ نے اس کے بتائے بغیر بتادیا۔ جب اس کے دل کی ساری باتیں ظاہر ہو گئیں اور اس کے آنے کا مقصد مصطفیٰ ﷺ نے ظاہر فرمادیا تو یہ سن کر ثقفی بولا: والذی بعثك بالحق ان ذالك الذی جئت اسئلك عنه ۔ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! میں آپ سے یہی باتیں پوچھنے آیا ہوں۔

اس کے بعد حضور رحمت عالم ﷺ انصاری شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: سل وان شئت انبأتك با لذی جئت تسأل عنه ؟ تم پوچھو کیا دریافت کرنا چاہتے ہو؟ لیکن اگر تم چاہو تو میں تمہیں بھی بتادیتا ہوں کہ تم کیا پوچھنے آئے ہو؟ انصاری نے عرض کی حضور! یہ تو بہت بہتر ہے کہ آپ ہی بتادیں۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: فانك جئت عن خر وجك من بيتك تؤم البيت العتيق و تقول ما ذالی فيه؟ وعن وقوفك بعرفات وعن حلقك رأسك وعن طوافك بالبيت وعن رميك الجمار، ، تم پوچھنے آئے ہو کہ اگر تم بیت اللہ شریف کے حج کا ارادہ کر کے اپنے گھر سے نکلو تو اس کا کتنا ثواب ہے؟ نیز عرفات میں ٹھہرنے، سر کا حلق کرانے، خانہ کعبہ کا طواف کرنے اور جمروں کو کنکریاں مارنے کے متعلق دریافت کرنا چاہتے ہو۔ یہ سن کر انصاری نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! ﷺ والذی بعثك بالحق ان هذا الذی جئت اسئل عنه ، ، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، میں یہی مسائل پوچھنے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ (خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۰۱)

حضرات! دیکھا آپ نے میرے آقا و مولیٰ حضور غیب داں نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے علم کا فضل و کمال کہ ایک نشست میں انسان کے دل کے دس رازوں کو ظاہر فرمادیا۔ اور کیوں نہ ہو کہ جس ذات کو اللہ تعالیٰ علم اولین و آخرین بلکہ جمیع ما کان و ما یکون کا علم عطا فرمادے اس کی نگاہ نبوت اور علم و معرفت سے کسی انسان کے سینے میں چھپی ہوئی باتیں اور بھید کس طرح پوشیدہ رہ سکتی ہیں۔ جس نبی کے علم کی شان یہ ہے کہ۔

ان پر کتاب اتری بیانا لکل شئی

تفصیل جس میں ماعبر و ماغبر کی ہے

اور

ہے ان کے ہاتھ میں کیا کیا تجھے خبر نہ مجھے خبر

خدا نے کتنا نوازا حضور جانتے ہیں

رسول اللہ ﷺ کو قتل کا ارادہ:

صحابی رسول حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا۔آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا:من انت قال انا نبی ۔آپ کون ہیں؟حضور ﷺ نے فرمایا: میں نبی ہوں۔اس نے پھر پوچھا نبی کون ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: نبی اللہ کا رسول ہوتا ہے۔انھوں نے مزید پوچھا قیامت کب آئے گی؟ نبی پاک ﷺ نے فرمایا:غیب و لا یعلم الغیب الااللہ ،،یہ غیب کی بات ہے اور غیب کو بلا واسطہ بالذات صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔اس نے حضور ﷺ سے کہا مجھے اپنی تلوار دکھایئے۔حضور ﷺ نے اسے اپنی تلوار دیدی۔اس نے تلوار کو فضا میں لہرایا اور پھر واپس کردیا۔اسے کیا معلوم جس ارادے اور نیت سے وہ آیا ہے اس کا علم حضور ﷺ کو ہے،اس کے دل کا راز حضور اقدس ﷺ پر ظاہر ہو چکا ہے۔نبی کریم رؤف رحیم مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:اما انك لم تكن تستطيع الذی اردت ۔تم اپنا ارادۂ قتل چھپاتے کیوں ہو؟تم جو ارادہ لیکر آئے تھے اسے عملی جامہ نہیں پہنا سکو گے تم اپنے مشن اور مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔جب اس شخص نے دیکھا کہ اس کے دل کا راز،اس کی نیت وارادہ کا حال مصطفیٰ کریم ﷺ پر ظاہر ہو چکا ہے تو اعتراف کرتے ہوئے عرض کیا واقعی میرا کچھ ارادہ تھا۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بھی لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:ان هذا اقبل فقال آتیه فاسئله ثم اٰخذ السیف فاقتله ثم اغمد السیف۔جب یہ شخص میرے پاس آیا تو اس کا خیال تھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر پہلے ان سے کچھ چند سوالات کروں گا پھر ان کی تلوار لیکر ان کا کام تمام کردوں گا۔اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنی تلوار نیام میں ڈال لی۔(خصائص کبریٰ ج۲،ص۱۰۰)

مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ۔

خدا نے غیب تمہارے لئے حضور کیا
جو راز دل میں چھپے ہوں تمہیں خبر ہو جائیں

حضرت حذیفہ کا نبی کریم کے پیچھے نماز پڑھنے کا مقصد:

حضور ﷺ کا ایک پیارا صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔وہ اپنی والدہ کی خدمت میں مصروف رہا کرتے تھے جس کی وجہ سے کہیں آنا جانا بہت کم ہوتا تھا۔اور حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں بھی حاضری کا شرف روزانہ یا کثرت کے ساتھ نہ ہونے کی وجہ یہی تھی۔ایک دن ان کے ذہن میں یہ تدبیر آئی کہ والدہ سے عرض کرے کہ حضور کی خدمت میں آج اس مقصد کے لئے حاضری دوں گا کہ ان کے لئے اور اپنے لئے سرکار ﷺ سے دعاء مغفرت کراؤں گا۔چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ:قلت لامی دعینی اٰتی النبی ﷺ فا صلی معه المغرب و اسا له ان یستغفرلی ولك ۔میں نے اپنی والدہ سے کہا مجھے اجازت دیں تاکہ میں سرکار ﷺ کے پاس حاضر ہوں اور آپ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کروں اور اپنے لئے اور آپ کے لئے مغفرت کی دعاء کراؤں۔چنانچہ میری والدہ نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے اور آپ کی اقتدا میں نماز مغرب پڑھنے کی اجازت دیدی۔فاتیت النبی ﷺ فصلیت معه المغرب فصلی العشاء۔میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور نماز مغرب آپ کی اقتدا میں ادا کی۔پھر حضور نماز کے بعد نوافل میں مصروف ہو گئے یہاں تک کہ عشا کا وقت ہو گیا۔مؤذن نے اذان دی۔سرکار نے عشاء کی امامت فرمائی،میں نے بھی حضور کی اقتدا میں عشاء کی نماز ادا کی۔پھر نماز عشا سے فراغت کے بعد کاشانۂ نبوت کی طرف جانے لگے۔فتبعته فسمع صوتی فقال من هذا حذیفة ؟قلت نعم! تو میں بھی سرکار ﷺ کے پیچھے ہو لیا تو آپ نے میرے چلنے کی آواز سن کر فرمایا کون ہے؟میرے جواب دینے سے پہلے سرکار نے خود فرمایا حذیفہ ہو؟ماحاجتك ؟تمہاری ضرورت کیا ہے کیا بات ہے؟یعنی کیسے آنا ہوا؟ابھی میں نے اپنے آنے کا مقصد وارادہ حضور ﷺ سے بتایا نہیں کہ میرے آنے کا مقصد اور دل کی بات بھانپتے ہوئے ارشاد فرمایا:غفر اللـــه لك و لا مك،،اللہ تعالیٰ تیری اور تیری ماں کی مغفرت فرمائے۔(مشکوٰۃ ص۱۷۵،ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دل کی بات اور نیت کا بھی علم عطا فرمایا ہے اور حضور انسان کے خیال وارادے خوب جانتے ہیں۔

خدا نے تجھ کو آگاہ سب سے کیا
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

آخری حدیث:

حضرات! اب میں موضوع منتخب یعنی حضور اکرم نور مجسم ﷺ دلوں کے راز خدائے تعالیٰ کی عطا سے جانتے ہیں اس سموضوع پر میں ایک آخری حدیث بیان کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

حضور سرور کائنات ﷺ خانۂ کعبہ کا طواف فرما رہے تھے کہ فضالہ بن عمیر لیثی آپ کو شہید کرنے کے ارادے سے آتا ہے۔ جب فضالہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب ہوئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: افضالة ؟قال نعم ایا رسول الله فضالہ ہے؟ عرض کی ہاں یا رسول اللہ میں فضالہ ہوں۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا: ماذاکنت تحد ث به نفسك ؟ فضالہ تم اپنے دل میں کیا سوچ رہے تھے؟ قال لا شئی کنت اذ کر الله ۔ کچھ نہیں یا رسول اللہ! میں تو اللہ کا ذکر کر رہا تھا۔ جب سرکار ﷺ نے دیکھا کہ فضالہ میرے قتل کے جس ارادہ سے آیا ہے اسے چھپا رہا ہے تو آپ مسکرا پڑے اور فضالہ کو شرمسار کئے بغیر فرمایا: استغفر اللہ استغفار کرو۔ ثم وضع یدہ علی صدرہ فسکن قلبه ۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنا مبارک ہاتھ ان کے سینے پر رکھا تو ان کے دل کا دھڑکنا بند ہو گیا اور دل کو سکون و قرار حاصل ہو گیا۔ اس واقعہ کے بعد حضرت فضالہ کہا کرتے تھے: واللہ مارفع یدہ عن صدری حتی مامن خلق الله شئی احب الی منه ،، اللہ کی قسم! ابھی رسول خدا ﷺ نے اپنے دست اقدس کو میرے سینہ سے ہٹایا بھی نہ تھا کہ آپ ﷺ میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق سے زیادہ محبوب و عزیز ہو گئے۔ (سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۴۱۷ بحوالہ البدای والنہایہ ج ا ص ۲۶۰)

اعلیٰ حضرت سرکار فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

و ما علینا الا البلاغ

شعبان المعظم کے فضائل ومعمولات

الحمد لله الذی قال وذکرهم بایام الله والصلوٰۃ والسلام علیٰ من قال شعبان شهری ورمضان شهر الله وعلیٰ اٰله وصحبه الذین اخلصوا الدین لله

اما بعد

فاعوذ بالله من الشیطٰن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

و ذکر هم بایام الله (ابراهیم ٥)

مستوں کی بزم ہے بڑی رنگین رات ہے
کیف وطرب میں ڈوبی ہوئی ہر حیات ہے
پڑھتے ہوئے درود فرشتے اتر پڑے
ہر اک زبان پہ آج مدینے کی بات ہے
پرنور موسم ہے مہکی ہوئی ہر ساعت ہے
جس طرف دیکھئے رحمت کی برسات ہے
عرش سے صدائیں آتی ہیں از سر شام
رحمت و بخشش کی شب شب برات ہے

معزز سامعین کرام!

کچھ عرض ومعروض سے قبل اس پرنکہت محفل ومجلس کو معطر ومنور کرنے اور اپنے خانہ دل کو جگمگانے کے لئے مہبط جبرئیل، مورد تنزیل، محبوب رحمان، مطلوب یزداں، والئ منبع فیوضات نا متناہی، عنوان عہد نامہء وفا، میزبان مہمان خانہء صفا، عالم مایبدو و ما یخفٰی حضور پرنور جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ عزت مآب میں ہم سب مل کر عقیدوں، محبتوں، الفتوں کا گلدستہ درود شریف کی شکل میں پیش کریں اور پڑھیں باآواز بلند:

اللهم صل علیٰ سیدنامحمدوعلیٰ اٰل سیدنا محمد بعدد ما فی السماوات السبع والارضین یا ارحم الراحمین۔

رفیقان ملت اسلامیہ!

اسلامی سال کا اٹھواں مہینہ شعبان المعظم ہے جو رحمت وبخشش اور نجات ورہائی کا مژدۂ عام لیکر ہماری نگاہوں کا سرمہء بصیرت بن کر جگمگاتا ہے۔ ایسے تو ہر سال و ماہ، ہفتہ ودن، گھنٹہ ومنٹ اور ہر لمحہ وساعت اللہ رب العزۃ کی بنائی ہوئی ہے۔ مگر میرے بزرگو اور دوستو! کچھ ماہ، دن، گھڑیاں اور لمحے ایسے ہیں جو اپنی یادوں، خصوصیتوں کے سبب اور دنوں سے ممتاز وافضل اور دوسری ساعتوں اور گھڑیوں سے مبارک وبہتر ہوتے ہیں۔ رمضان کا مہینہ، شب قدر، عاشورہ کا دن، شعبان کا مہینہ، شب برأت، عرفہ کا دن، دسویں ذی الحجہ کی شب، محبوب رب العلمین کی ولادت کی شب، معراج النبی کی رات اور عیدین کی راتیں یہ وہ گھڑیاں اور دن و ماہ ہیں جو ہم گنہگاروں کو اللہ رب العزت نے عطا کر ہم پر اپنی خاص رحمتیں، عنایتیں اور مہربانیوں سے نوازا ہے اور اس لئے تاکہ ہم ان مبارک اوقات اور لمحات میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی طلب کریں جن میں ہماری توبہ قبول ہوں، مرادیں مانگیں تو مرادیں پوری ہوجائیں، عبادت وبندگی، ذکر وتلاوت اور درود شریف کی کثرت سے اپنے خالق و مالک کو راضی کرلیں اور اپنے گناہ معاف کروالیں رب کی رحمتوں اور بخشش کے مستحق ہوجائیں اور ان لمحوں کی قدر ومنزلت پہچانیں۔ اسی لئے ان لمحوں اور مبارک دن اور گھڑیوں کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے رب قادر وقیوم

نے اپنے محبوب کوخطاب کرتے ہوئے فرمایا:و ذکر هم بایام الله (ابراهیم ۵) اے محبوب! آپ مسلمانوں کواللہ کے خاص دنوں کی یاددلائیں۔
اعلیٰ حضرت سرکارارشادفرماتے ہیں ۔
مجرموں کوڈھونڈھتی پھرتی ہے رحمت کی نگاہ
طالع برگشتہ تیری سازگاری واہ واہ
برستانہیں دیکھ کرابر رحمت
بدوں پربھی برسادے برسانے والے
(حدائق بخشش)

شعبان کے فضائل:

شعبان المعظم ایک ایسا مبارک مہینہ ہے جس کے فضائل خود پیارے آقا کریم ﷺ نے اپنی مبارک زبان فیض ترجمان سے فرمایا۔کثرت سے آقا نے روزے رکھےاور مسلمانوں کوبھی اس کی فضیلت سے آگاہ کرتے ہوئے اس کی رغبت دلائی،آقا نے اس ماہ کواپنا مہینہ فرمایا جس سے اس مہینہ کی فضیلت کا خوب اندازہ لگایا جاسکتا ہےاورآپ کے پیارے صحابہ تو اس انداز میں اس مبارک ومسعودمہینہ کا استقبال وخیر مقدم کرتے کہ جیسے ہی شعبان کا چاندنظرآتا قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف ہوجاتے،غریبوں میں صدقات وزکات اورخیرات کرتے۔

(۱) حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشادفرمایا:

رجب شهر الله و شعبان شهری و رمضان شهر امتی۔(کنز العمال ج۱۲ص۱۳۹)

ترجمہ: رجب اللہ تعالیٰ کامہینہ،شعبان میرامہینہ ہےاوررمضان میری امت کامہینہ ہے۔

اس حدیث میں حضوراکرم ﷺ نے شعبان کواپنی طرف منسوب فرماکراس ماہ کی قدرومنزلت میں چار چاندلگادئے۔مثل مشہور ہے کی نسبت سے شئی ممتاز ہوتی ہے۔تو جس ماہ کوحضور سے نسبت ہوجائے اور جسے حضوراپنا کہہ دیں اس کی اہمیت وفضیلت کااندازہ بخوبی کیاجاسکتا ہے۔حضور نے اپنے اس فرمان سے اپنی امت کو پیغام دیا ہے کے اے لوگو! شعبان کوئی معمولی مہینہ نہیں ہے بلکہ بہت عظمت والامہینہ ہے وہ میرامہینہ ہے اس کااحترام کرناوہ برکتوں کامہینہ ہے اس کی برکتوں اورفیض سے محروم مت رہنااس کی قدروقیمت سمجھتے ہوئے اس کے برکات سے مالامال ہونا۔

(۲) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شهر رمضان شهر الله وشهر شعبان شهری شعبان المطهر ورمضان المكفر۔(کنزالعمال ج۸ص۲۱۷)رمضان اللہ تعالیٰ کامہینہ ہے (اس لئے کہ اللہ نے اپنے محبوب پرقرآن اسی مبارک مہینہ میں نازل فرمایا)اورشعبان میرامہینہ ہےاورایسامہینہ ہے جوگناہوں سے پاک کردیتا ہے۔اور رمضان کاگناہوں کامٹادینے والامہینہ ہے۔

(۳) حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مکی مدنی آقا ﷺ نے ارشادفرمایا:شعبان بين رجب و شهر رمضان تغفل الناس عنه ترفع فيه اعمال العباد فاحب ان لا يرفع عملى الا وانا صائم۔(.....................)

ترجمہ: رجب اوررمضان ان دوعظمت والےمہینوں کے بیچ ایک ایسامبارک مہینہ ہے جسے شعبا کہاجا تا ہے جس کی فضیلت وبرکت سےلوگ غافل ہیں۔اسی ماہ میں بندوں کے اعمال اللہ رب العزت کی بارگاہ میں پیش ہوتے ہیں۔اسی لئے میں اس مہینے میں روزہ رکھناپسند کرتاہوں تاکہ حالت روزہ میں ہی میراعمل میرے معبوکی بارگاہ میں پیش ہو۔

شعبان کامہینہ حضوراکرم ﷺ کواتنامحبوب ہے کہ حضوررب کی بارگاہ میں اس کے لئے دعاکرتے۔چنانچہ:

(۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب رجب کا مہینہ آجاتا تو حضور خدا سے عرض و دعا اس طرح کرتے:

اللھم بارك لنا فی رجب وشعبان وبلغنا رمضان (درمنثور ج۱ص۳۳۴، مجمع الزوائد ج۳ص۲۵۵) اے اللہ! ہمارے لئے رجب اور شعبان کے مہینے میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان کا مقدس مہینہ عطا فرما۔

(۵) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فضل رجب علیٰ سائر الشھور کفضل القرآن علیٰ سائر الکلام وفضل شعبان علیٰ سائر الشھور کفضلی علیٰ سائر الانبیاء وفضل رمضان علیٰ سائر الشھور کفضل اللہ تعالیٰ علیٰ سائر خلقہ۔ (غنیۃ الطالبین ج۱ص۱۸۷۔۱۸۸)

ترجمہ: رجب کی فضیلت تمام مہینوں پر ایسی ہی جیسے قرآن کی فضیلت تمام آسمانی کتابوں پر ہے۔ اور ماہ شعبان کی فضیلت دوسرے تمام مہینوں پر ایسے ہے جیسے میری فضیلت و برتری تمام نبیوں پر ہے۔ اور رمضان المبارک کی فضیلت تمام مہینوں پر اس طرح ہے جس طرح اللہ رب العزت کی تمام مخلوق پر۔

یعنی بعد رمضان تمام مہینوں سے زیادہ فضیلت وعظمت والا شعبان المعظم کا مہینہ ہے جس طرح خداوند قدوس کے بعد اس کی تمام مخلوق میں حتیٰ کہ نبیوں میں سب سے فضیلت و رفعت والا میں ہوں۔

(۶) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: کان المسلمون اذا دخل شعبان اکبوا علی المصاحف فقرؤھا، واخرجوا زکاۃ اموالھم تقویۃ للضعیف و المسکین علیٰ صیام رمضان ۔(لطائف المعارف ص۲۵۸) شعبان کے شروع ہوتے ہی مسلمان قرآن کی طرف جھک پڑتے، اور قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوجاتے اور اپنے مالوں کی زکوٰۃ نکالتے تاکہ غریب، مسکین اور محتاج لوگ روزے اور ماہ رمضان بہتر طور پر گذار سکیں۔

(۷) علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب لطائف المعارف میں فرماتے ہیں: ماہ شعبان میں روزوں اور تلاوت قرآن حکیم کی کثرت اس لئے کی جاتی ہے تاکہ ماہ رمضان کی برکات حاصل کرنے کے لئے مکمل تیاری ہوجائے اور نفس رحمان و رحیم عزوجل کی اطاعت و فرماں برداری پر خوش دلی اور خوب اطمینان سے راضی ہوجائے۔ (لطائف المعارف ص۲۵۸)

حکمت:

شعبان اللہ تعالیٰ نے ہم مسلمانوں کو اپنے حبیب پاک صاحب لولاک ﷺ کے صدقہ میں جو عطا فرمایا ہے اس میں ایک حکمت یہ بھی کہ تاکہ مسلمان رمضان کی آمد سے پہلے ہی اپنے دل کو صاف و شفاف آئینہ کی طرح چمکالیں، اپنے دل سے تمام کدورتوں، کینہ اور حسد وغیرہ بیماریوں سے پاک وصاف کرلیں تاکہ رمضان کی برکتوں سے پورے طور پر لطف اندوز ہوسکیں۔ جیسا کہ کشف الخفاج ۲ص۹ پر ہے کہ حکما فرماتے ہیں:

ان رجب للاستغفار من الذنوب و شعبان لا صلاح القلوب ورمضان لتنویر القلوب ۔رجب گناہوں سے مغفرت طلب کرنے کے لئے اور شعبان دلوں کی اصلاح وصفائی کے لئے ہے اور رمضان دلوں کو جگمگانے کے لئے ہے۔

روزۂ شعبان کے فضائل:

حضرات گرامی!

آپ حدیث مصطفیٰ کی روشنی میں سماعت کرچکے ہیں کہ شعبان المعظم نفس کو پاکیزگی عطا کرنے والا مہینہ ہے، دلوں کو طہارت و پاکی اور ذہن وفکر اور دل و دماغ کو جگمگانے والا مہینہ ہے۔ اس لئے اس مبارک ماہ میں ہمیں ہر وہ نیک کام کرنا چاہئے جس سے دلوں کی صفائی ہو، صدقات وخیرات، تلاوت وعبادات درود پاک کی کثرت اور کثرت روزہ کے ذریعہ اتنی پریکٹس اور مشق کرلیں کہ آنے والا مہینہ یعنی رمضان شریف کا خوش دلی اور دل کھول کر استقبال کرسکیں اور اس کی برکتوں سے مالا مال ہوسکیں۔ اسی لئے حضور اقدس ﷺ شعبان المعظم میں خوب کثرت کے ساتھ روزے رکھتے۔ کیونکہ روزہ گناہوں سے بچنے کے

لئے ایک مضبوط ڈھال ہے، شیطان سے مقابلہ کے لئے ایک تیز تلوار ہے اور یہ ایسا عمل ہے جس کے اجروثواب کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا ہے بلکہ اس کے اجروثواب کو خدائے قادروقیوم کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ

(۶) رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: والعمل الذی لا یعرف ثواب عاملہ الا اللہ فھو الصوم ۔یعنی ایسا عمل اور کام کہ جس کے ثواب کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا وہ روزہ ہے۔(تنبیہ الغافلین ص ۱۹۳)

(۷) عن عائشۃ ان النبی ﷺ کان یصوم شعبان فسألتہ قال ان اللہ یکتب فیہ کل نفس میتۃ تلک السنۃ فاحب ان یأتی اجلی وانا صائم۔(درمنثور ج۵ص ۷۴۰)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے شعبان کا روزہ رکھتے تھے۔ تو میں نے حضور سے اس بارے میں دریافت کیا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ اس مہینے میں سال بھر تمام مرنے والوں کا نام لکھتا ہے تو میں پسند کرتا ہوں کہ جب مجھے اللہ کی طرف سے بلاوا آئے تو میں اس وقت روزہ کی حالت میں رہوں۔

(۸) عن عطاء بن یسار قال لم یکن رسول اللہ ﷺ فی شھر اکثر صیاما منہ فی شعبا ن لا نہ ینسخ فیہ ارواح الاحیاء فی الاموات حتیٰ ان الرجل یتزوج وقد رفع اسمہ فیمن یموت وان الرجل لیحج وقد رفع اسمہ فیمن یموت ۔(درمنثور ج۵ص ۷۴۰، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ص ۳۴۶)

ترجمہ: حضرت عطا ابن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ شعبان سے بڑھ کر کسی مہینے میں زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے۔ کیونکہ اس مہینے میں زندوں کی روحوں کو مردوں میں لکھا جاتا ہے، یہاں تک کہ ایک آدمی شادی کرتا ہے جبکہ اس کا نام مرنے والوں میں لکھا ہوتا ہے اور ایک آدمی حج کرتا ہے اور اس کا نام مرنے والوں کی فہرست میں ہوتا ہے۔

(۹) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

کان رسول اللہ ﷺ یصوم شعبان کلہ حتیٰ یصل برمضان ولم یکن شھر اتاما الا شعبان فقلت یارسول اللہ ان شعبان لمن احب الشھور الیك ان تصومہ؟فقال نعم یا عائشۃ انہ لیس نفس تموت فی سنۃ الا کتب اجلھا فی شعبان فاحب ان یکتب اجلی وانا فی عبادۃ ربی وعمل صالح ۔(درمنثور ج۵ص ۷۴۰)

ترجمہ: رسول اکرم ﷺ شعبان المعظم کے اکثر روزے رکھتے تھے، یہاں تک کہ اسے رمضان کے ساتھ ملاتے، شعبان کے علاوہ کسی مہینہ کے اکثر روزہ نہیں رکھتے تھے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ شعبان کا مہینہ روزہ رکھنے کے اعتبار سے آپ کو دوسرے مہینوں کی بہ نسبت زیادہ محبوب ہے؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہاں! اے عائشہ! کوئی نفس نہیں جسے اس سال موت آنی ہو مگر اس کی موت کا وقت شعبان میں لکھ دیا جاتا ہے۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ جب میری موت لکھی جائے تو میں اپنے رب کی عبادت اور عمل صالح میں ہوں۔

(۱۱) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص ماہ شعبان میں ایک روزہ رکھتا ہے وہ جنت میں حضرت یوسف علیہ السلام کا ہمسایہ (پڑوسی) ہوگا اور اسے حضرت ایوب اور حضرت داؤد علیہما السلام جیسی عبادت کا ثواب عطا ہوگا۔ جو ماہ شعبان کے مکمل روزے رکھتا ہے اللہ تعالیٰ سکرات موت یعنی موت کی سختیوں سے اسے نجات عطا فرماتا ہے اور وہ شخص قبر کی تاریکی اور منکر ونکیر کی دہشت وہیبت سے محفوظ ہو جاتا ہے۔(نزہۃ المجالس ج ا ص ۵۶۹)

حضور کے کثرت روزہ کی وجہ:

عزیزان ملت اسلامیہ!

حضور اکرم نور مجسم ﷺ شعبان المعظم کے مہینے میں بہت کثرت کے ساتھ روزے رکھتے تھے جیسا کی حدیثوں کی روشنی میں آپ سماعت فرما چکے ہیں۔ آخر اس

کثرت کے ساتھ روزہ رکھنے کی وجہ کیا ہے؟ تو سنئے ابوداؤد شریف کتاب الصوم کے حاشیہ پر اس کی چار وجہیں بیان فرمائی ہیں۔

کان یشتغل عن صوم ثلثة ایام من کل شهر لسفر او غیره فتجتمع فیقضیها فی شعبان ان نسائه ﷺ کن یقضین ما علیهن من رمضان فی شعبان ان بعد رمضان ولیس فیه صوم تطوع فکانه ﷺ کا یجعله جبر النقصان لعدم التطوع فی رمضان ترفع فیه اعمال العباد الیٰ رب العلمین فاحب ﷺ ان یرفع عمله وهو صائم والناس عن فضیلته غافلون۔کذا فی الفتح وقال النووی۔(حاشیہ ابوداؤد کتاب الصوم)

ترجمہ: (۱) مہینہ کے جو تین روزے نفلی ہیں سفر وغیرہ کی وجہ سے حضور علیہ السلام نہیں رکھ پاتے تھے تو وہ روزے اکٹھے ہو جاتے، جنہیں حضور شعبان میں قضا کرتے تھے۔ (۲) ازواج مطہرات امہات المؤمنین سے رمضان کے جتنے دن کے روزے فوت ہو جاتے ان روزوں کی قضا شعبان میں ہی کیا کرتی تھیں تو حضور بھی ان دنوں میں روزے سے ہوتے۔ (۳) چونکہ شعبان کے بعد رمضان کا مہینہ ہے جس میں نفلی روزے نہیں تو گویا حضور اقدس ﷺ رمضان میں نفل نہ ہونے کے سبب واقع ہونے والی کمی کو شعبان میں روزے رکھ کر پوری کرتے تھے۔ (۴) شعبان کے مہینے میں بندوں کے اعمال اللہ رب العلمین کی بارگاہ میں پیش کئے جاتے ہیں تو حضور کو یہ بات پسند تھی کہ جب آپ کا عمل پیش ہوں تو اس گھڑی آپ روزے سے ہوں جبکہ لوگ اس ماہ کی فضیلت سے غافل ہیں۔

معمولات ووظائف:

برادران ملت اسلامیہ!

شعبان المعظم کے مہینے کے چھ معمولات حضور پرنور سیدنا حضرت خواجہ غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چھٹی شریف کی نسبت سے میں آپ حضرات کے فائدے کے لئے بیان کر رہا ہوں۔ اس سے قبل ایک بار درود شریف سنائے۔

درود شریف: صلی الله علی النبی الامی وآله و صحبه بارك و سلم صلاة وسلاما علیك یارسول الله

پہلا معمول ووظیفہ:

اس مبارک مہینہ میں خوب کثرت کے ساتھ ذکر الٰہی کریں خصوصیت کے ساتھ لا الٰہ الا اللہ کا ورد کریں۔ کیونکہ لا الٰہ الا اللہ ایمان کو تازہ کرنے والا ذکر ہے اور تمام ذکروں میں سب سے عمدہ اور بہترین ذکر ہے۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

افضل الذکر لا اله الا الله وافضل الدعاء الحمد لله۔ بہترین ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے اور بہترین دعا الحمد للہ ہے۔ (مشکوٰۃ ص.....)

اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مامن الذکر افضل من لا اله الا الله (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۶۸)

ترجمہ: لا الٰہ الا اللہ سے بڑھ کر کوئی ذکر نہیں ہے۔

اس لئے اس مہینے میں اس وظیفہ کا ورد کثرت سے کریں۔

عن انس قال قال رسول الله ﷺ مامن عبد قال لا اله الا الله فی ساعة من لیل او نهار الا طمست ما فی الصحیفة من السیئات حتی تسکن الیٰ مثلها من الحسنات۔ (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۶۵، مسند ابویعلی حدیث نمبر ۵۳۹۹)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو بندہ رات اور دن کے کسی بھی گھڑی میں لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کے نامہ اعمال سے گناہوں کو مٹا کر ان کی جگہ نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔

عن ابی هریرة عن رسول الله ﷺ ان لله تبارك تعالیٰ عمودا من نور بین یدی العرش فاذا قال العبد لا اله الا الله اهتز

ذلك العمود فيقول الله تبارك و تعالیٰ اسكن فيقول كيف اسكن ولم تغفر لقائلها فيقول انی قد غفرت له فيسكن عند ذلك ۔(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۶۵، کشف الاستار حدیث نمبر ۳۰۶۶)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عرش الٰہی کے سامنے اللہ رب العزت نے نور کا ایک ستون بنایا ہے ۔جب بندہ لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو وہ ستون ہلنے لگتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے فرماتا ہے ٹھہر جا، وہ عرض کرتا ہے نہیں مولیٰ جب تک تو لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کو بخش نہ دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کی بخشش کردی ہے تب جا کر وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔

دوسرا معمول ووظیفہ:

روزے رکھیں ۔کیونکہ آقا کریم ﷺ نے اس ماہ مبارک میں بکثرت روزے رکھے ہیں جیسا کہ آپ احادیث کی روشنی میں شعبان کے روزوں کی فضیلت سماعت فرما چکے ہیں۔

تیسرا معمول ووظیفہ:

قرآن شریف کی خوب تلاوت کریں۔جس طرح صحابہ کرام اس ماہ مبارک کے آتے ہی قرآن کریم کی تلاوت کی طرف لپک پڑتے ۔حضور اکرم نور مجسم ﷺ کا فرمان عالی شان ہے: اقرؤا القرآن فانه ياتی يوم القيامة شفيعا لاصحابه ۔قرآن کی تلاوت کیا کرو کیونکہ قرآن قیامت کے دن اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کرتا ہوا آئے گا۔(مسلم ج.....ص.........)

چوتھا معمول ووظیفہ:

اس مبارک مہینہ میں اپنے مرحومین کے نام ایصال ثواب ،قرآن خوانی اور فاتحہ خوانی کرائیں ۔کیونکہ اس عمل سے اللہ تعالیٰ ایصال ثواب کرنے والوں کو بھی اوران مرحومین کو بھی اجروثواب عطا فرماتا ہے جن کے نام ایصال ثواب کیا گیا ہے۔

حضرت علی شیر خدا مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا: من مر على المقابر و قرأ قل هو الله احد احدیٰ عشرة مرة ثم وهب اجره للاموات اعطى من الاجر بعددد الاموات (...............)

ترجمہ: جو شخص قبرستان سے گذرے اور گیارہ بار قل ھو اللہ احد پڑھ کر اس کا ثواب مردوں کو بخش دے تو اسے مردوں کی تعداد کے برابر اجروثواب عطا کیا جائے گا۔

قال رسول الله ﷺ من دخل المقابر فقرأ سورة يسٓ خفف الله عنهم وكان له بعدد من فيها حسنات ۔(...........) جو قبرستان میں داخل ہوا اور سورہ یسٓ شریف پڑھے تو اللہ تعالیٰ قبرستان والوں کے عذاب کو ہلکا فرمادے گا اور پڑھنے والے کو مردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں عطا فرمائے گا۔

عن عبدالله بن عباس قال قال رسول الله ﷺ ماالميت فی القبر الا كالغريق المتغوث ينتظر دعوة تلحقه من اب او ام او اخ او صديق فاذا لحقته كا ن احب اليه من الدنيا و ما فيها وان الله تعالیٰ ليدخل على اهل القبور من دعاء اهل الا رض امثال الجبال وان هدية الاحياء الى الاموات الاستغفار لهم (مشکوٰۃ ص ۲۰۶)

ترجمہ:

پانچواں معمول ووظیفہ:

اس مبارک ماہ میں اپنے لئے اور اپنے مرحومین والدین اور رشتہ داروں کی طرف سے صدقہ وخیرات کریں، غریبوں فقیروں کو کھانا کھلائیں تاکہ مرحومین کو اس کا ثواب ملے اور صدقہ کی برکت سے قبر کی عذاب سے انہیں نجات ملے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: اذا تصدق احدکم بصدقة تطوعا فليجعلها عن ابويه فيكون لهما اجرها و لا ينقص من اجره شيئا۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۵۳، المعجم الاوسط حدیث نمبر ۷۷۲۴)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی نفلی صدقہ کرے تو اپنے والدین کی طرف سے کرے کیونکہ اس کا ثواب دونوں کو ملے گا اور صدقہ کرنے والے کے اجر وثواب میں کوئی کمی بھی نہیں ہوگی۔

عن انس بن مالك قال سمعت رسول الله ﷺ يقول مامن اهل بيت يموت منهم ميت فيصدقون عنه بعد موته الا اهداها له جبريل عليه السلام على طبق من نور ثم يقف على شفير القبر فيقول يا صاحب القبر العميق هذه هدية اهداها اليك اهلك فاقبلها فيدخل عليه فيفرح بها ويستبشر ويحزن جيرانه الذين لا يهدى اليهم شئی۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۵۳، المعجم الاوسط حدیث نمبر ۶۵۰۲)

ترجمہ: جس کے گھر والوں سے کوئی آدمی فوت ہو جائے اور وہ اس کی طرف سے صدقہ کرتا ہے تو اس صدقہ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام نورانی تھال میں رکھ کر قبر کے کنارے کھڑے ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں: اے گہری قبر میں رہنے والا! یہ تحفہ تیرے گھر والوں نے تیری طرف بھیجا ہے، اسے قبول کرلو۔ تو میت اس ہدیہ کو پاکر خوش ہوتا ہے اور اس کے وہ پڑوسی غمگین و مایوس ہو جاتے ہیں جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں بھیجا گیا۔

چھٹا معمول و وظیفہ:

محترم سامعین عظام!

یہ شعبان المعظم کا پیارا اور بابرکت مہینہ ہے جس کے بارے میں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: شعبان شھری۔ شعبان کا مہینہ میرا مہینہ ہے اس لئے اس بابرکت مہینۂ رسول میں عشق نبی میں ڈوب کر خوب کثرت کے ساتھ درود شریف کا نذرانہ سرکار کی بارگاہ ناز پیش کریں کیونکہ اس کے بے شمار فائدے اور برکتیں اور فضیلتیں ہیں۔

حضرت سعید بن عمیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من صلى على من امتى مخلصا من قلبه صلاة و احدة صلى الله عليه عشر صلوات ورفع له عشر درجات و محا عنه عشر سيئات۔ (تنبیہ الغافلین ص ۲۳۱)

میری امت سے جو شخص سچے دل سے مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، دس درجے بلند فرماتا ہے اور اس کے دس گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

بے سہاروں کا سہارا ہے الصلاۃ والسلام
ہر مشکل میں کام آتا ہے الصلاۃ والسلام
جو چاہتے ہو تم خدا کی رضا تو
پڑھتے رہو ہر وقت الصلاۃ والسلام
(عبد العلی عابد)

مخصوص وظیفہ:

حضرات محترم!

احادیث کریمہ کی روشنی میں آپ کے آسانی کے لئے اس مبارک مہینے میں کئے جانے والے چھ وظائف و معمولات حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی چھٹی شریف کی نسبت سے بیان کردئے ہیں جن پر عمل کرنے والا یقیناً دنیا و آخرت میں بے شمار بھلائیوں اور اجر وثواب کا حقدار رہوگا۔ اب آئے اس ماہ کا

ایک خاص وظیفہ سماعت کریں۔

توریب میں ہے کہ جو شخص شعبان المعظم میں ''لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُوْنَ '' کاورد کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے نامہء اعمال میں ہزار سال کی عبادت درج فرما دیتا ہے، ہزار برس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور وہ اپنی قبر سے اس حالت میں باہر آئے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح منور ہوگا۔ نیز وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں صدیقین میں شمار ہوگا۔ (نزہۃ المجالس مترجم ج اص ۱۴۷)

اعلیٰ حضرت سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

گرچہ ہیں بے حد قصور تم ہو عفو و غفور
بخش دو جرم و خطا تم پہ کروروں درود
ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا تم پہ کروروں درود

استغفر اللہ ربی من کل ذنب واتوب الیہ

وماعلینا الا البلاغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سرعرش پر ہے تیری نظر:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله رب السمٰوات والارضين والصلوٰة والسلام علیٰ سيد الا ولين والآ خرين و علی آله و صحبه الطبين الطاهرين

امابعد!

فا عو ذ بالله من الشيطٰن الرجيم

بسم الله الرحمٰن الرحيم

الرحمٰن علم القراٰن خلق الانسان علمه البيان

ترجمہ: رحمٰن نے اپنے محبوب کوقرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمدﷺ کو پیدا کیا، ما کان و ما یکون (ماضی و مستقبل) کا بیان انہیں سکھایا۔

حضرات! آئیں سب سے پہلے ہم اور آپ اپنے آقا و مولیٰ، مرکز عقیدت، گنبد خضریٰ کے مکیں، طٰہٰ ویٰسین، سیدالانبیاء والمرسلین، رحمۃ للعلمین، شفیع المذنبین، رحمت عالم، نور مجسم، سید عرب وعجم، مکی آقا مدنی داتا، حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰﷺ کی بارگاہِ عالی جاہ میں جھوم جھوم کر بآواز بلند عقیدت و محبت کے ساتھ بصد ادب واحترام درود شریف کا نذرانہ پیش کریں:

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد۔

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی وجلی ہے
کروں عرض کیا تجھ سے اے عالم السّر
کہ تجھ پر میری حالت دل کھلی ہے
نبی سرور ہر رسول وولی ہے
نبی راز دار مع اللہ لی ہے

اور ایک دوسرے مقام پر سرکار اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

سرعرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

میرے پیارے سنی مسلمان بھائیو!

آج کی اس نورانی اور مقدس محفل میں آپ کے سامنے قرآن کریم کی سورۂ رحمٰن کی جس آیت کریمہ کو اپنا موضوع سخن بنایا ہے اس کا عنوان ہے ''سرعرش پر ہے تیری گذر،، میں اس عنوان کے تحت کچھ دیر حضورﷺ کے علم پاک کی وسعت پر روشنی ڈالوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب دانائے غیوب کو کتنا وافر علم و آگہی سے سرفراز فرمایا ہے جس کو اللہ تعالیٰ سکھائے اس کے علم کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ اس کے بحر علم کی گہرائی کا پتہ کون لگا سکتا ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب آخری نبی محمد عربیﷺ کو تمام اوصاف و کمالات اور خوبیوں کا جامع بنا کر پیدا فرمایا اور تمام علوم و حکمت سے نواز کر آپ کو بے مثل و بے مثال بنایا ۔زمین وآسمان عرش اعظم، دور و نزدیک، پیش دیوار، پس دیوار اور ماضی و مستقبل میں ہونے والے تمام واقعات کا علم اللہ رب العزت نے آپ کو عطا فرمادیا ۔چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

الرحمٰن علم القراٰن خلق الانسان علمه البيان (رحمٰن ۱۔۴) رحمٰن نے اپنے محبوب کوقرآن سکھایا، انسانیت کی جان محمدﷺ کو پیدا کیا، ما کان و

ما یکون یعنی جو ہو چکا اور آئندہ جو کچھ ہوگا اس کا بھی بیان انہیں سیکھا دیا۔

تفسیر خازن اور تفسیر صاوی میں اس آیت کے تحت ہے کہ انسان سے مراد محمد ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ اس لئے کہ آپ ہی انسان کامل ہیں۔ اور بیان سے مراد ما کان و ما یکون کا علم ہے۔ یعنی جو کچھ گزشتہ زمانہ میں ہو چکا اور مستقبل میں جو کچھ ہوگا اللہ تعالیٰ کی عطا سے حضور ﷺ ان سب باتوں کو جانتے ہیں:

لانـه ﷺ ینبئی عن خبر الاولین والآخرین وعن یوم الدین ۔ کیونکہ آپ ﷺ اگلوں، پچھلوں اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں (خازن ج ۴ ص ۲۰۸، صاوی ج ۴ ص ۱۲۹)

جو ہو چکا جو ہوگا حضور جانتے ہیں

تیری عطا سے خدایا حضور جانتے ہیں

حضرات! اس آیت کریمہ اور اس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا، قیامت کا علم عطا فرمادیا، گزشتہ اور آئندہ کا علم عطا فرمادیا، حال میں کیا ہو رہا ہے حضور ﷺ اسے بھی جانتے ہیں۔ آسمان کے اوپر کیا ہو رہا ہے، زمین کے نیچے کیا ہے اور آدمی کے دل میں کیا خیال و تصور گزر رہا ہے مصطفیٰ ﷺ خدا کی عطا سے ان سب کا علم رکھتے ہیں اور بیک وقت عرش و فرش، لوح و قلم، جنت و دوزخ، حوران و غلمان، زمین و آسمان، مالک و رضوان، وحوش و طیور، مشرق و مغرب اور کل کائنات کا علم رکھتے ہیں۔ سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

سرعرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شئی نہیں وہ تجھ پہ عیاں نہیں

عزیزان گرامی! ہم سنیوں کا عقیدہ ہے کہ حضور اکرم نور مجسم ﷺ خدا کی عطا اور اس کے بتانے سے ہر چیز کا علم رکھتے ہیں، دیوار کے پیچھے کا بھی علم رکھتے ہیں اور دیوار کے سامنے کا بھی۔ زمین کے نیچے کا بھی علم رکھتے ہیں اور آسمان و عرش کا بھی، قریب کا بھی علم رکھتے ہیں اور بعید کا بھی، مکہ کا بھی علم رکھتے ہیں اور مدینہ کا بھی، روم و فارس کا بھی علم رکھتے ہیں اور عراق و شام کا بھی اور جس جماعت کا اس عقیدہ کے خلاف یہ عقیدہ ہو کہ معاذ اللہ محمد ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں تو وہ بارگاہ رسالت مآب میں گستاخوں اور بے ادبوں کی جماعت ہے، اس جماعت کے بارے میں اعلیٰ حضرت کی زبان میں یہی کہا جائے گا کہ ۔

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب

اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل

یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

مشرق و مغرب نگاہ نبوت کے سامنے:

صحابی رسول حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا: ان الله زوی لی الا رض فرأیت مشارقها و مغاربها ،، اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو لپیٹ دیا تو میں نے اس کے مشارق و مغارب، زمین کے پورب و پچھم کو دیکھ لیا، و ان امتی سیبلغ ملکها ما زوی لی منها، عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی جہاں تک میرے لئے زمین لپیٹی گئی۔

(مسلم ج ۴ ص ۲۲۱۵، ۲۸۸۹، ترمذی ج ۴ ص ۴۷۲، ۲۱۷۶، ابوداؤد ج ۴ ص ۹۷، ۴۲۵۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا: اتانی ربی فی احسن صورة فقال یا محمد قلت لبیك و سعد یك میرا رب میرے پاس نہایت اچھی صورت میں آیا اور فرمایا،، اے محمد ﷺ،، میں نے عرض کی میرے رب! میں حاضر ہوں۔ قال فیم یختصم الملأ الاعلی ؟ عالم بالا کے فرشتے کس بات پر جھگڑ رہے ہیں؟ میں نے عرض کی میرے پروردگار میں نہیں جانتا۔ فوضع یده بین کتفی

حتی وجدت بردھا بین ثدیی فعلمت مابین المشرق والمغرب ۔تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا اور میں نے اپنے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس کی اور میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو مشرق ومغرب کے درمیان ہے۔(ترمذی ج ۵،ص ۳۶۶،ص ۳۲۳۳،مسند احمد ج ا،ص ۳۶۸،۳۴۸۴)

اور ایک روایت میں ہے:

فعلمت ما فی السموات و ما فی الارض۔میں جان گیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔

حضرات!دیکھئے میرے نبی ﷺ کے علم پاک کی شان ووسعت کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے لئے زمین کو لپیٹ کر اس کے مشرق ومغرب کا علم عطا فرمایا اور جب خداوند قدوس نے اپنا دست کرم محبوب کے کندھوں کے درمیان رکھا تو اس کی برکت سے مشرق ومغرب ہی نہیں بلکہ زمین وآسمان کی ہر چیز روشن و ظاہر ہوگئی،اب مصطفیٰ کریم کی نگاہ سے نہ مشرق ومغرب کی کوئی چیز مخفی ہے اور نہ زمین وآسمان کا کوئی گوشہ اوجھل ہے۔

خدا نے کیا تجھ کو آگاہ سب سے
دو عالم میں جو کچھ خفی و جلی ہے

عرش کی حرکت:

معزز سامعین!ایک اور ایمان افروز اور وہابیت سوز روایت سماعت کریں جس سے یہ بات بخوبی واضح وروشن ہو جائے گی کہ محبوب رب کائنات ﷺ دیوار کے پیچھے کا ہی علم نہیں رکھتے بلکہ حضور کو عرش کی حرکت کا بھی علم ہے اور جو کچھ عرش اعظم پر ہو رہا ہے خدا کی عطا سے اسے حضور صاف وشفاف آئینہ کی مانند ملاحظہ فرماتے ہیں۔

حضور کے ایک پیارے صحابی حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں آپ کا وصال ہوا تو خوشی سے عرش الٰہی جھوم اٹھا اور جب عرش نے فرط خوشی سے حرکت کی ہے تو رسول خدا ﷺ نے صحابہ کرام سے مخاطب ہو کر ارشاد فرمایا:

ھذاالذی تحرك له العرش و فتحت له ابواب السماء وشھدہ سبعون الفامن الملائکة لقد ضم ضمة ثم فرج عنه۔

یہ وہ ہستی ہے جس کی وفات سے عرش بھی ہل گیا،آسمان کے دروازے کھل گئے اور ستر ہزار فرشتے اس کے جنازے میں شریک ہوئے،ایک دفعہ قبر نے محبت سے اسے دبایا پھر کشادہ کر دی گئی۔(نسائی،ج ۴،ص ۱۰۱،۲۰۰،سنن کبریٰ،ج ا،ص ۶۶۰،۸۱۸۲)

اور حضرت اسید بن حضرمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:ان العرش اھتز اعوادہ لموت سعد بن معاذ۔(المعجم الکبیر ج ا،ص ۲۰۴ حدیث نمبر ۵۵۳)ترجمہ:سعد بن معاذ کی موت پر عرش کے ستون ہلنے لگے۔

اس حدیث پاک سے غیب کی چند باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱)عرش کو حرکت کرتے دیکھ لینا۔(۲)آسمان کے دروازے کھل جانا(۳)ستر ہزار فرشتوں کا جنازہ میں شریک ہونا(۴)قبر کا پیار سے دبانا اور پھر(۵)قبر کا کشادہ ہو جانا۔

مدینہ میں رہ کر جدہ کی خبر رکھتے ہیں:

مدینہ منورہ سے جدہ کی مسافت سیکڑوں کلومیٹر کی ہے مگر رب کریم نے اپنے محبوب عظیم محمد عربی ﷺ کو ایسا علم عطا فرمایا کہ مدینہ میں رہ کر بھی حضور جدہ کی خبر رکھتے ہیں۔مدینہ اور جدہ کے درمیان کتنے پہاڑ،صحرا،مکانات وکھنڈرات اور کتنی دیواریں حائل ہیں مگر قربان جایئے حضور کی نگاہ نبوت اور علم کی وسعت پر کہ نہ کوئی دیوار حائل ہو رہی ہے اور نہ کوئی پہاڑ و مکان بلکہ وہاں کی ہر شئی کو حضور ﷺ اس طرح ملاحظہ فرماتے ہیں گویا وہ مدینہ میں آپ کے سامنے ہے۔چنانچہ حضرت عبد اللہ بن حارث بن نوفل کی روایت میں ہے کہ جنگ بدر میں جب نوفل بن حارث کو قید کر لیا گیا اور سرکار کی بارگاہ اقدس میں انہیں

پیش کیا گیا تو حضور سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا:

افد نفسك یا نوفل! اے نوفل! اپنا فدیہ ادا کر کے آزاد ہو جاؤ۔ اس نے اپنا مال چھپاتے ہوئے کہا میں کس چیز سے فدیہ ادا کروں، میرے پاس تو کوئی مال ہی نہیں جسے فدیہ میں دے کر میں خود کو آزاد کرالوں؟ جب نوفل کی بات حضور سرور کائنات ﷺ نے سنی تو ہر چیز کی آگاہی رکھنے والے نبی نے ارشاد فرمایا: افد نفسك من مالك الذی بجدة ۔ اپنے اس مال سے فدیہ ادا کرو جو جدہ میں ہے۔ تو جیسے ہی نبی غیب داں کی زبان سے اس راز کو کھلتے ہوئے نوفل نے دیکھا جس کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا تو حضور ﷺ کی حقانیت اس پر واضح ہوگئی، حضور کی رسالت اور دین اسلام کی صداقت کا یقین ہو گیا تو نبی اکرم ﷺ کے بحر علم کی پیکرانیوں کو دیکھ پکار اٹھا:

اشهد انك رسول الله : میں گواہی دیتا ہوں کہ یارسول اللہ! بے شک آپ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ پھر اس نے جدہ میں رکھے مال سے فدیہ ادا کر دیا اور خود کو آزاد کرلیا۔ (خصائص کبریٰ ج۱، ص۲۰۷)

حضرت عباس کا راز فاش:

اسی طرح کا واقعہ حضرت عباس کا بھی ہے جو حضور علیہ السلام کے چچا ہیں۔ جنگ بدر میں حضرت عباس کافروں کے ساتھ لڑائی میں شریک تھے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ نے فتح و کامیابی عطا فرمائی بہت سے مشرکین مارے گئے، شکست سے دوچار ہونے کے بعد بہت کفار جان بچا کر بھاگ نکلے اور کچھ لوگ لشکران اسلام کے ہاتھ قید کر لئے گئے اور سب کو مصطفیٰ جان رحمت ﷺ کی عدالت میں پیش کیا گیا، ان قیدیوں میں کچھ لوگ لشکران اسلام کے رشتہ دار اور متعلقین بھی تھے۔ انہیں میں حضور ﷺ کے حقیقی چچا عباس بن عبدالمطلب تھے۔ سارے قیدی اس فکر میں ہیں کہ اب انہیں تہہ تیغ کر دیا جائے گا، شمشیر و خنجر کی دھار سے ان کے تن سے ان کی گردنیں الگ کر دی جائیں گی، اب ان کے بچے یتیم کر دیئے جائیں گے، ان کی عورتیں بیوہ ہو کر کس مپرسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دی جائیں گی۔ مگر انہیں کیا معلوم کہ وہ کس کی عدالت میں کھڑے ہیں، وہ جو رحمت للعالمین بن کر تشریف لائے ہیں، وہ جنہیں اللہ نے رؤف و رحیم کا خطاب دیا ہے، وہ جو یتیموں کا سہارا ہیں اور بیواؤں کا غمگسار ہیں، پتھر کھا کر بھی دعائیں دینے والے ہیں، راہ میں کانٹوں بچھانے والے کی زندگی سے غم و اندوہ کے کانٹوں کو نکالنے والے ہیں۔ مشورہ کے بعد طے پایا کہ فدیہ لیکر قیدیوں کو رہا کر دیا جائے، جو فدیہ نہیں دے سکتا مگر وہ لکھنا پڑھنا جانتا ہے تو وہ مسلمان کے بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دے۔ چنانچہ لوگ فدیہ دیکر آزاد ہوتے رہے۔ اب باری آئی سرکار دو عالم ﷺ کے چچا حضرت عباس کی تو انہوں نے عرض کیا ''فدیہ دینے کے لئے میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے، جسے دیکر میں آزاد کر دیا جاؤں،، جیسے ہی نبی غیب داں نے ان کی باتیں سنیں تو فرمایا:

فاين المال الذی دفنته انت وام الفضل؟ چچا وہ مال کہاں ہے جسے آپ نے اور ام الفضل نے زمین میں دبا کر رکھا ہے؟ اور گھر سے نکلتے وقت کہا تھا کہ اگر میں اس سفر میں مارا گیا تو یہ مال میرے بیٹوں کی بھلائی کے لئے ہوگا چچی ام فضل، عبداللہ اور قثم کے لئے ہوگا۔ یہ سنتے ہی حضرت عباس بول اٹھے،، اللہ کی قسم! اب مجھے یقین ہو گیا کہ آپ اللہ کے رسول برحق ہیں۔ والله ان هذا الشئی ما علمه احد غیری و غیرام الفضل ،، خدا کی قسم میرے اور میری بیوی ام الفضل کے علاوہ کسی کو بھی میرے اس خزانے کا علم نہ تھا۔ (خصائص کبریٰ ج۱، ص۲۰۷)

حوض کوثر پر نگاہ نبوت:

حضرات! اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو حوض کوثر جیسا بے مثل و بے نظیر اور لاجواب تحفہ عطا فرمایا۔ روایتوں میں ہے کہ کوثر جنت میں ایک ایسا نہر ہے جس کے کنارے موتیوں کے خیمے ہیں، جس کی مٹی مشک کی ہے، اس کی کنکریاں موتیوں کی طرح ہیں، اس کے کناروں پر زمرد اور موتی کے محل بنے ہوئے ہیں۔ اس کے کنارے پر لمبی لمبی گردن والے خوبصورت اور عمدہ ذائقہ والے پرندے بیٹھے ہوئے ہیں، اس سے کستوری کی خوشبو آتی ہے، اس کا پانی یاقوت اور موتیوں پر جاری ہے، اس کا پانی دودھ اور برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے، اس حوض سے جام پینے کے لئے اس کے چاروں طرف آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر خوبصورت برتن رکھے ہوئے ہیں۔ جب سرکار کی امت کے لوگ قیامت میں میدان محشر میں پیاس سے جاں بلب

ہوں گے تو حضورﷺ اپنی امت کو جام کوثر اپنے مبارک ہاتھوں سے پلائیں گے اور جو ایک بار اس سے پی لے گا وہ کبھی پیاس کی شدت محسوس نہیں کرے گا۔
اسی حوض اور سرکار دو عالم ساقی کوثرﷺ کی عنایت وشفقت اور کرم نوازی کا ذکر کرتے ہوئے سرکار اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں۔

دل نکل جانے کی جا ہے آہ کن آنکھوں سے وہ
ہم سے پیاسوں کے لئے دریا بہاتے جائیں گے
سوختہ جانوں پہ وہ پر جوش رحمت آتے ہیں
آب کوثر سے لگی دل کی بجھاتے جائیں گے

اللہ اللہ! میرے آقا کریمﷺ کا علم تو دیکھئے کہ زمین پر رہ کر اس جنتی حوض کی خبر رکھتے ہیں اور جس طرح فرش کی کوئی چیز آپ کی نگاہ نبوت سے پوشیدہ نہیں اسی طرح عرش و ماوراء کی کوئی شئی میرے آقا کریمﷺ کے علم سے باہر نہیں حضور نے حوض کوثر کے حوالے سے ارشاد فرمایا: وانی و اللہ لا نظر الی حوضی الآن وانی اعطیت مفاتیح خزائن الارض خدا کی قسم! یقیناً میں اپنے حوض (کوثر) اس وقت بھی دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا کر دی گئی ہیں۔ (بخاری ج ۳ ص ۱۳۱۷ ص ۳۴۰۱، مسلم ج ۴ ص ۱۷۹۵، ۲۲۹۶)

صدیق اکبر کا خواب:

یار غار، خلیفہ اول، افضل خلق بعد انبیاء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ازلی سعادت مند اور وہ خوش نصیب انسان ہیں کہ جب حضور اکرمﷺ نے معراج کی رات آسمانوں کی سیر کی، مقام دنیٰ فتدلیٰ قاب قوسین او ادنیٰ سے سرفراز کئے گئے، امت کے لئے پانچ وقت کی نمازوں کی شکل میں ایک عظیم اور خوبصورت تحفہ لیکر واپس تشریف لائے اور کفار مکہ سے اس واقعہ عظیمہ کے بارے میں بتایا تو کافروں نے مذاق اڑانا اور جھٹلانا شروع کر دیا مگر حضرت ابو بکر نے اس کی تصدیق کی تو آپ صدیق کہلائے۔ آپ کی عفت و پارسائی اور توحید پرستی کا عالم یہ ہے کہ زمانہ جہالت میں بھی کبھی آپ نے نہ شراب پی، نہ زنا سے قریب ہوئے اور نہ کبھی کسی بے بس پتھروں کی بتوں کے سامنے ماتھا ٹیکا، ان کی عظمت پر قربان جایئے حضور فرماتے ہیں کہ جب مجھے معراج کی رات آسمان پر لے جایا گیا تو ہر آسمان پر میں نے یہ دلکھا ہوا دیکھا "محمد رسول الله و ابو بکر الصدیق خلفی "، یعنی محمد اللہ کے رسول ہیں اور ابوبکر صدیق میرے خلیفہ ہیں۔ جی یہی ابوبکر صدیق ہیں کہ جن کے اسلام لانے کا واقعہ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بیان فرمایا ہے: کہ آپ ملک شام تجارت کے سلسلے میں گئے ہوئے تھے اس وقت تک حضور علیہ السلام نے اپنی نبوت کا اعلان نہیں فرمایا تھا۔ وہاں آپ نے ایک رات خواب دیکھا وہ خواب شام کے ایک مشہور و معروف اور آسمانی کتابوں کے عالم بحیرا راہب سے سنایا۔ اس نے پوچھا من این انت ؟قال من مکة ۔آپ کہاں سے آئے ہیں؟ آپ نے جواب دیا مکہ سے۔ اس نے پوچھا مکہ کے کس قبیلہ سے آپ کا تعلق ہے؟ آپ نے جواب دیا قبیلہ قریش سے۔ اس نے مزید پوچھا" آپ کیا کام کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا،، میں تاجر ہوں،، یہ سن کر راہب بولا:

صدق اللہ رؤیاك فانه یبعث نبی من قومك تكون وزیره فی حیا ته و خلیفته بعد مو ته ۔خدا کرے تمہارا خواب سچا ہو! مجھے یقین کامل ہے کہ آپ کی قوم میں ایک نبی پیدا ہوگا اور آپ کو اس کی زندگی میں وزیر بننے اور بعد از وصال اس نبی کا خلیفہ ہونے کا شرف نصیب ہوگا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ راز سینے میں محفوظ رکھا اور کسی سے ظاہر نہ کیا۔ یہاں تک کہ جب حضور نبی رحمتﷺ نے اعلان نبوت فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق ایک لمحہ کی تاخیر کئے بغیر بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

ما الدلیل علیٰ ما تدعی ؟یارسول اللہ آپ کے دعویٰ نبوت کی دلیل کیا ہے؟ یہ سن کر مصدر علم وعرفان، داعی برحق، پیغمبر اعظم، نبی غیب داں، دور و نزدیک کی خبر وعلم رکھنے والے آقا نے ارشاد فرمایا: الرؤیا التی رأیت بالشام ،، اے ابوبکر! میری نبوت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے شام میں دیکھا تھا۔ جیسے ہی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس خواب کا ذکر مصطفیٰ جان رحمتﷺ کی زبان پاک سے سنا جس کو انہوں نے مکہ سے سینکڑوں میل

دور ملک شام میں دیکھا تھا: فعانقه وقبل ما بين عينيه و قال اشهد انك رسول الله ، ،وارفتگی کے عالم میں محبوب رب العالمین ﷺ سے لپٹ گئے ،آپ کو گلے لگالیا اور حضور کی مقدس پیشانی کو بوسہ دینے لگے اور بول اٹھے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے سچے رسول ہیں ،، (خصائص کبریٰ ج۱ص۲۹،الریاض النضرہ ج۱ص۸۳)

شام وفارس اوریمن کے محلات نگاہ حضور میں:

معزز سامعین !اب تک جتنی روایتیں آپ نے سنیں اس سے تو یہ بات بخوبی روشن ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضور سرور کائنات ﷺ کو اپنی قدرت سے اتنا وسیع علم عطا فرمایا ہے کہ کوئی شئی حضور کی نگاہ نبوت سے مخفی نہیں ذرے ذرے پر حضور کی نگاہ ہے چاہے کتنی ہی دوری پر کیوں نہ ہو حضور ﷺ کو سب کا علم ہے اور پورے روئے زمین کو حضور ہتھیلی کی مانند دیکھتے ہیں ۔آیئے مزید یقین میں اضافہ کرنے اور ایمان میں جلا بخشنے کے لئے حدیث ملاحظہ کریں۔

غزوۂ خندق کے موقع پر صحابہ ءکرام اپنے قائد و ہادی حضور مخبر صادق محمد عربی ﷺ کے ساتھ خندق یعنی گڈھا کھودرہے تھے ۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے درمیان ایک دفعہ ایسی سخت چٹان آگئی کہ ہماری کدالیں جواب دے گئیں ۔ہم نے حضور سے شکایت کی ۔ آپ نے چٹان کو ملاحظہ فرمانے کے بعد کدال ہاتھ میں لی اور بسم اللہ پڑھ کر ایسی ضرب لگائی کہ چٹان کا تیسرا حصہ ٹوٹ گیا اور حضور نے فرمایا:

الله اكبر اعطيت مفاتيح الشام والله انى لا نظر الىٰ قصور ها الحمر ،،اللہ سب سے بڑا ہے، مجھے شام کی چابیاں عطا کردی گئیں ۔اللہ کی قسم! میں شام کے سرخ محلات کو دیکھ رہا ہوں ۔

پھر حضور ﷺ نے دوسری ضرب لگائی تو چٹان کا ایک اور تہائی حصہ کٹ کر گر پڑا اور حضور نے فرمایا:

الله اكبر اعطيت مفاتيح فا رس و الله انى لا بصر قصر المدائن الابيض ،اللہ سب سے بڑا ہے، مجھے فارس کی چابیاں عطا کردی گئیں خدا کی قسم! میں مدائن کا سفید محل دیکھ رہا ہوں ۔

اس کے بعد جب حضور ﷺ نے تیسری ضرب لگائی تو چٹان کا باقی حصہ ٹوٹ گیا اور حضور ﷺ نے فرمایا: الله اكبر اعطيت مفاتيح اليمن والله انى لا بصرابواب الصنعاء من مكانى الساعة، ،اللہ سب سے بڑا ہے ۔مجھے یمن کی چابیاں بھی عطا فرمادی گئی ہیں ۔اور خدا کی قسم میں اس وقت بھی یہاں سے صنعاء کے دروازے دیکھ رہا ہوں ۔(خصائص کبریٰ ج۱ص۲۲۸)

قبروں کے حالات:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ سرکار مدینہ ﷺ مدینہ یا مکہ کے باغات میں سے کسی باغ میں تشریف لے گئے ۔ فسمع صوت انسا نين يعذ بان فى قبورهما ۔تو دو آدمیوں کی آواز سنی جن پر قبر میں عذاب ہو رہا تھا ۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: يعذ بان و ما يعذ بان فى كبير ثم قال بلىٰ كان احد هم لا يستتر من بوله و كان الآ خر يمشى با لنميمة ۔ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے مگر کسی بڑی بات پر نہیں یعنی جس گناہ کے سبب ان پر عذاب ہو رہا ہے وہ ایسا گناہ نہیں جس سے بچنا بڑا مسئلہ تھا۔ پھر فرمایا ہاں! ان میں سے ایک تو اپنے پیشاب (کے چھینٹوں) سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلی کھایا کرتا تھا، پھر آپ ﷺ نے کھجور کی ایک تر (گیلی) شاخ یعنی ٹہنی منگوائی اور اس کے دو ٹکڑے کئے اور ہر ایک قبر پر ایک ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ یہ منظر دیکھ کر ایک صحابی نے عرض کیا :يا رسول الله لم فعلت هذا ؟قال لعله ان يخفف عنهما مالم ييبسا ۔یارسول اللہ! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ فرمایا امید ہے کہ جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہو جائیں ان دونوں پر عذاب میں تخفیف (کمی) رہے گی ۔

(بخاری ج۱ص۳۵،مسلم ج۱ص۱۴۱،ترمذی ج۱ص۱۱،نسائی ج۱ص۱۲،ابوداؤد ج۱ص۴۔۵،ابن ماجہ ص۲۹،مسند احمد ج۶ص۱۴،دارمی ج۱ص۲۰۵،بحوالہ صحاح ستہ اور علم غیب ص۴۳)

ایک اور روایت:

صحابی رسول حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بقیع غرقد میں تشریف لائے اور دو قبروں کے پاس کھڑے ہو گئے جن کی مٹی ابھی نرم اور گیلی تھی۔ پھر فرمایا! کیا تم نے یہاں فلاں مرد اور فلاں عورت کو یا فلاں فلاں مردوں کو دفن کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا جی ہاں،، آپ ﷺ نے فرمایا فلاں شخص کو بٹھا کر اب مارا جا رہا ہے۔ پھر فرمایا: والذی نفسی بیده لقد ضرب ضربة سمعها الخلائق الا الثقلین ولولا تمریج فی قلوبکم و تزیدکم فی الحدیث لسمعتم ما اسمع ،، قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اس آدمی کو ایسی زوردار ضرب لگائی گئی ہے کہ اس کے چیخنے کی آوازیں جن وانس کے علاوہ ہر چیز نے سنیں، اگر تمہارے دلوں میں تشکیک اور زبانوں میں بات بڑھانے کی عادت نہ ہوئی تو تم بھی وہ کچھ سن لیتے جو میں سن رہا ہوں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا،، اب دوسرے شخص کو مارا جا رہا ہے۔ والذی نفسی بیده لقد ضرب ضربة مابقی منه عظم الاانقطع ولقد تطایر قبره نارا،، قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے! اسے ایسی زوردار ضرب لگائی کہ اس کی ہر ہڈی ٹوٹ گئی ہے اور اس کی قبر میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ قالو ایا رسول الله !ماذنبهما ؟ قال اما هذا فانه کان لایستبرئ من البول واما هذا فانه کان یأکل لحوم الناس۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ان کا گناہ کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان میں سے ایک شخص کا صرف یہ گناہ تھا کہ وہ پیشاب کے قطروں سے نہیں بچتا تھا جب کہ دوسرا شخص لوگوں کا گوشت کھاتا تھا یعنی غیبت کیا کرتا تھا۔ (خصائص کبریٰ ج ۲، ص ۸۹)

حضور کی سواری کی تیز نگاہ:

حضرات! یہ تو حضور ﷺ کے علم و نگاہ اور بصارت ہے کہ جس سے قبر کے حالات پوشیدہ نہیں ذرا اس سواری کی نگاہ کہاں تک دیکھتی ہے جس پر میرے آقا کریم ﷺ سوار ہوتے تھے۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے۔ آپ بنو نجار کے باغ میں تشریف لے گئے۔ اذ حادت به فکادت تلقیه واذا اقبر ستة او خمسة او اربعة۔ اچانک آپ ﷺ کا خچر بدک گیا اور ہمیں یہ ڈر لگا کہ کہیں وہ آپ کو گرا نہ دے۔ وہاں چار پانچ یا چھ قبریں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: من یعرف اصحاب هذه الاقبر ؟ ان قبروں والوں کو کون پہچانتا ہے؟ ایک آدمی نے عرض کی جی حضور! میں انہیں جانتا ہوں۔ آپ ﷺ نے پوچھا یہ کب فوت ہوئے تھے؟ اس نے عرض کیا یہ اس وقت فوت ہوئے جب ہر طرف شرک کا دور دورہ تھا،، فقال ان هذا لامة تبتلی فی قبورها فلو لا ان لاتدافنوا لدعوت الله ان یسمعکم من عذاب القبر الذی اسمع۔ تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: یہ لوگ عذاب قبر میں مبتلا ہیں۔ اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ تم ایک دوسرے کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمہیں بھی عذاب قبر کی چیخ و پکار سنا دے جو میں سن رہا ہوں،،۔ (خصائص کبریٰ ج ۲، ص ۸۸)

سامعین کی عدالت میں:

میرے سنی مسلمان بھائیو! اب میں آپ حضرات سے پوچھنا چاہوں گا کہ جس سواری پر حضور تشریف فرما ہوں اس کی نگاہ کی تیزی کا یہ عالم کہ زمین کے نیچے کیا ہو رہا ہے اسے دیکھ لے تو جس سواری کا سوار غیب داں نبی محمد ﷺ ہوں ان کی نگاہ اور آپ کی وسعت علم کا کیا علم ہوگا؟ اب اس کے بعد بھی کوئی یہ لکھے، چھاپے اور کہے کہ معاذ اللہ حضور ﷺ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں،، (براہین قاطعہ ص ۵۱) اس کے ایمان و اسلام کے بارے میں کیا فیصلہ ہونا چاہئے اس کا جواب میں آپ کی عدالت سے چاہتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور کی محبت میں زندہ رکھے۔ آمین

آسمان پر تیری نظر:

حضرات!

حضور ﷺ کے علم و نگاہ سے متعلق ایک اور ایمان افروز حدیث ملاحظہ کرتے چلیں اور دیکھیں کہ میرے آقا کریم ﷺ کی نگاہ کہاں تک پہنچی ہے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا: انی اری مالا ترون و اسمع مالا تسمعون اطت السماء و حق لها

ان تـئـط ما فيها موضع اربع اصا بع الا وملك واضع جبهته سا جداً لله۔ بے شک میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے،اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے ۔آسمان چڑ چڑاتے ہیں اور انہیں چڑ چڑانے کا حق ہے۔کیونکہ ان پر چار انگلی جگہ بھی ایسی نہیں ہے جہاں کسی فرشتے نے اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی پیشانی سجدے میں رکھی ہوئی نہ ہو۔ والـلـه لـو تعلمون ما اعلم لضحكتم قليلا و لبكيتم كثيرا۔اللہ کی قسم! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم بھی جانتے تو یقیناً ہنستے بہت کم اور روتے بہت زیادہ۔(شفا شریف،ج ۲،ص ۱۱۱۔۱۱۲،ترمذی)

میرے بزرگو اور دوستو!

معتبر اور مستند روایتوں سے ثابت ہو گیا کہ میرے آقا کریم ﷺ ہر چیز کو صاف و شفاف آئینہ کی طرح ملاحظہ فرماتے ہیں،جس طرح سامنے کی چیزوں کو دیکھتے ہیں اسی طرح پیچھے کی چیزوں کو بھی دیکھتے ہیں۔اب نہ دیوار کے سامنے کی چیزیں اوجھل رہ سکتی ہیں نہ دیوار کے پیچھے کی۔چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:انی لار اکم من وراء ظهر ی،،بے شک میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے بھی دیکھتا ہوں۔(شفا شریف ج ۲،ص ۵٦)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ فخر دو عالم ﷺ نے فرمایا:انـی لا نظر من ورائی کما انظر الیٰ من بین یدی،،بے شک میں اپنی پیچھے والوں کو اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح آگے کے لوگوں کو دیکھتا ہوں۔(شفا شریف ج ۲،ص ۵٦)

سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

جس طرف اٹھ گئی دم دم آ گیا

اس نگاہ عنایت پہ لاکھوں سلام

وماعلینا الا البلاغ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دینی محفلوں کی اہمیت وافادیت

الحمدللہ

امابعد

فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بزم میلاد میں جو شامل ہوگا

ہے یقیں مجھ کو وہ خلد میں داخل ہوگا

گل رخسار محمد کا اگر ہوگا ذکر

باغ میں صل علیٰ شور عنادل ہوگا

ہر لب زخم سے نکلے گا درود اور سلام

آپ کی تیغ محبت کا جو گھائل ہوگا

اور

مومنو اب محفل مولود میں آنا چاہئے

دفتر عشاق میں نام اپنا لکھانا چاہئے

آئیں گے اس بزم میں رحمۃ للعلمین

عطر ملنا چاہئے خوشبو لگانا چاہئے

پیارے اسلامی بھائیو!

آج کی اس نورانی اور سہانی رات میں آپ لوگوں کی موجودگی میں دینی محفل کی فضیلت واہمیت اور اس کے فائدے پر کچھ روشنی ڈالنے کی جرأت کروں گا۔ تاکہ وہ لوگ جو دینی پروگرام اور اللہ ورسول کے ذکر کی محفل سے جی چراتے ہیں، غفلت برتتے ہیں اور آنے سے کترا کر ثواب سے محروم رہتے ہیں وہ دینی محفل کی اہمیت اور فائدے سمجھ لیں تاکہ وہ بھی اس محفل میں شریک ہو کر ثواب دارین حاصل کرسکیں۔ اس سے قبل آئیں ہم اور آپ بڑی ہی عقیدت و محبت کے ساتھ عشق ومستی میں ڈوب کر اور جھوم کر اپنے اور ساری کائنات کے محسن و مربی، رب کے محبوب، عاشقوں کے مطلوب، فخر آدم و بنی آدم، سرور دوجہاں، خاتم مرسلاں حضور پرنور سرور کائنات جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی بارگاہ ناز میں درود وسلام کا نذرانہ پیش کریں اور بلند آواز سے پڑھیں:

درود شریف:

اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ محمد کما تحب وترضیٰ بان تصلی علیہ

برادران ملت اسلامیہ!

آج ہماری قوم کی حالت بہت ہی افسوسناک اور بد سے بدتر ہوتی جارہی ہے، غفلت وکوتاہی اور سستی ولا ابالی عقل وشعور کے پردوں پر برف کی طرح جمتی جارہی ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج ہماری مسجدیں بھی ویران ہورہی ہیں اور دینی محفلیں بھی سونی ہوتی جارہی ہیں۔ جو لوگ پوری رات کلبوں تھیٹروں، سینیما گھروں، ہوٹلوں، تماشہ گاہوں، شراب وکباب کے اڈوں اور چوک چوراہوں پر گذار دیتے ہیں اگر انہیں کہا جائے کہ دینی محفلوں میں چل کر اللہ ورسول کا ذکر سنیں اور ثواب سے مالا مال ہوں تو اس کے لئے ان کا وقت تنگ نظر آتا ہے اور تھوڑی دیر اس مبارک محفل میں بیٹھ کر دینی باتیں سننے کی فرصت نہیں ملتی۔

اور اس سے بھی تعجب وافسوس کی بات یہ ہے وہ کچھ بہانہ بازوں کو یہ بھی کہتے سنا کہ آج کل میلاد کی محفلیں مائک سے ہوتی ہیں، گھروں میں آواز جاتی ہیں، دور دور تک لوگ شعراء کی نعت خوانی اور مقررین کے بیانات سن سکتے ہیں اس لئے پروگرام میں جانے کی ضرورت کیا ہے؟ گھر میں بیٹھ کر سن لیں گے، ثواب مل جائے گا۔ میرے آقا کریم کے پیارے دیوانو! اس طرح کی باتیں وہی لوگ کرتے ہیں جن کو دینی محفلوں سے دلچسپی نہیں ہوتی، جنہیں دین واسلام کی باتیں سیکھنے سے کوئی رغبت نہیں ہوتی۔ انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ محفلوں میں جا کر سننے اور گھر میں بیٹھ کر سننے میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ دینی محفل میں جتنے قدم چل کر جائیں گے ہر ہر قدم پر ثواب لکھا جائے گا، بیٹھیں تو ثواب، سنیں تو ثواب، سبحان اللہ کہنے کا ثواب، اللہ اکبر کہنے کا ثواب، علماء کی زیارت کا ثواب اور سب سے بڑی بات یہ کہ دینی محفل جنت کی کیاری ہوتی ہے تو گویا محفل میں شریک ہونے والا جنتی کیاری میں بیٹھ کر اپنا نصیبہ چمکا تا ہے، جہاں اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

عن ابی ھریرۃ وابی سعید قالا قال رسول اللہ لا یقعد قوم یذکرون اللہ الا حفتھم الملائکۃ و غشیتھم الرحمۃ ونزلت علیھم السکینۃ وذکرھم اللہ فیمن عندہ۔ (مسلم ج..ص....) حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب بھی اور جہاں بھی بیٹھ کے کچھ بندگان خدا اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں تو لازمی طور پر فرشتے ہر طرف سے ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمت الٰہی ان پر چھا جاتی ہے اور ان کو اپنے سایہ میں لے لیتی ہے اور ان پر سکینہ کی کیفیت نازل ہوتی ہے اور اللہ اپنے ملائکہ مقربین میں ان کا ذکر فرماتا ہے۔

وضاحت: اس حدیث سے صراحۃ معلوم ہوا کہ اللہ کے کچھ بندے ایک ساتھ جمع ہو کر اللہ کا ذکر کرے تو اس پوری جماعت کے افراد پر اللہ کا خاص فضل وکرم اور انعام ہوتا ہے۔

جہاں ذکر خدا ہوتا ہے

نازل وہاں فضل خدا ہوتا ہے

دینی مجلس میں کیا ہوتا ہے:

دینی مجلس وہ مبارک و پاک مجلس ومحفل ہے جہاں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے، تو حید ورسالت کے نعرے لگتے ہیں، اللہ اکبر اور سبحان اللہ کی صدائیں بلند ہوتی ہیں، نعت مصطفیٰ کے نغمے گائے جاتے ہیں، رسول اللہ کی بارگاہ مقدس میں درودوسلام کا نذرانہ محبت پیش کیا جاتا ہے، جہاں دینی باتیں سیکھی اور سیکھائی جاتیں ہیں، رب کی رحمتوں کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے، اصلاح عقائد واعمال کی باتیں ہوتی ہیں، حسن اخلاق وکردار کی باتیں ہوتی ہیں، اللہ والوں کی صحبت میسر ہوتی ہے، علماء ربانیین کے مبارک چہروں کی زیارت ہوتی ہے اور یارو! یہ وہ باتیں ہیں جنہیں اللہ بھی پسند فرماتا ہے اور اس کے رسول بھی پسند فرماتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ جو دینی محفلوں میں شریک ہوتا ہے اسے اللہ اور اس کے رسول کی رضا ملتی ہے۔

حکایت:

ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ سفر کر رہا تھا، دونوں میں سے کوئی پڑھا لکھا نہیں تھا بلکہ دونوں باپ بیٹے جاہل تھے۔ سفر کے دوران باپ کا انتقال ہو جاتا ہے، بیٹا تو جاہل تھا ہی، وہ بیحد پریشان اور غم گین ہو جاتا ہے۔ اور کشمکش اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے، کیونکہ ایسے سنسان بیابان میں اس کے باپ کا انتقال ہو جاتا ہے، جہاں کسی مسافر کا گذر نہیں۔ کسی طرح اپنے مرے ہوئے باپ کو کفن پہنا دیتا ہے اور جنازہ سامنے رکھ کر انتظار کرنے لگتا ہے کہ کوئی آئے گا تو نماز جنازہ پڑھا دے گا اس کے بعد میت کی تدفین کر دی جائے گی۔ اگر وہ پڑھا لکھا ہوتا تو خود پڑھا کر دفن کر دیتا مگر تھا تو وہ جاہل۔ اب اسے احساس ہو رہا ہے کہ کاش میں پڑھا ہوتا تو اس مصیبت کا سامنا نہیں کرتا۔ بہر کیف کافی دیر انتظار کرنے کے بعد پچھم کی طرف سے تیس آدمی کو آتے دیکھا، انہیں دیکھ کر اس جاہل بیٹے کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ دل میں سوچتا ہے کہ یہ سب جنازہ میں شریک ہونے کے لئے آرہے ہیں۔ جب وہ تیسوں آدمی قریب آتے ہیں تو یہ شخص ان سے کہتا ہے سفر کی حالت میں میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے کوئی نماز جنازہ پڑھانے والا نہیں ہے آپ لوگ صف لگا کر جنازہ پڑھا دیں تا کہ انہیں

دفن کردیا جائے۔ان لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے مگر پہلے تم اپنے باپ کا چہرہ ہمیں دیکھاؤ۔اس نے اپنے باپ کے چہرے سے کفن ہٹایا جیسے ہی ان لوگوں نے اس میت کا چہرہ دیکھا ہے اس کے چہرے پرتھوک رکھ دیا ہے اور بغیر نماز جنازہ پڑھائے چلتے بنے۔اس حادثہ سے اس نوجوان پر مصیبتوں کا پہاڑ ٹوٹ پڑا، رنج وملال میں ڈوب جاتا ہے۔کہ ایک تو نماز نہیں پڑھائی اور دوسرے میں چہرے پرتھوک دیا۔اللہ اکبر!اسی فکر میں تھا کہ کیا دیکھتا ہے کہ پچھّم کی جانب سے پانچ آدمی اسی کی طرف آرہے ہیں، اس کی امید پھر جاگ اٹھی اور سوچنے لگا کہ چلو ان تیس لوگوں نے نماز نہیں پڑھائی مگر یہ لوگ تو ضرور پڑھادیں گے۔جب وہ پانچوں قریب آتے ہیں تو ان کے قدموں میں لپٹ کر عرض کرتا ہے کہ میرے والد کی لاش پڑی ہے نماز جنازہ کا انتظار ہے کوئی پڑھانے والا نہیں ہے آپ لوگ پڑھادیجئے۔یہ سننے کے بعد ان پانچوں حضرات نے کہا کہ پہلے اپنے باپ کا منہ دیکھاؤ۔اس نے چہرہ دیکھادیا مگر اللہ اکبر ان لوگوں نے بھی چہرے پرتھوک دیا اور بغیر نماز پڑھائے چل دیے۔یہ اس کے لئے دوسرا حادثہ تھا جس کی وجہ سے اسے کافی صدمہ پہنچا اور بیحد تکلیف ہوئی۔غم وتکلیف کی دنیا میں کھویا ہوا تھا، اسے سمجھ میں کچھ نہیں آرہا تھا کہ کیا جائے ابھی اسی سوچ میں تھا کہ کیا دیکھتا ہے پچھّم کی طرف سے تین نورانی چہرہ والے بزرگ سفید کپڑے پہنے تشریف لارہے ہیں۔جب اس نوجوان کی نظر ان تینوں پر پڑی تو اس کے غم کا بادل چھٹنے لگا اور خوشی سے اس کا چہرہ گلاب کی طرح کھل اٹھا۔کہ چلو ان ۳۵ رلوگوں نے نماز جنازہ نہیں پڑھائی تو کیا ہوا ی نورانی چہرہ والے بزرگ حضرات تو پڑھائیں گے۔جب قریب ہوتے ہیں تو دامن سے لپٹ کر عرض کرتا ہے کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے، کسی نے نماز جنازہ نہیں پڑھی اور نہ مجھے پڑھنے آتا ہے، اس لئے آپ حضرات پڑھادیں آپ لوگوں سے مجھے امید ہے۔جب ان تینوں نے اس نوجوان کی بیکسی دیکھی،،آہ وبکا اور گریہ وزاری دیکھی تو کہا چلو ہم نماز پڑھادیتے ہیں مگر ہماری ایک شرط ہے۔مرتا کیا نہیں کرتا اس نوجوان نے کہا مجھے آپ کی شرط منظور ہے بتائیں وہ شرط کیا ہے؟ بولے میت کا چہرہ دکھاؤ۔وہ سوچنے لگتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پہلے کی طرح یہ لوگ بھی چہرہ دیکھنے کے بعد منہ پرتھوک دیں اور نماز بھی نہ پڑھائیں۔اس نے بادل نخواستہ چہرہ دیکھادیا ان لوگوں نے چہرہ دیکھنے کے بعد صف بندی کی اور ایک شخص آگے بڑھ کر نماز پڑھادی اور اس کے بعد جانے لگے۔جب جانے لگے تو اس نوجوان نے دامن پکڑ کر عرض کی کہ پہلے تیس آدمی آئے چہرہ دیکھنے کے بعد میت کے منہ پرتھوک دیا اور بغیر نماز پڑھائے چلے گئے اور اس کے بعد پانچ آدمی آئے تو انہوں نے بھی ایسا ہی کیا مگر آپ لوگوں نے ایسا نہیں کیا اور نماز پڑھادی۔مجھے تعجب ہورہا ہے، آپ ذرا میرے اس تعجب کو دور فرمادیں۔ان تینوں نے جواب دیا دیکھو پہلے جن تیس لوگوں نے تمہارے باپ کے ساتھ ایسا کیا تھا وہ کوئی اور نہیں تھا بلکہ وہ رمضان المبارک کے تیس روزے تھے جو آدمی کی شکل میں آکر مرنے کے بعد تیرے باپ کے ساتھ یہ معاملہ کر گئے کیونکہ تمہارا باپ رمضان کے روزے نہیں رکھتے تھے۔اور وہ پانچ آدمی کوئی اور نہیں بلکہ روزانہ کی پانچوں کی وقت کی نمازیں تھیں۔چونکہ تمہارا باپ پانچوں وقت کی نماز بھی نہیں پڑھتا تھا جس کی سزا میں ان نمازوں کو آدمی کی شکل میں بھیج کر تمہارے باپ کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا۔اور ہم تین جنھوں نے تمہارے باپ کی نماز پڑھی اور پڑھادی ہم کوئی آدمی نہیں بلکہ ہم تیرے باپ کی وہ نیکیاں ہیں جو دینا میں تمہارے باپ نے کی تھی، اور وہ یہ کہ ایک دن تمہارا باپ ایک دینی محفل میں گیا ایک عالم بیان کررہا تھا اس عالم نے کہا کہ بلند آواز سے سبحان اللہ کہو تو تمہارے باپ نے سبحان اللہ کہا، عالم نے کہا الحمدللہ کہو تو تمہارے باپ نے بھی الحمدللہ کہا، عالم نے کہا اللہ اکبر کہو تو تمہارے باپ نے بھی اس عالم کی بات پر عمل کرتے ہوئے اللہ اکبر کہا۔آج جب تمہارے باپ کی لاش اس حالت میں پڑی تھی کوئی نماز پڑھانے والا نہیں تو تمہارے باپ کی مدد کے لئے اور ذلت سے بچانے کے لئے انہیں تین کلموں سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر کو آدمی کی شکل میں بھیج دیا گیا تو ہم لوگ وہی تینوں کلمے ہیں جن کی وجہ سے تمہارا باپ اس عذاب سے نجات پاگیا۔

محفل میلاد میں جو شامل ہوگا

ہے یقیں مجھ کو وہ خلد میں داخل ہوگا

اور شاعر اسلام فرحت صابری نے کیا خوب کہا ہے۔

قسمت کے دھنی یار وہیں بے شک زمانے میں

جو بندے گھر میں اپنے مجلس میلاد کرتے ہیں

کیا خوب دعاؤں کا سلیقہ ہے ہمارا:

معزز سامعین!

میں شروع ہی میں بیان کر چکا ہوں کہ دینی محفلوں کے بے شمار فائدے ہیں جو انہیں لوگوں کو حاصل ہوتے ہیں جو اس میں شریک ہوتے ہیں جن میں ایک عظیم فائدہ حضور رحمۃ للعلمین ﷺ پر درود شریف بھیجنا ہے۔ درود شریف ایک ایسی عبادت ہے جس کی برکتوں سے اللہ تعالیٰ بندہ کی دعا قبول فرماتا ہے اور انسان کی خالی جھولیوں کو مرادوں سے بھر دیتا ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت پاک میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ میں رات میں نماز پڑھتا ہوں، اللہ کی عبادت و بندگی کرتا ہوں اور پھر عبادت سے فارغ ہونے کے بعد آپ کی مقدس بارگاہ میں درود پڑھتا ہوں تو مجھے بتایا جائے کہ میں آپ پر درود پڑھنے کے لئے کتنا وقت مقرر کروں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: ماشئت جتنا تم چاہو درود کے لئے مقرر کرلو۔ میں نے عرض کی ایک چوتھائی خاص کرلوں؟ آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ماشئت فان زدت فھوخیر لك جتنا تم چاہو اگر تم اس میں کچھ اضافہ کرلو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کی حضور تو پھر آدھا حصہ درود کے لئے خاص کرلیتا ہوں۔ محبوب رب کائنات ﷺ نے فرمایا جو تم چاہو مگر اس میں کچھ اور بڑھا لو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ تو دو تہائی آپ پر درود پڑھنے کے لئے مقرر کرلیتا ہوں۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا جتنا تم چاہو مقرر کرلو لیکن اگر اس میں کچھ اور اضافہ کرلو تو تمہارے بہتر ہے۔ تو میں عرض کی یا رسول اللہ تو پورا وقت میں آپ پر درود بھیجنے کے لئے ہی خاص کرلیتا ہوں۔ تو سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا :اذن تکفی ھمك و یغفرلك ذنبك ۔ اگر تو ایسا کرے گا تو تجھے تمام چیزوں اور تمام مقصدوں کے لئے کافی ہوگا اور تمہارے گناہ بھی معاف کردئے جائیں گے تمہاری ہر خطا بخش دی جائے گی۔ یعنی دوسرے تو وہ پائیں گے جو مانگیں گے، انہیں وہ ملے گا جو مانگے گا اور تو صرف درود پڑھے گا تو تجھے بن مانگے سب ملے گا۔ (ترمذی ج....ص.....)۔

پڑھتے ہیں سدا صل علیٰ اول و آخر

کیا خوب دعاؤں کا سلیقہ ہے ہمارا

ہم جب سے سگ کوچہ سرکار ہوئے

اللہ کی جنت پہ بھی قبضہ ہے ہمارا

دو سو سالہ گنہگار کی عزت افزائی:

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت میں ایک شخص تھا جس نے دو سو سال کی زندگی پائی، مگر اس نے اس طویل زندگی کو اللہ رب العزت کی عبادت و ریاضت میں نہیں گذاری، نیکی اور خیر کی راہ میں نہیں گزاری، اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں بسر نہیں کی بلکہ اس نے پوری زندگی اللہ کی نافرمانی میں گزار دی۔ بنو اسرئیل میں اس کی عصیاں شعاری اور اس کی نافرمانی مشہور تھی۔ اسی لئے ہر شخص اس سے نفرت کرتا تھا اور اس کی برائیوں اور گناہوں کی وجہ سے اپنی مجلسوں سے دور رکھتا تھا۔ جب اس گنہگار شخص کا انتقال ہوگیا تو لوگوں نے اسے اٹھا کر کوڑے کرکٹ اور گندگی و ناپاکی کے ڈھیر پر ڈال دیا۔ نہ اسے غسل دیا گیا اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ ادھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی اور فرمایا اے موسیٰ میرے ایک دوست اور محبوب بندے کا انتقال ہوگیا ہے، کسی نے اسے نہ غسل دیا ہے اور نہ ہی اس کی نماز جنازہ پڑھی، اسے کوڑا کرکٹ اور گندگی کے ڈھیر پر ڈالدیا ہے۔ اے موسیٰ! آپ جائیے اور اس کی نماز جنازہ پڑھئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تعجب ہوا کہ یہ شخص تو نہایت ہی گنہگار اور نافرمان تھا اسے یہ عزت کیسے ملی اور یہ مقام و مرتبہ اس کے کس عمل کی بنا پر ملا؟ آخر کار انہوں نے عرض کی مولیٰ! تو جس شخص کی نماز جنازہ پڑھنے اور تدفین کا حکم دے رہا ہے بنو اسرائیل اس بات کے گواہ ہیں کہ یہ شخص

دوسو سال تک سرکشی اور نافرمانی کرتا رہا ہے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ واقعی وہ شخص ایسا ہی تھا:

الا انه كان كلما نشر التوراة ونظر الى اسم محمد ﷺ قبله ووضعه على عينيه و صلى عليه فشكرت له ذلك و زوجته سبعين حوراء۔(خصائص کبریٰ ج۱ص۴۲)

مگر جب بھی وہ تورات کھولتا اور میرے محبوب محمد عربی ﷺ کے نام پاک پر نظر پڑتی تو بے ساختہ فرط محبت سے میرے محبوب کے نام اقدس کو چوم لیتا پھر اسے آنکھوں سے لگاتا اور میرے حبیب پر درود وسلام پڑھتا تھا۔ میں نے اس کے انداز محبت اور اس ادا کو قبول فرمالیا اور اس کے دوسو سالہ سارے گناہوں کو معاف کر دیا اور ستر حوروں کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔

لب اس لئے جبریل امیں چوم رہے ہیں
نام شہ کونین وظیفہ ہے ہمارا
سرکار دو عالم کی محبت پہ یقیں ہے
اعمال پہ تکیہ نہ بھروسہ ہے ہمارا

یہ ہے آقا کریم ﷺ سے عقیدت ومحبت، حضور کی محبت میں آپ کے نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنے اور عشق ومستی میں جھوم کر درود شریف بھیجنے کا فائدہ کہ جو آدمی دوسو سال سے گناہوں کے بوجھ میں دبا ہوا تھا، جسے ہر شخص نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا مگر عشق رسالت مآب ﷺ کے صدقہ میں اس کے گناہ بھی معاف کردئے گئے اور قابل رشک اعزاز وانعام سے بھی نوازا گیا۔اور تمام فائدے ایک دینی محفل میں شرکت اور حاضری سے حاصل ہوتے ہیں۔مگر افسوس کہ جس محفل پاک میں جانے کی اتنی برکت وفضیلت ہے آج مسلمان اس سے کوسوں دور ہو گئے دینی محفل سے دور کیا ہوئے رب کی رحمت اور اخروی انعام و اعزاز اور ثواب سے دور ہو گئے۔

دینی محفل میں کس امید کے ساتھ جائیں؟:

معزز حضرات!

دینی محفلوں، میلاد شریف کے پروگرام میں جب شرکت کیجئے تو اس امید کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ اس دینی محفل میں آنے کے طفیل آپ کے گناہ بخش دے، کیونکہ جو انسان اللہ تبارک وتعالیٰ سے اچھی امیدیں رکھتا ہے اور حسن ظن یعنی اچھا گمان رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ اس کے اس اچھے گمان اور اچھی نیت کے مطابق سلوک فرماتا ہے۔چنانچہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ پیارے آقا کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کے بارے میں فرشتے کو حکم دیا اے فرشتے! اس آدمی کو جہنم میں ڈال دو، جب فرشتہ اس گنہگار کو جہنم کی طرف لیکر چلے اور جب وہ شخص جہنم کے کنارے پہنچا تو وہ شخص مڑا اور اللہ رب العزت کی طرف امید بھری نظروں کے ساتھ متوجہ ہوا اور عرض کی: اما والله يارب ان كان ظني بك لحسنا۔اے میرے پروردگار! خدا کی قسم! مجھے تیری ذات سے یہ امید نہیں تھی کہ تو مجھے جہنم کے عذاب میں ڈالے گا بلکہ میرا گمان تجھ سے اچھا تھا، میں نے امید رکھی تھی کہ تو مجھے جہنم میں نہیں ڈالے گا بلکہ تو اپنے کرم اور اپنی رحمت سے مغفرت فرما کر جنت عطا فرمائے گا۔تو اللہ تعالیٰ فرشتے سے فرمائے گا: ردوه فانا عند حسن ظن عبدي بي فغفر له۔اے فرشتو! اسے واپس لاؤ کیونکہ میں اپنے بندے کے اچھے گمان اور اچھی امید کے ساتھ ہوں، جو وہ میرے ساتھ رکھتا ہے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے اور معاف فرد یتا ہے۔(کنز العمال ج۳ص۱۳۴)

معلوم ہوا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا گمان رکھتا تو اللہ رب العزت اس کے حسن ظن اور نیک گمان کے سبب اس کے گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اسی لئے بھائیو! جب میلاد کی محفلوں میں آئے تو نیک گمان اور اچھی نیت کے ساتھ آئے۔حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

لا یموتن احدکم حتیٰ یحسن ظنه بالله تعالیٰ فان حسن الظن بالله تعالیٰ ثمن الجنة ۔(ایضاص۱۳۷)ترجمہ:اس حال میں تمہیں موت آئے کہ تم اللہ عزوجل کے ساتھ اچھا گمان رکھو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھنا جنت کی قیمت ہے۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں ؎

دل عبث خوف سے پتا سا اڑا جاتا ہے

پلہ ہلکا سہی بھاری ہے بھروسہ تیرا

جنت کا خوبصورت محل:

دینی محفل کی ایک فضیلت وفائدہ یہ بھی کہ اس میں اللہ تعالی کی پاکی بیان کی جاتی ہے، اللہ کی تعریف اوراس کی بڑائی بیان کی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ایک معبود ہونے کا اعلان واقرار بھی کیا جاتا ہے۔اور یہ وہ اعمال ومعمولات ہیں جواللہ کو بیحد پسند ہیں۔چنانچہ دینی محفلوں میں یہ منظر دیکھا گیا ہے کہ جب شعرا نعت نبوی عشق ومستی میں جھوم کر پڑھتے ہیں،خطبا اور علماء کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل تقریر کرتے ہیں تو سامعین حضرات فرط محبت میں جھوم کر سبحان اللہ،الحمدللہ اور اللہ اکبر کی صورت میں داد وتحسین سے نوازتے ہیں اوراس انداز میں بلند آواز سے نعرہ لگاتے ہیں کہ فضائے آسمانی گونج اٹھتی ہے،ابلیس کا کلیجہ دہل جاتا ہے۔ادھر اللہ کے نام کا نعرہ بلند ہوتا ہے ادھر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے نام جنت کے بالا خانے رجسٹر فرمادیتا ہے۔

صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم،نبی رؤف ورحیم ﷺ نے فرمایا:

ان فی الجنة لغرفا یریٰ ظاهرها من باطنها و باطنها من ظاهرها ۔جنت میں ایک بالا خانہ ہے جس کی خوبصورتی کا عالم یہ ہے کہ اس کے باہر کا حصہ اندر سے اوراس کے اندر کا نظارہ باہر سے دکھتا ہے۔کسی نے عرض کی یارسول اللہ!ﷺ جنت کے اس حسین وخوش نظارہ اور خوبصورت بالا خانہ میں کون رہے گا؟اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

الذین یطعمون الطعام و یطیبون الکلام و یدیمون الصیام و یفشون السلام ویصلون باللیل و النا س نیام۔

جو کھانا کھلاتے ہیں،اچھی گفتگو کرتے ہیں،ہمیشہ روزہ رکھتے ہیں،سلام کو عام کرتے ہیں اور جب رات کی تاریکی میں لوگ خراٹے کی نیند لے رہے ہوتے ہیں تو یہ اٹھ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں،نفل نمازیں پڑھتے ہیں اور سجدوں میں اپنی رات گذار دیتے ہیں۔انہیں لوگوں کے لئے جنت کا یہ خوبصورت اور بےنظیر و بےمثال بالا خانہ ہے اور محل ہے۔صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ!ہرکوئی تو اس عمل طاقت رکھتانہیں ہے۔تو رحمت دوعالم،نورمجسم ﷺ نے فرمایافمن قال سبحان الله و الحمد لله ، و لا اله الا الله والله اکبر فقد اطاب الکلام ومن اطعم اهله فقد اطعم الطعام ومن صام رمضان فقد ادام الصیام و من لقی اخاه فسلم علیه فقد افشی السلام و من صلی العشاء الآخرة و الفجر فقد صلیٰ باللیل والناس نیام ۔کہ جس شخص نے سبحان اللہ،الحمدللہ،لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہا تو گویا اس نے بہت اچھی گفتگو کی۔اور جس نے بیوی بچوں کو کھانا کھلایا تو گویا اس نے کھانا کھلانے کا ادا کردیا،جس نے رمضان المبارک کے پورے روزے رکھے گویا وہ ہمیشہ روزہ دار رہا،جس نے اپنے دین بھائی سے ملاقات کی اور اسے سلام کیا تو اس نے سلام عام کردیا اور جس نے عشا اور فجر کی نماز پڑھ لی گویا اس نے رات کو نماز ادا کی جبکہ ہوگ غفلت کی نیند لے رہے ہوں۔(تنبیہ الغافلین ص۱۹۸)

دینی محفل بنام علمی مجلس:

حضرات!

دینی محفلوں کے انعقاد اور ان محفلوں میں شرکت وحاضری سے ایک عظیم اور نہایت اہم دینی اور دنیوی واخروی فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ ان محفل میلاد میں رسول اعظم ﷺ کے نائبین یعنی علما کا قافلہ ہوتا ہے،وارثین مصطفیٰ کا گروہ ہوتا ہے جو قرآن کے احکام بیان کرتے ہیں،احادیث رسول اکرم کی روشنی میں

دین کے پیغام سناتے ہیں اور سامعین وحاضرین ان علماء کرام کی زبانی علمی باتیں، دینی مسائل واحکام کی جانکاری حاصل کرتے ہیں۔حلال وحرام، جائز و ناجائز، مکروہ ومستحب اور فرائض وواجبات جیسے اہم دینی مسائل سے آگاہ ہوتے ہیں۔اور مسلمانو!قسم خدا کی جس جگہ جس محفل میں علماء کرام ہوں اور دین کی باتیں سیکھی اور سیکھائی جائیں اس محفل سے بڑھ روئے زمین پر نہ کوئی محفل ہوسکتی ہے اور نہ کوئی جگہ۔

خلیفۃ الرسول حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

فلا تفارقوا مجالس العلماء فان الله تعالیٰ لم يخلق علیٰ وجه الارض بقعة اكرم علی الله من مجالس العلماء ۔(تنبیہ الغافلین ص۲۵۰)تو اے لوگو!علماء کی مجلسوں سے دور مت رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر کوئی خطہ پیدا نہیں فرمایا جو اللہ رب العزت کے نزدیک علماء کی مجلسوں سے زیادہ عزت وکرامت والا اور بہتر ہو۔

مسجد نبوی میں علمی مجلس:

ایک دن میرے آقا کریم ﷺ مسجد میں تشریف لائے، مسجد میں آپ نے دو مجلسیں دیکھیں، ایک مجلس میں بیٹھے لوگ ذکر الٰہی میں مشغول تھے، جبکہ دوسری مجلس جو اسی مسجد نبوی میں سجی تھی وہ علمی مجلس تھی، جس میں لوگ فقہی مسائل سیکھ رہے تھے، احادیث مصطفیٰ سن اور سنا رہے تھے۔سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا دونوں مجلسیں بہتر ہیں۔لیکن ایک مجلس دوسری مجلس سے افضل ہے۔جس مجلس میں اللہ کا ذکر ہورہا ہے اس میں بیٹھنے والے لوگ ذکر اللہ کے بعد دعا مانگتے ہیں تو اگر اللہ چاہے تو انہیں عطا فرمادے اگر چاہے تو ان کی دعا رد فرمادے۔واما هؤلاء فيتعلمون ويعلمون الجاهل وانما بعثت معلمافهؤلاء افضل ثم جلس معهم ۔لیکن جو لوگ دوسری مجلس میں بیٹھ کر فقہی مسائل سیکھ رہے ہیں اور ان پڑھوں کو پڑھا رہے ہیں وہ سب سے افضل ہے، کیونکہ میں بھی معلم بن کر دین کی تعلیم دینے والا بن کر آیا ہوں۔پھر حضور اکرم ﷺ اسی مجلس میں بیٹھ گئے جس میں ح علم دین سیکھا اور سیکھایا جارہا تھا۔(تنبیہ الغافلین ص۲۴۲)

مسلمانو!اب گاؤں محلّہ میں جہاں کہیں بھی میلاد کی محفل ہوتو فوراً حاضر ہوجائے، دعوت ملے یا نہ ملے ارے سننے کی دعوت تو اللہ کی طرف سے ملی ہے تو کس دعوت کا انتظار ہے کیا کھانے کی دعوت کا؟ذکر اللہ اور ذکر رسول کی محفل میں کھانے کی دعوت کا انتظار نہیں بلکہ رب کی رحمت کے نزول اور فرشتوں کی آمد کا انتظار ہونا چاہئے، اللہ رب العزت اور تاجدار مدینہ کے ذکر سننے کی بیقراری ہونی چاہئے ۔

عاشقو کوئے مدینے کی فضا کچھ اور ہے
جنت فردوس وماویٰ کی ہوا کچھ اور ہے
بلبلو گلزار جنت میں کہاں ایسی بہار
کوچہء زلف محمد کی ہوا کچھ اور ہے

حکایت:

حضرت لقمان علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا بیٹے!جب تم ذکر کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے ساتھ بیٹھ جاؤ، اس لئے کہ تم عالم دین ہوتو تجھے تیرا علم نفع دے گا اور اگر تو جاہل ہے تو تجھے وہ تعلیم دیں گے۔اگر ان پر اللہ تعالیٰ کی رحمت برسے گی تو تجھے بھی اس سے حصہ نصیب ہوگا۔اگر تمہارا گذر ایسی قوم سے ہو جو ذکر الٰہی سے محروم ہیں تو ان کے پاس نہ بیٹھنا۔کیونکہ اگر تم عالم دین ہوتو تیرا علم اسے نفع نہ دے گا اور اگر تم جاہل ہوتو الٹا اس کی صحبت سے جہالت اور گمراہی میں اضافہ ہوگا۔بلکہ جب ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا تو تم بھی اس کے ساتھ بیٹھنے سے مارے جاؤ گے۔(روح البیان مترجم ج۱ص۳۳۳،تنبیہ الغافلین ص۲۴۹)

مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

صحبت صالح ترا صالح کند

صحبت طالح ترا طالح کند

اچھوں کی صحبت تجھے اچھا بنائے گی اور بروں کی صحبت تجھے برا بنادے گی۔مگر میرے بزرگو اور ساتھیو! یہ دینی محفلیں، علماء اور فقہا کی مجلسیں ہمیں علم کے گوہر سے مالا مال کرتی ہیں، اللہ کے عذاب سے دور کر کے رب کی رحمتوں کی کیاریوں میں جگہ دیتی ہیں، جہالت کی بیماریوں سے شفا بخشتی ہیں، علم کا نور عطا کرتی ہیں اور سونے پہ سہاگہ یہ کہ محفل میلاد ہمارے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے۔ چنانچہ سنئے معلم کائنات، فخر موجودات، محبوب خالق ارض وسماوات، عبداللہ کے لخت جگر، آمنہ کے نور نظر محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

المجلس الصالح یکفر عن المؤمن الفی الف مجلس من مجالس السوء ۔(تنبیہ الغافلین ص۲۵۰) اچھی مجلس جس میں اللہ کا ذکر ہو، رسول اللہ کا ذکر ہو، اللہ والوں کا ذکر ہو، مکہ مکرمہ کا ذکر ہو، مدینہ منورہ کا ذکر ہو، بغداد والے آقا کا ذکر ہو، اجمیر والے خواجہ کا ذکر ہو، کلیر والے صابر پیا کا ذکر ہو، دلی والے بختیار کاکی اور نظام الدین اولیا کا ذکر ہو، گنج شکر کا ذکر ہو، مخدوم کچھوچھا کا ذکر ہو، مخدوم بہار کا ذکر ہو، بریلی کے تاجدار اعلیٰ حضرت کا ذکر ہو، روضہ شریف والے داتا گدا علی کا ذکر ہو، رحم علی کا ذکر ہو، بہار علی شاہ کا ذکر ہو، سرکار تیغ علی کا ذکر ہو، سرکار مجبی کا ذکر ہو، مفتی اعظم کا ذکر ہو، دیویٰ والے وارث پاک کا ذکر ہو، وارث علوم اعلیٰ حضرت تاج الشریعہ کا ذکر ہو اور اقلیم علم وحکمت، وقار مملکت، محبوب سادات مارہرہ، پاسبان مسلک اعلیٰ حضرت سرکار جیش ملت شیر نیپال کا ذکر ہو تو ایسی مجلس بیس لاکھ بری مجلسوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔

مقام افسوس!

مگر افسوس صد افسو کا مقام یہ ہے کہ جس مجلس کی زینت علماء اسلام ہوتے ہیں، جس محفل کی رونق آقا کے نائبین ہوتے ہیں، جس اسٹیج پر آقا کی بات ہوتی ہے، رب کا ذکر ہوتا ہے، جس اسٹیج سے محبت کا پیغام عام ہونا چاہئے آج انہیں اسٹیجوں پر علماء ومشائخ کی شان میں توہین ہو رہی ہے، لوگوں کے دلوں میں علماء ومشائخ اہلسنت کی محبت واحترام کی بجائے نفرت کے زہر گھولے جا رہے ہیں۔ جن علماء کے بارے میں آقا علیہ السلام نے فرمایا:

والعالم وکیل اللہ تعالیٰ یعطیہ بکل حدیث نورا یوم القیامۃ و کتب اللہ لہ بکل حدیث عبادۃ الف سنۃ ۔عالم اللہ تعالیٰ کا وکیل و نمائندہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے ہر حدیث کے عوض نور عطا فرمائے گا اور ہر حدیث کے بدلے اللہ تعالیٰ عالم دین کو ہزار سال کی عبادت کا ثواب عطا فرمائے گا۔(تنبیہ الغافلین ص۱۶۴)

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ایھا الناس علیکم بحب اھل بیتی علیکم بحب حملۃ القرآن علیکم بحب علمائکم لاتبغضوھم ولا تحسدوھم ولا تطعنوا فیھم ۔الا من احبھم فقد احبنی و من احبنی فقد احب اللہ ، ومن ابغضھم فقد ابغضنی و من ابغضنی فقد ابغض اللہ ۔(تنبیہ الغافلین ص۳۱۷)

ترجمہ: اے لوگو! میرے اہل بیت سے محبت کرو۔ تم پر ضروری ہے کہ قرآن کی معرفت رکھنے والے اور اپنے عالموں سے محبت کرو۔ ان سے عداوت نہ رکھو، نہ ان سے حسد رکھو اور نہ ان پر طعنہ کشی کرو۔ آگاہ ہو جاؤ جس نے علماء سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ عزوجل سے محبت کی۔ اور جس نے ان سے عداوت رکھی اس نے مجھ سے عداوت رکھی اور جو مجھ سے عداوت رکھے تو گویا اس نے اللہ جل شانہ سے عداوت رکھا۔(اور جو اللہ سے عداوت رکھے وہ تباہ وبرباد ہوگا)

وماعلینا الا البلاغ

صدقہ کی فضیلت وفائدے:

الحمد للہ الملك القهار العزيز الجبار الرحيم الغفار وازكى الصلوٰة والسلام على النبى المختا ر سيد الابرار والاخيار
وعلیٰ اٰله وصحبه اولى الاقدام والاقدار
اما بعد
فاعوذ بالله من الشيطٰن الرجيم
بسم الله الرحمن الرحيم
يمحق الله الربوا ويربى الصدقٰت (البقره۲۷٦)
وقال النبى ﷺ بادروا بالصدقة فان البلاء لا يتخطاها۔(مشكوٰة ص۱٦۷)
صدق الله مولانا العظيم وصدق شفيعنا الكريم

جب ذکر نبی ہوتا ہے اللہ کی رحمت ہوتی ہے
اس ذکر کے سننے والوں کو جنت کی بشارت ہوتی ہے
محبوب خدا کے متوالو قربان کرتن من ان پر
مشکل میں یہی کام آتے ہیں جب کوئی مصیبت ہوتی ہے
خاموش رہو اے بے ادبو تعظیم سے محفل میں بیٹھو
محبوب خدا کی حمد وثنا قرآں کی تلاوت ہوتی ہے
دنیا میں نہیں کچھ فکر انہیں محشر کا نہیں کچھ خوف انہیں
بےخوف وخطر ہیں وہ جن کو طیبہ کی زیارت ہوتی ہے
اے ہوش وسیلے سے ان کے جو مانگ خدا سے پائے گا
یہ فرض نمازیں ہیں جن میں ہر وقت طہارت ہوتی ہے
(مخدوم المشائخ سید عبدالحئی اشرف کچھوچھوی)

آقا کریم کے پیارے دیوانو!
آئے سب سے پہلے ہم تمامی وابستگان دامن رسول اکرم ﷺ گنبد خضرا کی جانب لو لگا کر محبوب رب داور، مالک حوض کوثر، خطیب بزم محشر، رحمت ساکنان خشک وتر، حبیب خالق بحر وبر، رہنمائے جن وبشر، غرباء ومساکین پرور، جد شبیر وشبر، خسرے فاتح خیبر، محمود خالق شام وسحر حضور پرنور جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بارگاہ ناز میں درود شریف کا نذرانہ خلوص پیش کریں اور پڑھیں:
درود شریف:
معزز سامعین!
آج میرا موضوع سخن ''صدقہ کی فضیلت واہمیت'' ہے انشاء اللہ الرحمٰن قرآن واحادیث اور نورانی واقعات کی روشنی میں صدقہ کی فضیلیت واہمیت پر کچھ روشنی ڈالوں گا تا کہ ہمارے دینی سنی مسلمان بھائیوں کے دلوں میں صدقہ کرنے اور اللہ رب العزت کی راہ میں مال خرچ کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔اور انہیں اس بات کا یقین ہوجائے کہ غریبوں، مسکینوں، بیواؤں، یتیموں، مسافروں، لاچاروں، بے سہاروں محتاجوں اور اسلامی سنی مدارس کے طلبہ پر صدقہ کرنے اور ان کا تعاون کرنے کا اجر وثواب کیا ہے اور صدقہ کرنے والے کا مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ کی نظر کرم میں کیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
يمحق الله الربوا ويربى الصدقٰت (البقرہ۲۷٦) یعنی اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے۔اگر چہ بظاہر سود سے مال میں اضافہ ہوتا ہے، سودی کاروبار میں فائدہ نظر آتا ہے مگر یاد رکھئے یہ صرف ایک دھوکہ ہے سودی مال اور کاروبار میں نہ برکت ہوتی ہے اور نہ اس میں کوئی خیر ہوتی ہے۔سودی کاروبار اور سودی لین دین سے تباہی وبربادی ہوتی ہے، ایسے مال سے برکت اٹھالی جاتی ہے، جذبہ اخوت وبھائی چارہ ختم ہوجاتا ہے، انسانیت کراہنے لگتی

ہے،مگر صدقہ کا مال اگر چہ ایسا لگتا ہے کہ مال میں کمی ہوگئی لیکن بخدا جس مال کا صدقہ نکالا جاتا ہے اس میں بے پناہ برکت آجاتی ہے، دنیا اور آخرت کی کامیابی ملتی ہے، اس کی نیکیاں آخرت کے لئے ذخیرہ بن جاتی ہیں، قبر کی وحشتوں سے نجات ملتی ہے، بلائیں دور ہوتی ہیں اور صدقہ کرنے والے کے مال میں برکتوں کا نزول ہونے لگتا ہے۔

اور برکتیں کیوں نہ نازل ہو جب خود اللہ تعالیٰ کا ہی اعلان ہے: یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقٰت (البقرہ۲۷۶) اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ میں برکتیں عطا کرتا ہے۔

اس آیت کریمہ کی تفسیر حضرت ضحاک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ:

سود دنیا میں بڑھتا ہے اور زیادہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں مٹا دے گا اور سود کھانے والوں کے لئے اس میں کچھ بھی باقی نہ ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ صدقہ کو صدقہ کرنے والے سے لیتا ہے قبل اس کے کہ وہ اس کے ہاتھ میں پہنچے، جس پر صدقہ کیا جا رہا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ ہمیشہ اس کو بڑھاتا رہتا ہے یہاں تک کہ صدقہ کرنے والا اپنے رب سے ملتا ہے پھر وہ اسے عطا فرما دیتا ہے، صدقہ کھجور ہو یا کوئی اور چیز ہو اللہ تعالیٰ اس کو بڑھاتا رہتا ہے حتیٰ کہ وہ بڑے پہاڑ کی طرح ہوگا۔ (درمنثور ج اص.......)

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: سود اگر چہ زیادہ بھی اس کا انجام کمی ہی ہوگا۔ (ابن ماجہ ج۳ص۹ ۲۲۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اب آیت کریمہ اور اللہ رب العزت کے فرمان کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والے کے مال میں گونا گوں اضافہ اور برکتیں پیدا فرماتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو اجر عظیم اور بے حد وحساب ثواب ونیکیاں عطا فرماتا ہے۔

صدقہ کی فضیلت قرآن کی روشنی میں:

(۱) اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

وانفقوا مما رزقنٰھم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الیٰ اجل قریب فاصدق و اکن من الصلحین۔ (منافقون۱۰)

ترجمہ: اور کچھ ہم نے تمہیں دیا اس میں سے خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے اور پھر وہ کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے کچھ دنوں کی مہلت کیوں نہ دی کہ میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں سے ہوتا۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ دنیا میں صدقہ نہیں کرتے انہیں صدقہ کی اہمیت کا اندازہ اس دن ہو جائے گا جب موت کا جام پی کر دنیا سے چل بسے گا اور آرزو کرے گا کہ کاش دنیا میں صدقہ کرتا مگر چڑیا چگ گئی کھیت تو بارش کس کام کی۔

(۲) مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مأۃ حبۃ واللہ یضٰعف لمن یشاء واللہ واسع علیم۔ (البقرہ۲۶۱)

ترجمہ: جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی طرح ہے جس نے سات خوشے اگائے ہر خوشے می سو دانے ہیں اور اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہے دوگنا کر دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا، بہت علم والا ہے۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک روپیہ صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے سات سو گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ عطا فرماتا ہے جس کا کوئی شمار نہیں۔ اور یہ بات یاد رہے کہ اللہ عزوجل اسی مال کا صدقہ قبول فرماتا ہے اور اسی مال کے صدقہ سے خوش ہوتا ہے جو حلال مال سے صدقہ کیا گیا ہو اور حرام مال نہ کماتا ہو اور نہ اس سے صدقہ کیا گیا ہو۔ ارشاد الٰہی ہے:

(۳) یاایھا الذین اٰمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم باٰخذیہ الا ان تغمضوا فیہ واعلموا ان اللہ غنی حمید۔ (البقرہ۲۶۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنی کمائی ہوئی پسندیدہ چیزوں میں سے خرچ کرو اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارےء لئے زمین سے پیدا کی ہے اور ردی چیزوں کے خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو، جن کو تم خود نہیں لیتے، مگر یہ کہ تم نے آنکھیں بند کر لی ہوں اور جان لو کہ اللہ بہت بے نیاز ہے بے حد تعریف کیا ہوا۔

حضرات!

اللہ تعالیٰ کا حکم تو یہ ہے کہ پاکیزہ مال سے صدقہ کیا جائے جو اپنے لئے پسند کرتے ہو، حلال مال ہی اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے مگر کچھ لوگوں کا حال یہ ہے کہ سود کا مال، دھوکہ سے حاصل کیا ہوا مال، دوسرے کا ہڑپا ہوا مال اور خراب چیزیں راہ خدا میں خرچ کرتے ہیں فقیر فقرا کو دیدیتے ہیں جو اپنے لئے بھی پسند نہیں کرتے اور ثواب کی امید رکھتے ہیں۔ کان کھول کر سن لو اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں:

محیط و عالمگیریہ و جامع الفصولین وغیرہا میں ہے: تصدق علی فقیر شیئا من مال الحرام ویرجو الثواب یکفر ولو علم الفقیر ودعا له وامن المعطی کفرا ۔یعنی علما نے یہاں تک فرمایا کہ مال حرام فقیر دے کر ثواب کی امید رکھنا کفر ہے اور اگر فقیر کو معلوم ہو کہ اس نے مال حرام دیا ہے اور اس کے لئے دعا کرے اور وہ آمین کہے تو دونوں نئے سرے سے کلمہء اسلام پڑھیں اور تجدید نکاح کریں۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۷ ص ۱۰۶)

آج کچھ لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ جو روپے پھٹ گئے ہوں انہیں مسجدوں میں دیدیتے ہیں، چندہ دینے والے کو دیدیتے ہیں، فقیروں کے ہاتھ میں تھما دیتے ہیں، جنہیں دکان والے لینے سے انکار کر دیتے ہیں ان روپیوں اور نوٹوں کو صدقہ کر دیتے ہیں۔ اسی طرح جب کوئی کھانے کا سامان خراب ہونے لگتا ہے، بدبودار ہو جاتا ہے یا گھر میں کوئی کھانے والا نہیں ہوتا تو اسے پھینکنے کی بجائے فقیروں، غریبوں اور مدرسوں کے طلبہ کو دیدیتے ہیں۔

لطیفہ:

کسی گاؤں میں ایک امام صاحب مسجد میں امامت کرتے تھے، اسی گاؤں میں ایک عورت بہت بخیل تھی کبھی بھی اس نے امام صاحب کو کچھ نذر و نیاز یا کھانے کا کوئی سامان نہیں دیا تھا۔ ایک دن اس کا ایک چھوٹا بچہ ایک برتن میں عمدہ کھیر لیکر امام صاحب کے پاس پہنچا اور کھیر پیش کیا امام صاحب بہت خوش ہوئے اور اس عورت کا شکریہ ادا کیا اور اس کو بہت دعا دی۔ کھیر کھانے کے بعد لڑکا سے پوچھا بیٹا اتنے عرصہ میں کبھی تمہاری ماں نے کھانے کا کوئی سامان نہیں بھجوایا ہے آج کیا بات ہے تمہاری ماں نے بڑی محبت سے خوشبودار لذیذ کھیر بھیجا ہے؟ اس لڑکے نے کہا حضرت! بات یہ ہے کہ میری ماں نے اپنے کھانے کے لئے کھیر پکایا تھا اس کو گھر میں رکھ دیا اور ادھر ماں دوسرے کام میں لگ گئی اتنے میں ایک کتا آیا اور اس نے کھیر کی ہانڈی میں منہ ڈالدیا۔ ماں نے سوچا اتنی کھیر کیسے پھینکے اچھا ہوگا کہ امام صاحب کو دیدیں تاکہ برباد نہ ہونے پائے۔ امام صاحب نے جب سنا تو لاحول پڑھا اور کمبخت کتے کا جوٹھا مجھے کھلاتا ہے۔

یہی حال ہماری قوم کے بعض صاحبان کا ہے کہ جو مال کوئی نہیں لیتا ہے وہ صدقہ کر دیتے ہیں۔ عزیزو! آپ صدقہ کرو تو پاکیزہ مال سے کیونکہ اللہ تعالیٰ ایسے ہی صدقہ کو قبول فرماتا ہے اور جب آپ پاکیزہ اور حلال مال سے صدقہ کریں گے تو اس کا فائدہ خود آپ کو ہی ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(۴) وما تنفقون من خیر فلانفسکم (البقرہ ۲۷۲) اور جو کچھ تم اچھی چیز خرچ کرو گے تو وہ تمہارا اپنا فائدہ ہے۔

(۵) وما انفقتم من شئی فھو یخلفه (سبا ۳۹) اور جو کچھ تم خرچ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں اس کا بہتر بدلہ عطا فرمائے گا۔

چار چوکے سولہ:

صحابی رسول حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے روضہ پاک پر حاضر ہوا اور یوں عرض کرنے لگا: الٰہی مجھے صاحب مزار رحمۃ للعلمین ﷺ اور سورۂ اخلاص کے وسیلے سے چار ہزار دینار عنایت فرما۔ میں نے اس شخص سے کہا دنیا کے لئے تو اللہ تعالیٰ سے اس روضہ پاک کا واسطہ دیتا ہے! وہ کہنے لگا میں ایک ہزار کا مقروض ہوں، مجھ پر ایک ہزار دینار قرض ہیں تو میں ایک ہزار دینار سے قرض ادا کر دوں گا، اور میں نوجوان آدمی ہوں، ابھی میرا نکاح نہیں ہوا ہے اور میرے اندر بیوی کا نان ونفقہ اور مہر ادا کرنے کی سکت نہیں تو ایک ہزار عقد مسنون کے لئے طلب کر رہا ہوں۔ اور میری کفالت میں کچھ لوگ ہیں تو ان کے مصارف و اخراجات کے لئے ایک ہزار طلب کر رہا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسلام کی سربلندی اور دشمنان اسلام کی سرکوبی اور خاتمہ کا یعنی جہاد کا حکم دیا ہے اور میرے پاس اتنے مال نہیں کہ میں جہاد کے لئے گھوڑا اور اسلحہ خرید سکوں۔ تو ایک ہزار سے میں گھوڑا اور اسلحہ خریدوں گا تاکہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کر سکوں۔ اس لئے میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے رسول اور سورۂ اخلاص کا واسطہ دیکر چار ہزار دینار کا سوال کیا ہے۔ چنانچہ حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو چار ہزار دینار کی تھیلی عطا فرمائی۔ پھر آپ مسجد نبوی کی طرف چل پڑے۔ جب آپ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو آپ کو وہاں چار تھیلیاں ملیں، ہر تھیلی میں چار ہزار دینار موجود تھے اور ان تھیلیوں پر لکھا تھا "یہ اسی کا بدلہ ہے جو تم راہ خدا میں خرچ کرتے ہو اور وہ بہترین روزی عطا فرمانے والا ہے۔ اور ایک پرچہ پر لکھا تھا "اے ابو ایوب! یہ تمہارے صدقہ وخیرات کا بدلہ ہے اور اس کا مزید ثواب اور صلہ وہ جنت ہے جو آخرت میں پاؤ گے۔ (نزہۃ المجالس ج ۱ ص ۶۶۳ بحوالہ پیغام نور العین ج ۱ شمارہ ۲ ص ۲۶۱)

سبحان اللہ! چار ہزار دینار کی تھیلی اللہ کی راہ میں صدقہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہر ہزار کے عوض ایک تھیلی عطا فرمائی جو ایک ہزار دینار سے بھری ہوئی تھی یعنی پورے سولہ ہزار دینار عطا فرمائے۔ اور اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ نوازتا اور عطا فرماتا ہے۔ اعلان خداوندی ہے:

واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم۔ اور اللہ جس کے لئے چاہے دوگنا کر دیتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا اور بہت علم والا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

ان اللہ تعالیٰ یقبل الصدقة و یأخذھا بیمینه فیربیھا لا حدکم کما یربی احدکم مُھرہ حتیٰ ان اللقمة تصیر مثل احد۔ (کنز العمال ج۶ ص۳۳۸)

جب کوئی صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس صدقہ کو قبول فرماتا ہے اور اس صدقہ کو اپنے دست قدرت میں پکڑتا ہے اور اسے بڑھاتا ہے جیسے تم میں سے کوئی بچھڑے کی پرورش کرتا ہے یہاں تک کہ صدقہ کا ایک لقمہ اتنا بڑھتا ہے کہ وہ احد پہاڑ کی طرح ہو جاتا ہے۔

یعنی جس طرح ایک آدمی ایک چھوٹے بچھڑے کی پرورش کرتا ہے اور دن گذرنے کے ساتھ وہ بچھڑا جوان ہو جاتا ہے اور خوب بڑا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اب اس کا وزن اور قد دونوں بڑھ جاتا ہے، اسی طرح آدمی اللہ کی رضا کے لئے ایک لقمہ بھی صدقہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس لقمہ کا اجر وثواب مکہ معظمہ کے ایک عظیم پہاڑ احد کے برابر ہو جاتا ہے۔

دوزخ سے آزادی:

صدقہ کرنے کے بے شمار دنیاوی اور اخروی فائدے ہیں جن میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جو انسان اللہ کی راہ میں صدقہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرما دیتا ہے اور مرنے کے بعد اسے جہنم کی آگ سے نجات کا پروانہ عطا فرماتا ہے۔

حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا:

تصدقوا ولو بتمرة فانھا تسد الجائع، تطفئی الخطیئة کما یطفئی الماء النار۔ (کنز العمال ج۳ ص۳۴۱) صدقہ کیا کرو اگر چہ ایک کھجور ہی کرو، کیونکہ صدقہ بھوکے شخص کی بھوک مٹاتا ہے اور صدقہ کرنے والے کے گناہوں کو ختم کرتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ پیغمبر آخر الزماں ﷺ نے فرمایا:

تصدقوا فان الصدقة فکاکم من النار (ایضاص ۳۴۵) صدقہ کرو کیونکہ صدقہ تمہارے لئے جہنم کی آگ سے آزادی اور چھٹکارے کا سبب ہے۔

حکایت:

ایک گاؤں میں ایک ضعیف العمر شخص رہتا تھا، اس کے بدن، ہاتھ، پاؤں سبھی کمزور ہو چکے تھے، کہیں جاتا تو بہ مشکل لاٹھی کے سہارے چل سکتا تھا، اس کے اخلاق بڑے اچھے تھے، مزاج بڑا ہی سنجیدہ تھا، باتوں میں میٹھاس اور حسن کردار کا دھنی تھا، اسی وجہ سے محلّہ کا ہر شخص بچہ بوڑھا جوان اس کی عزت و تعظیم کرتا تھا۔ کچھ دنوں کے بعد سخت علالت کی حالت میں اس ضعیف شخص کا انتقال ہو گیا جس سے محلّہ کے سبھی لوگ کافی رنجیدہ اور افسردہ ہو گئے۔ اہل محلّہ نے نمدیدہ آنکھوں سے نہلا کر کفنا کر دفن کر دیا۔ چند روز کے بعد اسی بستی کے ایک مرد صالح نے اسے خواب میں دیکھا کہ اس کی قبر خوشبو سے معطر ہے اور وہ شخص ایک خوبصورت باغیچہ میں ٹہل رہا ہے، جس میں قسم قسم کے پھول، پیڑ، پودے اور پھل موجود ہیں جو دنیا میں کبھی نہیں دیکھے گئے۔ پوچھا بھائی! یہ سب تمہیں کس نیکی کی وجہ سے ملا؟ اس نے کہا میں نے چند روپے اور کچھ اناج ایک بھوکے اور محتاج پریوار والے کو دیدیا، جس سے اس کی بھوک اور محتاجی دور ہو گئی بس اللہ تعالیٰ نے میری اس ایک نیکی کو قبول فرما لیا اور اسی صدقہ کے سبب دوزخ کی آگ سے بچا لیا اور جنت کا یہ خوبصورت باغ مجھے عطا فرمایا۔ ورنہ تو مجھ سے دنیا میں ایسا گناہ سرزد ہو گیا تھا جس کی وجہ سے مجھے جہنم میں لیجانے کا حکم ہو گیا تھا۔ ولکن قد انجانی اللہ تعالیٰ بالصدقة التی تصدقتھا فی الدنیا ایمانا و احتسابا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے جہنم سے اس صدقہ کے سبب آزاد کر دیا جو میں نے دنیا میں محض اس کی رضا کے لئے ثواب کی خاطر حالت ایمان میں کیا تھا۔ (اعجب القصص والامثال)

اسی لئے تو میرے آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

افضل الصدقة ان تشبع کبدا جائعا۔ (کنز العمال ج۶ ص۴۲۲ عن انس) بہترین صدقہ یہ ہے کہ تم بھوکے جگر والے کو شکم سیر کر دو یعنی پیٹ بھر کھلا دو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مسیحائے کائناتﷺ ارشاد فرمایا:

ان الصدقة لتطفئی غضب الرب و تدفع میتة السوء۔(ایضاص ۳۷۱) یعنی بے شک صدقہ وخیرات اللہ تعالیٰ کے غضب وناراضگی کو بجھا دیتا ہے اور بری خاتمہ کوٹال دیتا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں شفیع امت نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مامن عبد تصدق بصدقة یبتغی بها وجه الله الا قال الله له یوم القیمة عبدی رجوتنی فلن احقرك حرمت جسدك علی النار وادخل من ای ابواب الجنة شئت۔(کنز العمال ج۶ص ۳۶۹)

جو بندہ صدقہ کرتا ہے اور اس صدقہ سے مقصود رضائے الٰہی ہو تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس شخص سے فرمائے گا اے میرے بندے تو نے مجھ سے امید رکھی تو ہرگز میں تمہیں حقیر نہیں جانوں گا، تمہیں ذلیل ورسوا نہیں ہونے دوں گا، تیرے جسم کو دوزخ کی آگ پر حرام کردوں گا اور جنت کے دروازوں میں سے جس دروازہ سے چاہو تم داخل ہو جا۔

بلائیں ٹل جاتی ہیں:

عزیزان ملت اسلامیہ!

صدقہ مسلمانوں کے لئے اللہ رب العزت کا عطا کیا ہوا ایسا اسلحہ اور مضبوط ہتھیار ہے جس سے مصائب وآلام کے بڑے سے بڑے پہاڑوں کا سامنا کرنا آسان ہو جاتا ہے، مصیبتوں اور بلاؤں کے اونچے سے اونچے پہاڑ ایک حقیر ذرہ کی طرح نظر آتا ہے، صدقہ ایک اسلحہ ربانی ہے جو بلاؤں کوٹال دیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا:

باکروا بالصدقة فان البلاء لایتخطی الصدقة۔(کنز العمال ج۶ص ۳۹۹) صدقہ کرنے میں جلدی کیا کرو اس لئے کہ بلا صدقہ کو پھلانگ نہیں سکتی ہے یعنی ہر بلا اور ہر مصیبت صدقہ کرنے کی وجہ سے پیچھے رہ جاتی ہے۔

بیڑا پار:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا میرا بیٹا سمندری سفر میں ہے، آپ دعا کردیجئے تاکہ میرا بیٹا خیر وعافیت اور صحیح، سلامتی کے ساتھ گھر پہنچ جائے۔ آپ نے فرمایا "اس کی طرف سے صدقہ وخیرات کیجئے" ادھر سمندر میں اس وقت طوفان برپا تھا اور جس کشتی میں اس شخص کا بیٹا سوار تھا وہ کشتی طوفان کی زد میں آکر ڈوبنے والی تھی، جب اس شخص نے اپنے بیٹے کی طرف سے صدقہ ادا کیا تو آواز آئی "تمہارے لئے سلامتی ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارا صدقہ قبول فرمالیا" جب اس کا لڑکا خیر وعافیت کے ساتھ گھر پہنچا تو تمام ماجرا اپنے والد سے سنایا کہ ہمارا بیڑا آپ کے صدقہ کرنے کی برکت سے پار ہو گیا، ادھر آپ نے میری طرف سے صدقہ ادا کیا ادھر وہ کشتی ڈوبنے سے محفوظ ہو گئی جس میں میں سوار تھا۔(شش ماہی پیغام نور العین ج ۱ شمارہ ۲ ص ۴۰)

اسی لئے میرے آقا کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

الصدقة تمنع سبعین نوعا من انواع البلاء اهونها الجذام والبرص۔(کنز العمال ج۶ص ۳۴۶ عن انس) صدقہ ستر قسم کی بلاؤں کو دفع کردیتا ہے جن میں ادنیٰ بلا کوڑھ اور سفید داغ کی بیماری اور بلا ہے۔

درندہ سے بچ گیا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہﷺ نے فرمایا ایک سائل کسی عورت کے پاس کچھ مانگنے کے لئے گیا، اس وقت اس عورت کے منہ میں کھانے کا ایک نوالہ تھا اس کے سوا اس کے پاس اور کچھ نہیں تھا، جب اس سائل نے اس خاتون سے سوال کیا تو اس نے منہ کا وہ لقمہ اور نوالہ نکال کر اس سائل کو دیدیا۔ کچھ دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس خاتون کو ایک بیٹا عطا فرمایا، جب وہ لڑکا کچھ بڑا ہوا تو ایک آدم خور بھیڑیا آیا اور اس لڑکے کو شکار کرکے اٹھالے گیا۔ وہ عورت اس بھیڑیا کے پیچھے پیچھے دوڑے چلی جارہی تھی اور چلا رہی تھی "میرا بیٹا میرا بیٹا" فامر الله ملكا الحق الذئب فخذ الصبی من فیه وقال قل لامه الله یقرئك السلام و قل هذه لقمة بلقمة۔(کنز العمال ج۶ص ۳۵۴) تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ سے فرمایا بھیڑیا کا

پیچھا کرو اور بچہ اس کے منہ سے چھڑالو اور اس بچہ کی ماں سے کہو کہ اللہ تعالیٰ تجھے سلام کہتا ہے اور کہو کہ ایک لقمہ صدقہ کرنے کے سبب تمہارا بیٹا بھیڑیا کا نوالہ اور لقمہ بننے سے بچ گیا۔

صدقہ کیا کہتا ہے؟:

شیر خدا مشکل کشا، داماد خیر الوریٰ حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ان الصدقة اذا خرجت من يدصاحبها قبل ان تدخل فی يد السائل تتكلم بخمس كلمات اولاها تقول كنت قليلة فكثرتنی وكنت صغيرة فكبرتنی وكنت عدوا واحببتنی وكنت فانيا فابقيتنی وكنت محروسا الآن صرت حارسك۔(روح البیان ج ۱ص ۴۲۶ عربی)

ترجمہ: جب صدقہ دینے والے کے ہاتھ سے صدقہ نکلتا ہے تو قبل اس کے کہ وہ فقیر کے ہاتھ میں پہنچے وہ صدقہ یہ پانچ کلمات اپنی زبان حال سے کہتا ہے: (۱) میں تھوڑا تھا تو نے مجھے کثیر (زیادہ) کر دیا (۲) میں چھوٹا تھا تو نے مجھے بڑا بنا دیا (۳) میں تیرا دشمن تھا تو نے مجھے اپنا محبوب بنالیا (۴) میں فانی تھا تو نے مجھے بقا کی دولت بخش دی (۵) پہلے تو میری نگرانی کرتا تھا اب میں تیری نگرانی کروں گا۔(روح البیان مترجم پ۳ ص ۸۱)

درود شریف:

جہنم کا سجدۂ شکر:

حضرت مکحول شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب مومن بندہ صدقہ وخیرات کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے صدقہ وخیرات سے خوش ہو جاتا ہے تو دوزخ پکار کر کہتی ہے: یارب ائذن بالسجود شكرا لك قد اعقت واحدامن امة محمد من عذابی لانی استحی من محمد ان اعذب احدامن الله ولا بد لی من طاعتك۔(روح البیان ج ۱ص ۴۲۶، کنز العمال ج ۶ص ۳۴۰)

اے مولیٰ کریم! مجھے سجدۂ شکر نہ کی اجازت دے کہ میں نے تیرے حبیب محمد عربی ﷺ کے ایک امتی کو اپنے عذاب سے آزاد کیا، اس لئے کہ مجھے حضرت محمد ﷺ سے حیا آتی ہے کہ میں ان کے کسی امتی کو عذاب دوں اور تیرا حکم بھی ماننا پڑتا ہے۔

جب جہنم کو اس بات سے حیا آتی ہے کہ وہ امت محمدیہ کے کسی فرد کو عذاب دے، اپنی میں جلائے اور جھلسائے تو ہمیں بھی ایسے عمل اور کام کرنے سے حیا آنی چاہئے جس کی وجہ سے ہم جہنم کی آگ کے مستحق ہو جائیں۔ اور ہمیشہ اس کام کی کوشش کریں جس سے ہم دوزخ کے عذاب سے بچ کر رحمت الٰہی کے حقدار ہو جائیں۔ اور صدقہ بھی کرتے رہیں کہ صدقہ ایسا عمل ہے جس کے سبب جہنم کی آگ سے نجات مل سکتی ہے۔ چنانچہ

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر شخص سے اللہ تعالیٰ کلام فرمائے گا، اس کے اور اللہ تعالیٰ کے بیچ کوئی ترجمان اور نمائندہ نہ ہوگا، وہ اپنی داہنی طرف نظر کرے گا تو جو کچھ پہلے کر چکا ہے دکھائی دے گا، پھر بائیں طرف دیکھے گا تو وہی دیکھے گا جو پہلے کر چکا ہے۔ پھر اپنے سامنے دیکھے گا تو منہ کے سامنے جہنم کی آگ دکھائی دے گی۔ فاتقوا النار ولوبشق تمرة ولو بكلمة طيبة ۔ تو اے لوگو! جہنم کی آگ سے بچو اگر چہ خرمے کا ٹکڑا ہی صدقہ کر کے یا ایک اچھی بات کے ذریعہ سہی۔(کنز العمال ج ۶ص ۳۴۰، بخاری ج.....ص......)

معلوم ہوا کہ صدقہ کرنے کی وجہ سے انسان جہنم سے محفوظ ہو جاتا ہے اور عنایات ربانی اسی پر بس نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ اسے جنت اور حوران جنت بھی عطا فرماتا ہے۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قبضات التمر للمساكين مهور الحور العين ۔ جنت کی حوریں چاہتے ہو تو اللہ کی راہ میں صدقہ کیا کرو کیونکہ چند مٹھی کھجوریں صدقہ کرنا فقیروں اور محتاجوں پر گورے بدن اور بڑی بڑی اور کالی آنکھوں والی جنتی عورتوں کا مہر ہیں۔(کنز العمال ج ۶ص ۳۶۱)

قیامت کے دن صدقہ سایہ بن جائے گا:

جو آدمی دنیا میں اپنے حلال مال سے صدقہ کرتا ہے تو قیامت کے دن وہ صدقہ سایہ کا کام کرے گا اور صدقہ کرنے والے کو قیامت کی سخت دھوپ سے بچائے گا، جبکہ دوسرے لوگ حساب و کتاب میں الجھے ہوئے ہوں گے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الصدقة لتطفئی عن اهلها حر القبور وانما يستظل المؤمن يو م القيامة فی ظل صدقته ۔(کنز العمال ج ۶ص ۳۴۸، مجمع

الزوائد ج ۳ ص ۲۱۵)
صدقہ قبر کی گرمی صدقہ کرنے والے سے ختم کر دیتا ہے اور بندۂ مومن قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ اور چھاؤں میں ہوگا۔
اور ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الرجل فی ظل صدقته حتی یقضی بین الناس۔ (ایضاص ۱۷۱۳) یعنی ہر شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا جب تک لوگوں کا فیصلہ نہ ہو جائے۔
اور بخاری شریف ج ا ص ۱۹۱، روح البیان ج ا ص ۴۳۳ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا سات آدمیوں کو اللہ تعالیٰ قیامت کے ایسے سخت دن میں اپنی رحمت کا سایہ عطا فرمائے گا جس دن رب کی سایہ رحمت کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہوگا۔ ورجل تصدق اخفاء حتیٰ لا تعلم شماله ما تنفق یمینه۔ ان سات میں سے ایک وہ شخص ہوگا جو دنیا میں اس طرح چھپ کر اللہ کی رضا کے لئے صدقہ کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو پائے کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔

پوشیدہ صدقہ کی فضیلت:

حضرات!
اگر صدقہ ظاہر کر کے کیا جائے تو یہ صحیح ہے، درست ہے اگر دکھاوا، شہرت اور نام ونمود مقصود نہ ہو اور یہ حکم بھی صدقہ واجبہ مثلاً زکوٰۃ اور صدقہ فطر کا ہے۔ اور نفلی صدقات میں بہتر یہی ہے کہ چھپا کر کیا جائے تاکہ ریا، دکھاوا اور نام ونمود سے آدمی محفوظ ہو جائے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی صدقہ کو قبول فرماتا ہے جو ریا سے پاک ہو اور اگر اس انداز میں صدقہ کیا جائے اس کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:
ان تبدوا الصدقٰت فنعما هی وان تخفوها وتؤتوها الفقرآء فهو خیر لکم ویکفر عنکم من سیئاتکم والله بما تعملون خبیر۔ (البقرہ ۲۷۱) ترجمہ: اگر تم ظاہر کر کے خیرات دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے اور اگر وہ تم فقیروں کو چھپا کر دو تو وہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے اور اس میں تمہارے کچھ گناہ معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے۔

سب سے طاقتور مخلوق:

عن انس قال قال رسول الله ﷺ لما خلق الله الارض جعلت تمید فخلق الجبال فقال بها علیها فاستقر فعجبت الملائکة من شدة الجبال فقالوا یارب هل من خلقك شیء اشد من الجبال قال نعم الحدید فقلوا یارب هل من خلقك شئی اشد من الحدید قال نعم النار ففقالوا یارب هل من خلقك شئی اشد من النار قال نعم الماء فقالو یارب هل من خلقك شیء اشد من لماء قال نعم الریح فقالوا یارب هل من خلقك شئی اشد من الریح قال نعم ابن اٰدم تصدق صدقة بیمینه یخفیها من شماله۔
ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ہلنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پیدا فرما کر اس پر نصب فرما دیا، اب زمین ٹھہر گئی، فرشتوں کو پہاڑ کی سختی سے تعجب ہوا تو انہوں نے عرض کیا کہ اے پروردگار! کیا تیری مخلوق میں پہاڑوں سے بھی بڑھ کر کوئی طاقت ور چیز ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہاں! لوہا۔ فرشتوں نے عرض کیا کیا تیری مخلوق میں لوہے سے بھی بڑھ کر طاقت ور اور سخت چیز ہے؟ تو فرمایا ہاں! آگ جو لوہے کو پگھلا دیتی ہے۔ فرشتوں نے دریافت کیا کیا آگ سے زیادہ طاقت ور کوئی مخلوق ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں! پانی ہے کہ پانی آگ کو سرد کر دیتا ہے اور اسے بجھا دیتا ہے۔ پھر فرشتوں نے عرض کیا کہ تیری مخلوق میں پانی سے زیادہ سخت اور طاقتور کوئی چیز ہے؟ تو ارشاد فرمایا ہاں! ہوا ہے۔ یہ سن کر فرشتوں نے سوال کیا کہ کیا تیر مخلوق میں ہوا سے بھی بڑھ کر کوئی سخت چیز ہے؟ تو جواب ملا: نعم ابن آدم تصدق صدقة بیمینه یخفیها من شماله۔ ہاں! آدمی کا وہ صدقہ جو وہ اپنے داہنے ہاتھ سے دے یہاں تک کہ بائیں ہاتھ کو خبر تک نہ ہو سکے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۰)
اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ وہ صدقہ جو پوشیدہ طور پر کیا جائے وہ بہت ہی قوت وطاقت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس صدقہ کو بیحد پسند فرماتا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
ثلثة یحبهم الله رجل قام من اللیل یتلوا کتاب الله ورجل یتصدق بصدقة بیمینه یخفیها ورجل کان فی سریة فانهزم اصحابه فاستقبل العدو۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۹)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تین شخصوں کومحبوب رکھتا ہے(۱) رات کوقیام کرے اور قرآن کی تلاوت کرے(۲) جو پوشیدہ طور پر داہنے ہاتھ سے صدقہ کرے(۳) اور وہ شخص جو میدان جنگ میں دشمن کا مقابلہ کرے اور کفار سے جہاد کرے۔

صدقہ بری موت کوٹال دیتا ہے:

عزیزان ملت اسلامیہ!

صدقہ وخیرات کی کئی ایک فضیلت اور فائدے قرآن واحادیث کی روشنی میں آپ حضرات سماعت فرما چکے ہیں، مجھے امید ہے کہ آپ نے بغور سنا ہوگا۔ آئے ایک اور فائدہ سماعت فرماتے چلئے۔ صدقہ وخیرات کا ایک عظیم فائدہ یہ ہے کہ صدقہ کی وجہ سے آدمی بری موت کی بلا اور مصیبت سے بچ جاتا ہے۔ جیسا کہ:

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت ہے کہ مختار کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

الصدقة تدفع ميتة السوء (کنز العمال ج٦ ص٣٧١) یعنی صدقہ بری موت کودفع اور دور کر دیتا ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آقا کریم ﷺ نے فرمایا:

ان الله عزوجل ليدرأ بالصدقة سبعين ميتة من السوء۔ (ایضا) بے شک اللہ عزوجل صدقہ کے سبب ستر قسم کی بری موت کوٹال دیتا ہے۔

کالا زہریلا سانپ:

حضرت ابوالفرج ازدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک دیہات کے پاس سے گذرے، اس دیہات میں ایک دھوبی رہتا تھا جس کی وجہ سے لوگ بہت پریشان تھے بستی والوں نے اس دھوبی کی شکایت کرتے ہوئے کہا اے اللہ کے نبی! یہ دھوبی ہمارے کپڑے پھاڑ دیتا ہے اور اپنے پاس چھپا کر رکھ بھی لیتا ہے، ہم اس کے عمل سے بہت تنگ آگئے ہیں، آپ اس کے لئے بارگاہ الٰہی میں بددعا کر دیں کہ وہ اپنی گٹھری سمیت واپس نہ پلٹ پائے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت عیسی علیہ السلام نے اس دھوبی کے لئے بددعا کرتے ہوئے عرض کیا اے الٰہ العلمین! یہ دھوکہ باز دھوبی گٹھری سمیت واپس نہ پلٹنے پائے۔ جب دھوبی کپڑوں کی گٹھری لے کر دھونے کے لئے نکلا تو اس نے تین روٹیاں بھی ساتھ لے لیں۔ ایک عابد جو قریب کے پہاڑ میں عبادت کیا کرتا تھا جہاں دھوبی کپڑے دھونے کے لئے جایا کرتا تھا وہ اس دھوبی کے پاس آیا، سلام کیا اور کہنے لگا اے دھوبی! ھل عندک خبز تطعمنی اوتریني حتیٰ انظر الیہ واشم رائحتہ ؟ تیرے پاس روٹی ہو تو مجھے کھانے کے لئے دیدو اگر کھلا نہیں سکتے تو دکھا ہی دو تا کہ میں اسے دیکھ کر اور اس کی خوشبو سونگھ کر اپنے دل کو تسلی دے لوں۔ کیونکہ ایک عرصہ سے میں نے روٹی نہیں کھائی ہے۔ دھوبی نے ایک روٹی نکال کر عابد کو دیدیا۔ عابد روٹی پا کر اس دھوبی کو دعا دی کہ اے دھوبی! اللہ تعالیٰ تیرے گناہ معاف فرمائے اور تیرے دل کو پاک وصاف فرمادے۔ دھوبی نے دعا سن کر دوسری روٹی بھی عابد کو کھلا دیا۔ عابد نے دوسری روٹی کھانے کے بعد دعا دی اے دھوبی اللہ تعالیٰ تیرے اگلے پچھلے سارے گناہ بخش دے۔ جب عابد نے یہ دعا دی تو دھوبی نے تیسری روٹی بھی اس عابد کو دیدی۔ عابد نے خوش ہو کر اس کے لئے دعا کی: يا قصار بنى الله لك قصرا في الجنة ۔ اے دھوبی اللہ تعالیٰ جنت میں تجھے محل عطا فرمائے۔ شام کو دھوبی صحیح سلامت گھر واپس لوٹ آیا۔ بستی والوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی اے نبی اللہ! اس دھوبی کو تو کچھ بھی نہیں ہوا، اس کا تو بال بھی بیکا نہیں ہوا ہے۔ یہ تو صحیح سلامت گھر واپس لوٹا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اسے میرے پاس بلا کر لاؤ، جب وہ دھوبی حاضر خدمت اقدس ہوا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: يا قصار اخبرني بماعملت اليوم ؟ مجھے بتاؤ کہ تو نے آج کون سا عمل کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اس پہاڑ سے ایک عابد میرے پاس آیا، اس نے مجھ سے کھانا طلب کیا میں نے اسے تین روٹیاں جو میرے پاس تھیں دیدیں، اس نے ہر روٹی کے بدلے مجھے دعا دی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اچھا اپنی گٹھری میرے پاس لاؤ۔ گٹھری لائی گئی آپ نے اسے کھولا تو دیکھا کہ اس میں ایک کالا اژدھا ہے، جسے لوہے کی لگام لگائی گئی ہے۔ آپ نے اس سانپ سے فرمایا اے اژدھا! کیا تجھے اس دھوبی کو ڈسنے کے لئے نہیں بھیجا گیا تھا؟ اژدھا نے کہا اے اللہ کے نبی! بات تو یہی تھی لیکن اس کے پاس بھوک سے نڈھال ایک راہی عابد آیا اس نے کھانا طلب کیا، اس دھوبی نے اسے کھانا پیش کر دیا تو اس مسافر عابد نے ہر روٹی کے عوض اس کے لئے دعا کی اس مسافر کی دعا پر ایک فرشتہ آمین کہتا رہا، اللہ تعالیٰ نے میری طرف ایک فرشتہ بھیج دیا جس نے مجھے لوہے کی لگام سے جکڑ دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: يا قصار استأنف العمل فقد غفر الله لك ببركة صدقتك عليه ۔ اے دھوبی! از سر نو عمل شروع کر دے تیرے اس صدقہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہ بخش دیا ہے۔ (تنبیہ الغافلین ص۱۸۱)

حضرات محترم!

دیکھا آپ نے کہ صدقہ کی کتنی برکت اور اس کا کتنا بڑا فائدہ ہے۔جس نے صدقہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس صدقہ کی برکت سے اس کو سانپ کے ڈسنے اور بری موت سے بچالیا اور اس کی عمر میں برکت بھی پیدا فرما دیا۔سچ فرمایا ہے میرے آقا کریم ﷺ نے کہ:

صدقة المرء المسلم تزيد في العمر و تمنع ميتة السوء ويذهب الله بها الكبر والفخر۔(کنزالعمال ج۶ص۱۷۲عن کثیر)

مرد مسلم کا صدقہ کرنا عمر میں زیادتی کا باعث ہے، بری موت کو روکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے سبب تکبر اور غرور کو دور فرما دیتا ہے۔

کیا صدقہ سے مال کم ہوتا ہے؟

صدقہ وخیرات کی بے شمار فضیلتیں اور فائدے قرآن واحادیث میں ہیں جو آپ نے سماعت فرمایا ہے۔مگر اس کے باوجود کچھ لوگ صدقہ کرنے میں بخالت کرتے ہیں اور کچھ لوگوں کا گمان تو یہ ہے کہ صدقہ کرنے سے مال میں کمی آجاتی ہے۔بھائیو! یہ شیطانی سوچ ہے۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:الشيطان يعدكم الفقر و يامركم بالفحشاء والله يعدكم مغفرة منه و فضلا (البقرہ۲۶۸)ترجمہ:

صدقہ کرنے سے مال کم نہیں ہوتا ہے بلکہ اس میں برکتیں پیدا ہوجاتی ہیں۔جیسا کہ پیارے آقا علیہ السلام نے فرمایا:ما نقص مال من صدقة ۔صدقہ کرنے سے کبھی بھی مال میں کمی نہیں آتی۔(تنبیہ الغافلین ص۱۷۷،کنزالعمال ج۶ص۳۷۷)

بادل سے آواز:

برادران اسلام! صدقہ کی فضیلت وفائدہ سے متعلق آخری حدیث بیان کرکے میں آپ سے رخصت ہونا چاہوں گا اس سے قبل ایک بار درود شریف کا نغمہ جھوم کر سنائیں۔

درود شریف:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک شخص جنگل میں تھا اس نے بادل میں سے ایک آواز سنی کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر،وہ بادل ایک کنارہ کو ہوگیا اور اس نے پانی سنگستان یعنی پتھریلی جگہ میں گرایا اور ایک نالی نے وہ سارا پانی لے لیا،وہ شخص پانی کے پیچھے ہولیا۔فاذا رجل قائم في حديقته يحول الماء بمساحته ۔کیا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے باغ میں کھڑا کھرپی سے پانی پھیر رہا ہے۔اس نے کہا اے اللہ کے بندے! تیرا نام کیا ہے؟ اس آدمی نے وہی نام بتایا جو بادل میں سنا تھا۔اس نے کہا اے اللہ کے بندے! تو میرا نام کیوں پوچھ رہا ہے؟ اس نے کہا میں نے اس بادل سے جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی ہے کہ وہ تیرا نام لیکر کہتا ہے کہ فلاں کے باغ کو سیراب کر۔تو تو کیا عمل کرتا ہے کہ تیرا نام لیکر پانی بھیجا جا رہا ہے؟ اس مرد نے جواب دیا:فاني انظر الى مايخرج منها فاتصدق بثلثة و اكل انا و عيالي ثلثا و ارد فيها ثلثه ۔جو کچھ اس باغ سے پیدا ہوتا ہے اس میں سے ایک تہائی صدقہ کرتا ہوں،ایک تہائی میں اور میرے بال بچے کھاتے ہیں اور باقی ایک تہائی اس باغ میں بونے کے لئے رکھتا ہوں۔اس نے کہا یہی وجہ ہے کہ خاص تیرا نام لیکر پانی بھیجا جاتا ہے۔(مسلم ج....ص.....)

مسئلہ: زمین سے جو کچھ پیدا ہوتا ہے اگر آسمان کے پانی سے اس کی سیرابی اور سینچائی کی جائے تو اس کا دسواں حصہ اور اگر پانی خرید کر سینچائی کی جاتی ہو تو بیسواں حصہ صدقہ کرنا واجب ہے ورنہ گنہگار رہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو صدقہ کرنے اور شریعت کے احکام پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور تادم زیست حضور ﷺ کی محبت پر قائم رکھے اور مسلمانوں کے سفینہ حیات کو بھنور سے بچائے۔

جب کہا میں نے یا رسول اللہ
موج کترا گیا سفینے سے
جس دل میں تیری یاد نہیں
مرنا بہتر ہے ایسے جینے سے

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العلمين

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

شب براءت میں محروم رہنے والے:

الحمد لله الذی من علینا بجزیل النِعَم و الصلوة والسلام علی نبیه سید العرب والعجم وعلیٰ اٰله وصحبه مصابیح الظُلَم

اما بعد

فاعوذ بالله من الشطٰن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

ربك یخلق ما یشاء و یختار (النحل) ترجمہ: تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور ان میں سے جسے چاہتا انتخاب فرمالیتا ہے۔(کنزالایمان)

قابل دید ہے رحمت کا شباب آج کی رات

چشم مشتاق ہے بیگانہء خواب آج کی رات

کل کہیں وادیٔ غفلت میں نہ پھر کھو جانا

تم کو لوگو ہے اگر خوفِ حساب آج کی رات

ہو کے مایوس کرم سر نہ اٹھانا اپنا

تیرے ہر سجدے کا آئے گا جواب آج کی رات

کہیں ارواح شہیدانِ گزشتہ تو نہیں

اڑ رہے ہیں بڑے رنگین سحاب آج کی رات

حمد کے بعد مناسب ہے چلے نعت کا دور

کیجئے گنبد خضرا سے خطاب آج کی رات

میں گلستان یقیں میں ہوں نوا سنج کمال

مہک اٹھے ہیں امیدوں کے گلاب آج کی رات

(کمال جائسی)

سامعین کرام!

آیت کریمہ کی روشنی میں کچھ عرض کرنے سے قبل خداوند قدوس کے اس نبی آخر الزماں ﷺ کی بارگاہ ناز میں درود شریف کا نذرانہء محبت پیش کریں جو محمد مصطفیٰ بھی ہیں، احمد مجتبیٰ بھی ہیں، ماحی کفر و جفا بھی ہیں، حاشر مخلوق خدا بھی ہیں، نقیب بزم انبیا بھی ہیں، کعبہ کے بدرالدجیٰ بھی ہیں، طیبہ کے شمس الضحیٰ بھی ہیں، شافع روز جزا بھی ہیں، دافع جملہ بلا بھی ہیں، جان و دل اصفیا بھی ہیں اور نیز فاران وفا بھی ہیں۔ پڑھیئے بلند آواز سے:

درود شریف: اللهم صل علیٰ سیدنا مولانا محمد معد ن الجود والکرم و بارك وسلم صلاة و سلاما علیك یا رسول الله

برادران ملت اسلامیہ!

ہم میں سے ہر شخص یہ بہت اچھی طرح جانتا ہے کہ جو مبارک مہینہ ہماری نگاہوں کے سامنے چاند وتارے کی طرح جگمگا رہا ہے وہ شعبان المعظم کا مہینہ ہے جس کی عظمت و فضیلت اور اہمیت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ اس ماہ کی فضیلت عظمت آپ حضرات احادیث کی روشنی میں سماعت فرما چکے ہیں۔ اس ماہ کی اہمیت کا اندازہ تو صرف اس کے نام ہی لگ جاتا ہے کہ کتنی برکت والا مہینہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انما سمی شعبان لانہ یتشعب فیہ خیر کثیر للصائم فیہ حتیٰ ید خل الجنۃ ۔(کنزالعمال ج۱۲ص۱۴۰)

ترجمہ: شعبان کا نام شعبان اس لئے رکھا گیا ہے کہ اس مہینے میں روزہ داروں کے لئے بہت بھلائیاں اور بے شمار نیکیاں تقسیم کی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

اللہ عز جل شانہ بے شمار مخلوق پیدا فرمایا ہے مگر تمام مخلوق برابر نہیں ان میں سے اللہ نے بعض کا انتخاب فرمالیا ہے، انہیں چن لیا ہے اور بعض مخلوق پر انہیں فضیلت عطا فرمائی ہیں چاہے وہ انسان ہو یا فرشتہ، مہینہ ہو یا سال، دن ہو یا رات۔

اسی لئے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

ربك يخلق ما يشاء و يختار (النحل) ترجمہ: تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور ان میں سے جسے چاہتا انتخاب فرمالیتا ہے۔ (کنز الایمان)

اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان الله تعالىٰ قد اختار من الايام اربعة و من الشهور اربعة و من النساء اربعة و اربعة يسبقون الى الجنة و اربعة اشتاقت اليهم الجنة۔ (تنبیہ الغافلین ص ۱۹۰)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے دنوں میں چار دن، مہینوں میں چار مہینے اور عورتوں میں چار عورتوں کو چن لیا ہے۔ اور چار لوگ جنت کی طرف سب سے پہلے جائیں گے اور چار لوگوں کا جنت مشتاق ہوگی۔

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ سال کے تین سو پینسٹھ دن اور راتیں پیدا فرمائے ہیں مگر تمام دن اور رات خیر و برکت کے اعتبار سے برابر نہیں ہیں ان میں کچھ دن اور رات ایسے ہیں جو خیر و برکت کے اعتبار سے باقی دنوں اور راتوں سے زیادہ افضل و بہتر ہیں۔ ان مخصوص دن اور راتوں میں سے ایک رات پندرہویں شعبان کی رات یعنی شب براءت ہے۔ جو بہت ہی بابرکت اور رحمت والی رات ہے۔ اس رات کی فضیلت آپ سماعت کر چکے ہیں میں آج آپ کے سامنے یہ بتاؤں گا کہ شب برات وہ رات ہے جس میں گنہگاروں کی مغفرت اور بخشش کر دی جاتی ہے ان پر رحمت کی نظر کی جاتی ہے مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس مبارک رات میں مغفرت و رحمت اور کرم کی نظروں سے محروم رہتے ہیں اور وہ اپنی بدنصیبی یا کم نصیبی کے سبب اپنے دامن میں اس رات کی برکتیں اور رب کی رحمتیں جمع کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ آپ کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہوگا کہ آخر وہ کون لوگ ہیں جو اس رات میں بھی محروم رہتے ہیں؟ تو غور سے سنئے اور عبرت حاصل کیجئے اور اپنے آپ کو ان گناہوں سے بچائے جن کی وجہ سے اس رات میں انسان محروم رہ جاتا ہے۔

مجرموں کی نشاندہی کرتے ہوئے رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان اللـه يغفر لجميع المسلمين فى تلك الليلة الا الكاهن و الساحر و مدمن الخمر و عاق والديه و المصر على الزنا ۔(تفسیر صاوی ج۳ص۴۵۹)

یعنی بے شک اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس رات میں تمام مسلمانوں کی مغفرت اور بخشش فرمادیتا ہے سوائے کاہن یعنی جیوتشی جو بھوشوانی کرتا ہے، جادوگر، شراب کے عادی، ماں باپ کے نافرمان اولاد اور زنا جیسے گھناؤنے گناہ پر اڑے رہنے والے کے۔ (ان لوگوں کی مغفرت اور بخشش اس رات میں بھی نہیں ہوتی۔)

وضاحت: اس حدیث پاک میں پانچ گنہگاروں اور مجرموں کی نشاندہی فرمادی گئی جو اس رات میں محروم رہتے ہیں۔ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مری ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ولـلـه فيها عتقاء من النار بعدد شعور غنم كلب لا ينظر الله فيها الى مشرك ولا مشاحن ولا الىٰ قاطع رحم ولا الى مسبل ولا الىٰ عاق لوالديه ولا الىٰ مدمن خمر (کنز العمال ج۱۲ص۱۴۱)

یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس رات میں بنو کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اس رات میں مشرک کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا ہے، بغض و عداوت رکھنے والا، رشتہ کاٹنے والا، تکبر سے کپڑے لٹکانے والا، والدین کے نافرمان اور شرابی کی طرف بھی نظر نہیں فرماتا

ہے۔

عن ابی ثعلبة الخشنی عن النبی ﷺ قال اذا کان لیلة النصف من شعبان اطلع الله تعالیٰ الیٰ خلقه فیغفر للمؤمنین و یملی للکافرین و یدع اهل الحقد بحقدهم حتیٰ یدعوه۔(درمنثور ج۵ص۴۰۷،شعب الایمان ج۱ص۲۱)

ترجمہ:حضرت ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:اللہ رب العزت پندرہویں شعبان کو یعنی شب براءت میں اپنی مخلوق کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔مومنوں کو بخش دیتا ہے اور کافروں کو مہلت دیتا ہے اور کینہ رکھنے والوں کو ان کے کینہ کے ساتھ چھوڑ دیتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے کینہ کو چھوڑ دے۔

ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ شب براءت بہت ہی عظمت و برکت والی رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ رحمت ومغفرت کے دروازے کھول دیتا ہے مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو اس رات محروم رہ جاتے ہیں۔ان احادیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ دس طرح کے لوگ اور مجرم ایسے ہیں جن کی مغفرت اور بخشش نہیں ہوتی۔

(۱)مشرک:

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی انسان یا کسی چیز کو شریک ماننے والا مشرک کہلاتا ہے۔جو اللہ تعالیٰ کے لئے ماننا چاہئے وہی بات اللہ کے سوا کسی اور کے لئے ماننا شرک ہے،بت کو پوجنا،پتھر،درخت،ندی،دریا،پہاڑ،سورج،چاند اور کسی دیوی دیوتا کو ماننا یہ شرک ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے اللہ تعالیٰ شرک کرنے والے کو کسی بھی حال میں معاف نہیں فرماتا۔شرک کرنے والا ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم کی آگ میں جلے گا کبھی بھی اس سے چھٹکارا نہیں پائے گا۔اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(۱)ان الله لا یغفر ان یشرك به و یغفر ما دون ذلك لمن یشاء(النساء ٤٨) ترجمہ:بے شک اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں فرماتا اور بخش دیتا ہے اس کے علاوہ گناہوں کو۔

(۲)ومن یشرك بالله فقد ضل ضلا لا بعیدا(النساء١٦) ترجمہ:اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا۔

(۳)فلا تجعلوا لله اندادا و انتم تعلمون(البقرہ ......)ترجمہ:تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک نہ ٹھہراؤ اور تم جانتے ہو۔

(۴)ولا تجعل مع الله الٰها آخر فتلقی فی جهنم ملوما مدحورا ۔(بنی اسرائیل۳۹)ترجمہ:اور اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو جہنم میں پھینکا جائے گا طعنہ پاتا دھکے کھاتا ہوا۔

مگر آج کچھ لوگوں کا حال یہ ہے کہ زبان سے اسلامی کلمہ پڑھتے ہیں،مسلمان کہلاتے ہیں مگر کوئی مصیبت آجائے،کسی بیماری مبتلا ہوجائے اور جلدی ٹھیک نہ ہو،یا اولاد نہ ہو تو اس کے لئے بتوں کے نام منت مانتے ہیں،بتوں کے پاس جا کر منتیں مانگتے ہیں،لڈو چڑھاتے ہیں،کبوتر اور بکرا ذبح کرتے ہیں۔اے عزیزو!یہ باتیں شرک وکفر ہیں اپنی مشرکانہ اور کافرانہ حرکتوں اور گناہ عظیم سے اپنے ایمان وعقیدے کی حفاظت کرو کسی بھی حال میں ان مورتیوں اور بتوں کے پاس نہ جاؤ تاکہ تمہارا ایمان محفوظ رہے اور ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم کی آگ میں جلنے سے بچ جاؤ۔ارے مسلمان کی شان تو یہ ہے کہ ہر حال میں اللہ پر بھروسہ رکھیں،بتوں سے مدد نہ مانگیں،ان کے قریب نہ جائیں،جان چلی جائے پسند کریں قتل ہوجانا گوارہ کریں مگر اللہ کے ساتھ کسی بت وغیرہ کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:لا تشرك بالله شیئا و ان قتلت و حرقت۔اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرا گرچہ تو قتل کردیا جائے یا آگ میں جلا دیا جائے۔(مشکوٰۃ ص۱۸)

ذرا یاد کرو اس خاتون کی ایمانی زندگی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعوت پر ان کا دین قبول کرلیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا نبی مان لیا اور بتوں اور

فرعون کوخدا نہ مان کر اللہ تعالیٰ کو اپنا خدا مانا تو فرعون نے اس خاتون پر ظلم وزیادتی کی حد کردی، دھوپ لٹا کر گرم پتھر اس کے بدن پر رکھوایا اور لوہے کی کیلیں اس کے بدن گڑوادیا تا کہ وہ ایمان چھوڑ دیں مگر خدا کی توحید کے جام نے اسے مست کر دیا تھا کہ جان دینا گوارا کیا دین اسلام اور اللہ کو اپنا خدا ماننے سے انکار نہیں کیا۔اور جانتے ہو یہ خاتو کون تھی یہ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ بنت مزاحم تھی۔جس کے بارے میں سرکار نے فرمایا آسیہ بنت دنیا ان چار خاتون سے میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے تمام عورتوں پر فضیلت بخشی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ سے عرض کی:اي الـذنب اعظم عند الله ؟قال ان تجعل لله ندا و هـو خـلـقك قـلـت ان ذلك لـعـظـيـم .قـلـت ثـم ايَقال وان تقتل ولدك تخاف ان يطعم معك .قلت ثم اى؟قال ان تزنى حليلة جارك ۔(بخاری ج ۲ص ۶۴۳)

ترجمہ:یارسول اللہ اللہ کے نزدیک کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے لئے شریک ٹھہرانا جبکہ اس نے تمہیں پیدا کیا (یعنی جس نے پیدا کیا اسی خالق و مالک حقیقی کے ساتھ شرک کرنا) میں نے عرض کیا بے شک ضرور یہ بڑا گناہ ہے۔یا رسول اللہ اس کے بعد کون گناہ سب سے بڑا ہے؟ فرمایا اولاد کو کھلانے کے ڈر سے قتل کر دینا۔میں دریافت کیا پھر کون سا گناہ بڑا ہے؟ فرمایا اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا یہ بدترین گناہ ہے۔

معلوم ہوا کہ شرک ایسا گناہ عظیم ہے کہ اللہ تعالیٰ شب براءت جیسی مبارک رات میں بھی معاف نہیں فرماتا اور اس کے سوا جتنے گناہ ہیں اللہ تعالی معاف فرمادیتا ہے اگر بندہ سچے دل سے توبہ کرلیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مـن لقى الله لا يعدل به شيئا فى الدنيا ثم كان عليه مثل جبال ذنوب غفر الله له ۔ (مشکوۃ ص ۲۰۶) ترجمہ: جو اس حال میں دنیا سے جائے کہ وہ دنیا میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا اگر چہ اس پر پہاڑ کے برابر گناہوں کا بوجھ ہو۔

(۲) کینہ رکھنے والا:

جو اپنے مومن سے بھائی کینہ رکھتا ہے شب براءت میں اللہ تعالی کی رحمت اور مغفرت سے وہ بھی محروم ہو جاتا ہے۔اسی لئے میرے آقا کریم ﷺ نے اس گناہ سے (جس کے کرنے والے کو اللہ شب براءت جیسی مبارک رات میں معاف نہیں فرماتا اور اپنی رحمت اس پر نازل فرماتا ہے) بڑی سختی سے منع فرمایا۔

عـن ابـى هـريـرة عن رسول الل ﷺ قال تعرض اعمال الناس فى كل جمعة مرتين يوم الاثنين و يوم الخميس فيغفر لكل عبد مؤمن الا بينه و بين اخيه شحناء فيقال اتركوا هذين حتىٰ يفيئا۔(مسلم ج ۲ص ۳۱۷)

ترجمہ:حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر ہفتہ میں دوبار پیر اور جمعرات کے دن لوگوں کے اعمال نامے پیش کئے جاتے ہیں۔ہر بندے کی مغفرت ہوتی مگر ان دو شخصوں کی مغفرت نہیں فرماتا جو آپس میں ایک دوسرے سے کینہ اور عداوت و دشمنی رکھتے ہیں۔ان کے متعلق فیصلہ فرماتا ہے کہ انہیں چھوڑ دو یہاں تک کہ بغض و عداوت اور کینہ سے باز آجائیں۔

عـن انـس بـن مـالك ان رسـول الـلـه ﷺ قـال لا تبـاغـضوا ولا تحاسدوا ولا تدابروا وكونوا عبادا لله اخوانا ولا يحل لمسلم (مسلم ج ۲ص ۳۱۵ بخاری ج ۲ص ۸۹۶)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپس میں ایک دوسرے سے بغض و عداوت نہ رکھو، نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ پیٹھ پیچھے ایک دوسرے کی برائی کرو اور اللہ کے بندے اور آپس میں بھائی بن کر رہو۔اور کسی مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ اپنے بھائی کو تین دنوں تک چھوڑے رکھے یعنی تین دن سے زیادہ بات چیت اور ملنا جلنا سلام و کلام بند کئے رہے۔

حکایت:

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک شخص کو عرش کے سایہ میں دیکھا اور اس شخص کے بلند مقام و مرتبہ کی آرزو کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ حق تعالیٰ کے نزدیک اس کا بڑا درجہ ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا الٰہی! اس آدمی کا نام کیا ہے؟ اللہ رب العزت نے اس کا نام ظاہر نہیں فرمایا، لیکن فرمایا کہ میں اس کے عمل سے تم کو خبر دیتا ہوں کہ اس نے کبھی حسد نہیں کیا، ماں باپ کی کبھی نافرمانی نہیں کی اور نہ غیبت و چغلی کی۔ (کیمیائے سعادت مترجم ص۵۵۰)

عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ يا بنى ان قدرت ان تصبح تمسى ليس فى قلبك غش لا حد فافعل ـثم قال يا بنى و ذلك من سنتى وا حيا سنتى فقد احيانى و من احيانى كان معى فى الجنة۔ (ترمذی ج۲ص۹۶)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیٹے! اگر صبح و شام اس حال میں کر سکو کہ تمہارے دل میں کسی کے لئے کینہ نہ ہو تو ایسا کرو۔ پھر آپ نے فرمایا ایسا کرنا یعنی بغیر کسی سے کینہ رکھے صبح و شام کرنا میری سنت میں سے ہے تو جس نے میری سنت کو زندہ کیا اس نے مجھے خوش کر دیا اور جس نے مجھے خوش کر دیا وہ قیامت میں میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔

حدیث و حکایت:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک روز حضور اکرم ﷺ کے پاس ہم بیٹھے تھے، آپ نے فرمایا: یطلع عليكم الآن من هذ ا ا لفج رجل من اهل الجنة ۔ایک جنتی شخص یہاں آئے گا۔ تب انصار کی جماعت کے ایک صاحب تشریف لائے، اپنے بائیں ہاتھ میں لوٹا لٹکائے تھے اور وضو کا پانی ان کی داڑھی سے ٹپک رہا تھا۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی حضور اکرم ﷺ نے اسی طرح فرمایا اور وہ صاحب تشریف لائے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاہا کہ اس کا رنگ ڈھنگ اور عمل معلوم کریں۔ چنانچہ ان صاحب کے پاس گئے اور کہا کہ میں اپنے باپ سے لڑا ہوں، چاہتا ہوں کہ تین رات آپ کے پاس ٹھہروں۔ اس شخص نے یہ بات منظور کر لی۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ ان تین راتوں میں میں ان کے عملوں پر نظر رکھتا، میں نے دیکھا کہ وہ جب سو کر اٹھتے تو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، اس کے بعد میں نے ان سے کہا کہ باپ سے میری لڑائی نہیں ہوئی تھی۔ ہاں حضور اکرم ﷺ نے تمہارے بارے میں ایسا فرمایا تھا کہ تم جنتی شخص ہو۔ میں نے چاہا کہ تمہارا عمل معلوم کروں۔ انہوں نے کہا کہ بس میرا عمل یہی ہے جو تم نے دیکھا۔ جب میں ان کے گھر سے نکلنے لگا تو انہوں مجھے پکارا اور کہا: ماهو الا مارأيت غير انى لا اجد فى نفسى علىٰ احد من المسلمين غشا و لا احسده علىٰ خير اعطاه الله اياه قال عبد الله فهذه التى بلغت بك وهى التى لا تطاق ۔یعنی ایک بات اور ہے اور وہ یہ ہے کہ میرے دل میں کسی مسلمان کے بارے میں کینہ نہیں ہے اور میں ہرگز کسی کی خوبی پر حسد نہیں کرتا۔ حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو جواب دیا کہ تم کو یہ درجہ اسی عمل کے سبب ملا ہے۔ اور یہ ایسا عمل ہے کہ ہر کسی کے بس کی بات نہیں۔ (شعب الایمان حدیث نمبر ۶۶۰۵، درمنثور ج۱۵ص۸۰۳، کیمیائے سعادت مترجم ص۵۵۰)

درود شریف:

(۳) رشتہ توڑنے والا:

تیسرا شخص اور مجرم جس کی مغفرت اور بخشش شب براءت میں نہیں ہوتی ہے وہ ہے رشتہ توڑنے والا شخص۔ رشتہ توڑنا اور معمولی سی بات پر رشتہ داروں سے رشتہ ختم کر لینا یہ ایسا گناہ ہے کہ ایسے شخص کی طرف بھی شب براءت جیسی فضیلت والی رات میں عنایت و رحمت کی نظر نہیں کی جاتی ہے۔ حدیث پاک میں رشتہ توڑنے سے سخت منع کیا گیا ہے اور رشتہ توڑنے والے کے حق میں بڑی وعیدیں آئی ہیں۔

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لا يدخل الجنة قاطع رحم ۔(بخاری ج۲ص۸۸۵، مسلم ج۲ص۳۱۵)

ترجمہ: رشتہ توڑنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

عن عبد الله بنی اوفیٰ قال سمعت رسول الله ﷺ یقول لا تنزل الرحمة علیٰ قوم فیهم قاطع رحم۔(مشکوٰۃ ص۴۲۰)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کوفرماتے سنا کہ ان لوگوں پر رحمت الٰہی نازل نہیں ہوتی جن میں قاطع رحم یعنی رشتہ توڑنے والا شخص ہوتا ہے۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر جمعرات کو جمعہ کی رات انسان کے اعمال پیش کئے جاتے ہیں، جو شخص رشتہ داروں سے تعلق توڑنے والا ہو اس کا عمل قبول نہیں ہوتا۔

اس لئے میرے بزرگو اور دوستو! اگر آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو شب براءت جیسی رات میں مغفرت ونجات کا پروانہ عطا فرمائے اور آپ کی طرف اس کی رحمت کی نظر ہو تو رشتہ توڑنے کی بجائے رشتہ جوڑئے اور دنیا وآخرت کی کامیابی حاصل کیجئے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من سره ان یبسط له فی رزقه وان ینسأ له فی اثره فلیصل رحمه (بخاری ج۲ص۸۸۵)

ترجمہ: جو اس بات سے خوش ہونا چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی اور برکت ہو اور اس کی عمر میں برکت ہو تو چاہئے کہ وہ صلہ رحمی کرے (یعنی رشتہ جوڑے)

حکایت: حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا گیا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا نے کھالیا تو آپ نے بھیڑیا کو بلایا اور فرمایا" کیا تم نے میرے نور نظر اور لخت جگر کو کھایا ہے؟ تو اس بھیڑیا نے کہا حضور! میں نے ایسا نہیں کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس بھیڑیا سے فرمایا تو پھر تم کہاں سے آئے ہو اور کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا میں سرزمین مصر سے آیا ہوں اور سرزمین جرجان کا ارادہ ہے۔ آپ نے فرمایا تیرا وہاں جانے کا کیا مقصد ہے؟ اس نے کہا آپ سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو فرماتے سنا ہے کہ:

من زار حمیما او قریبا کتب الله له بکل خطوة الف الف حسنة و حط عنه الف الف سیئة و یرفع له الف الف درجة۔ یعنی جو دوست یا قریبی رشتہ دار سے ملنے جاتا ہے تو اللہ رب العزت اس کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار نیکیاں لکھ دیتا ہے اور ایک ہزار خطائیں معاف کر دیتا ہے اور ایک ہزار درجے بلند کر دیتا ہے۔(درمنثور ج۱۲ص۲۰۸)

(۴) کپڑا لٹکا کر چلنے والا:

رفیقان گرامی!

چوتھا گنہگار جو شب براءت میں بخشش ورحمت سے محروم رہ جاتا ہے وہ شخص ہے جو تکبر سے ٹخنہ سے نیچے کپڑا لٹکا کر گھسیٹتے ہوئے چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو بھی اس رات میں معاف نہیں فرماتا۔ جیسا کہ خود سرور کائنات ﷺ نے فرمایا: ولا الی مسبل۔ یعنی اس شخص کی طرف بھی رحمت کی نظر نہیں فرماتا جو کپڑا گھسیٹتے ہوئے اور ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر چلتا ہے۔ ایسی چال تکبر کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر وغرور کو قطعی پسند نہیں فرماتا ہے۔

عن ابن عمر ان رسول الله ﷺ قال لا ینظر الله تعالیٰ الیٰ من جر ثوبه خیلآء۔(مسلم ج۲ص۱۹۴، ترمذی ج۱ص۳۰۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی طرف رحمت کی نظر نہیں فرماتا جو تکبر کی نیت سے کپڑا لٹکائے۔

اسی طرح ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا ینظر الله یوم القیامة الیٰ من جر ازاره بطرا۔(مشکوٰۃ ص۳۷۳) ترجمہ: اللہ رب العزت قیامت کے دن اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو تہبند تکبر سے لٹکاتا ہے۔

آج کچھ نوجوانوں کا حال یہ ہے کہ ٹخنوں سے کپڑا مثلا پتلون، پینٹ اور جینس پینٹ گھسیٹتے ہوئے اس انداز میں اتراتے ہوئے، پیروں سے روندتے چلتے ہیں کہ لگتا ہے کہ وہ اپنے کپڑوں سے زمین صاف کرتے ہیں۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ بینما رجل یجر ازارہ من الخیلاء خسف بہ فھو یتجلجل فی الارض یوم القیامۃ۔(مشکوٰۃ ص۳۷۳)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص تکبر کے ساتھ تہبند لٹکا کر چل رہا تھا تو اسے زمین میں دھنسا دیا گیا اور قیامت تک زمین میں دھنستا ہی رہے گا۔

اللہ اکبر! میرے بھائیو! یہ انجام ہے اس شخص کا جو تکبر کے ساتھ کپڑا ٹخنوں سے نیچے لٹکا کر چلتا ہے۔اس لئے تکبر سے بچئے اور اپنا انجام بہتر بنائے۔تکبر کو اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں پسند فرماتا۔ بلکہ اس کا انجام جہنم ہے، چنانچہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من فی قلبہ مثقال حبۃ من خردل من کبر کبہ اللہ علیٰ وجھہ فی النار۔(مصنف ابن ابی شیبہ ج۹ص۸۹،مسند احمد ج۱۱ص۹۸۵)

ترجمہ: جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر غرور ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو اوندھے منہ جہنم میں ڈال دے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تکبر اور غرور سے محفوظ رکھے اور رحمت و جنت کا حقدار بنائے۔آمین

(۵) ماں باپ کا نافرمان:

اور پانچواں شخص جو شب براءت میں محروم رہ جاتا ہے اور جس کی طرف رحمت کی نظر نہیں ہوتی وہ ہے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا شخص۔اللہ تعالیٰ اس کو بھی اس رات میں معاف نہیں فرماتا ہے اور نہ اس کی طرف نظرِ رحمت فرماتا ہے۔جیسا کہ سرکار نے فرمایا''ولا الیٰ عاق لوالدیہ۔یعنی ماں باپ کے نافرمان بھی رحمت کی نظر سے محروم رہ جاتے ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اقدس ﷺ نے فرمایا:

الا انبئکم باکبر الکبائر قلنابلی یارسول اللہ قال الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وشھادۃ الزور۔(بخاری ج۱ص۳۶۲،بخاری ج۲ص۸۸۴)

ترجمہ: بڑے گناہوں میں سب سے بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں تمہیں نہ بتادوں؟ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ضرور بتائیں۔رسول پاک صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا: سب سے بڑا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرایا جائے اور والدین کی نافرمانی اور جھوٹی گواہی۔

عن معاویۃ بن جاھمۃ ان جاھمۃ جاء الی النبی ﷺ فقال یارسول اللہ اردت ان اغزو و قد جئت استشیر ک فقال ھل لک من ام قال نعم قال فالزمھا فان الجنۃ عند رجلھا۔(مشکوٰۃ ص۴۲۱)

ترجمہ: حضرت معاویہ بن جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان کے والد حضرت جاہمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے اللہ کے رسول! میں نے جہاد میں شرکت کا ارادہ کیا ہے اور آپ کی خدمت میں مشورہ کے لئے حاضر آیا ہوں۔تو سرکار نے فرمایا تیری ماں زندہ ہیں؟ انہوں نے عرض کیا ہاں! تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا ان کی خدمت میں رہ کیونکہ جنت ان کے قدموں کے پاس ہے۔

اس ماں کا ہم سے احترام کیا ہوگا ☆ اس ماں کی گود سے بڑھ کر اور کوئی مقام کیا ہوگا

جس ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے ☆ سوچو اس کے سر کا مقام کیا ہوگا

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: الوالد اوسط ابواب الجنۃ فان شئت فحافظ علی الباب او

ضیع۔(مشکوٰۃ ص۴۲۱)

ترجمہ: والد جنت کے سب دروازوں میں سب سے افضل دروازہ ہے اگر تو چاہے تو اس کی حفاظت کر، چاہے تو برباد کردے۔

امیر المؤمنین فی الحدیث محدث کبیر شہزادۂ حضور صدر الشریعہ حضرت علامہ محمد ضیاء المصطفیٰ قادری دامت برکاتہم القدسیہ اس حدیث پاک کی تشریح میں فرماتے ہیں: اگر تم چاہتے ہو کہ جنت کا افضل ترین دروازہ تمہیں ملے تو اسی وقت ملے گا کہ باپ کو راضی کرو، باپ کی خوشنودی حاصل کرو۔ اور اگر چاہتے ہو کہ جنت کا دروازہ تمہارے حق میں ضائع اور برباد ہو جائے تو اس کی نافرمانی کرو۔ مطلب یہ ہوا کہ جیسا سلوک چاہو اپنے باپ کے ساتھ کرو مگر اس کا انجام وہی ہوگا جو تم نے سنا۔

تو حضرات گرامی!

یہ ہے والدین کا مقام ومرتبہ کہ باپ جنت کے بیچ کا دروازہ ہے تو ماں ایسی ہستی جس کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔ تو جو اولاد والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئے گی، فرماں برداری کرے گی تو اس کے لئے مغفرت ہے، رحمت ہے، برکت ہے اور جنت ہے۔ اور جو اولاد نافرمانی کرے گی اس کے لئے نہ مغفرت ہے نہ رحمت ہے، نہ برکت ہے، نہ جنت ہے بلکہ اس کے لئے جہنم کا کھلا دروازہ اور بھیانک عذاب ہے۔ بلکہ حدیث میں تو یہاں تک کہ آیا ہے نافرمان اولاد کو ماں باپ کی نافرمانی کی سزا مرنے سے پہلے اسی دنیا میں دیدی جاتی ہے۔ چنانچہ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

كل الذنوب يغفر الله منها ما شاء الا عقوق الوالدين فانه يعجل لصاحبه في الحياة الدنيا قبل الممات۔(مشکوٰۃ ص۴۲۱)

ترجمہ: تمام گناہوں میں جس گناہ کو چاہے اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے سوائے والدین کی نافرمانی کے۔ کیونکہ ماں باپ کی نافرمانی ایسا گناہ ہے جس کی سزا موت سے پہلے اسی دنیا میں نافرمان اولاد کو مل جاتی ہے۔

جو بچہ چھوڑ آتا ہے ماں کے دامن کا چمن ☆ زندگی اس کے لئے پھر بیابان رہتی ہے

(۶) شراب کا رسیا:

جن مجرموں کی طرف رحمت کی نگاہ نہیں کی جاتی اور جو لوگ شب براءت جیسی عظیم وبابرکت رات میں محروم رہ جاتے ہیں ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو شراب پینے کا عادی ہو اللہ تعالیٰ اس کی طرف بھی رحمت وکرم کی نظر نہیں فرماتا ہے۔ اس لئے شراب پینے والو! شراب پینے سے سچی توبہ کرلو تاکہ تم رب کی نظر رحمت کا حقدار ہو جاؤ اور اپنے اس گناہ سے توبہ کرکے اپنی قسمت جگالو۔

اعلیٰ حضرت سرکار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:

شراب حرام اور پیشاب کی طرح ناپاک اور اس کا پینا سخت گناہ کبیرہ اور پینے والا فاسق وفاجر، ناپاک، بے باک، مردود، ملعون، مستحق عذاب شدید وعقاب الیم ہے۔ العیاذ باللہ رب العلمین۔(فتاویٰ رضویہ ج۱۰ ص۷۴ نوری دار الاشاعت بریلی شریف)

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ثلثة لا يدخلون الجنة مد من الخمر و قاطع الرحم و مصدق بالسحرو من مات مدمن الخمر سقاه الله جل جل وعلا من نهر الغوطة قيل وما نهر الغوطة قال نهر يجر ى من فروج الموسات تؤذى اهل النار ريح فروجهن۔(فتاویٰ رضویہ ج۱۰ ص۷۴، مستدرک ج۴ ص۱۶۳)

ترجمہ: تین شخص جنت میں نہ جائیں گے شرابی اور اپنے قریبی رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنے والا اور جادو کی تصدیق کرنے والا اس کی باتوں پر اعتماد رکھنے والا۔ اور جو شراب پئے اور بغیر توبہ مرجائے اللہ تعالیٰ اسے خون اور پیپ پلائے گا جو دوزخ میں فاحشہ عورتوں کی بری جگہ سے اس قدر بہے گا کہ ایک نہر ہو

جائے گا۔ وہ سخت بدبودار پیپ جو بدکار عورتوں کی فرج سے بہے گی اس شرابی کو پینی پڑے گی۔
حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
ان الذين يشربون الخمر وقد حرم الله عليهم لا يسقونها فى حظيرة القدس۔ (درمنثور ج۵ص۵۰۳)
ترجمہ: جو لوگ شراب پیتے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام فرمادیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قدس میں نہ پیئیں گے۔
اور حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:
من شرب الخمر لم يقبل الله منه صلاة اربعين صباحا فان مات فى الاربعين دخل النار ولم ينظر الله اليه ۔ (درمنثور ج۵ص۵۰۴، مصنف ابن عبدالرزاق ج۹ص۲۳۵)
ترجمہ: جس نے شراب پی اللہ رب العزت چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں فرماتا۔ اگر وہ چالیس دنوں کے اندر فوت ہوگیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔
(۷) کاھن:
ساتواں شخص جو شب براءت جیسی مقدس رات میں رحمت وبخشش سے محروم رہ جاتا ہے وہ کاہن ہے جو جھوٹی باتوں کی بھوشوانی کرتا ہے۔ ایسا شخص فاسق و فاجر، بدکردار، شرابی وکبابی اور دھوکہ باز ہے جو اس بات کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ غیب کی باتوں کو اور مستقبل میں ہونے والے واقعات وحادثات اور چیزوں کو جانتا ہے تو ایسے شخص کو کاہن کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کی طرف بھی نظر رحمت نہیں فرماتا ہے۔
حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
وان الكاهن و الكهانة و التكهن فى النار ۔ (درمنثور ج۱۲ص۳۸۲، دلائل النبوۃ ج۲ص۵۷)
ترجمہ: بے شک کاہن، کہانت اور اس کا پیشہ سب دوزخ میں جائیں گے۔
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہانت کے بارے میں پوچھا تو سرکار نے فرمایا: ليسوا بشئى ۔ کچھ نہیں ہے۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! کبھی کبھی ان کی بات صحیح نکلتی ہے۔ تو حضور نے فرمایا جنات فرشتوں کی (سچی) بات سن کر وہی ایک بات کاہنوں کے کان میں ڈال دیتا ہے اور وہ اس میں اپنی طرف سے جھوٹ ملا کر لوگوں کو بتاتا ہے۔
اس سے معلوم ہوا کہ بھوشوانی اور کہانت کا پیشہ بھی ناجائز وحرام ہے۔ کیونکہ اس میں جھوٹ بھی ہوتا ہے اور جھوٹ گناہ کبیرہ میں سے اور جہنم میں لیجانے والا گناہ ہے۔ اور اگر کہانت میں کفر کی باتیں ہوں اور شیطان اور بتوں کی مدد سے ہو تو کفر بھی ہے۔ تو پتہ چلا کہ کہانت اور بھوشوانی ایک ایسا ہے گناہ ہے جس کی وجہ سے انسان جہنم میں جانے کا حقدار ہو جاتا ہے اور شب براءت جیسی فضیلت والی اور بخشش والی رات میں بھی اس کی مغفرت نہیں ہوتی۔ کاہن تو کاہن جو شخص کاہن اور بھوشوانی کرنے والے کے پاس جاتا ہے اور اپنا ہاتھ دکھاتا ہے اور اس کی جھوٹی باتوں کو صحیح مانتا ہے وہ بھی گنہگار اور مستحق قہر قہار ہے۔
حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
من اتى عرافا فسأله عن شئى لم يقبل له صلوة اربعين ليلة ۔ (مشکوۃ ص۳۹۳)
جو شخص بھوشوانی کرنے والے اور غیب کے دعویدار کے پاس جائے اور اس سے کسی بھی چیز کے بارے میں پوچھے تو چالیس دنوں تک اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔
اور حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
ومن اتى كاهنا فصدقه بما يقول فقد كفر بما انزل على محمد ۔ (درمنثور ج۱ص۱۹۴) ترجمہ: جو کاہن کے پاس آیا پھر اس کی باتوں کو سچ مانا

تو اس نے محمد ﷺ پر نازل شدہ کا انکار کیا۔یعنی قرآن پاک کا انکار کیا اور قرآن کا انکار کفر ہے۔

اللہ اکبر!حضور ﷺ پر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل فرمایا ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے، ماننا اور تصدیق کرنا ضروری ہے کسی ایک کے انکار سے انسان دولت ایمان سے محروم ہو جاتا ہے۔اور کاہن کے پاس جانا اور اسے سچ ماننا ایسا گناہ ہے جیسے کوئی حضور ﷺ پر نازل شدہ باتوں کا انکار کرے تو معلوم ہوا کہ کاہن بلکہ اس کے پاس جانے والے کا ایمان محفوظ نہیں رہتا۔مگر آج ہمارے معاشرے میں کچھ لوگ ایسے ہیں خاص کر عورتیں جو غیر مسلم پنڈتوں سے ہاتھ دیکھاتی ہیں اور اپنی قسمت کے بارے میں ان جھوٹے مکاروں سے پوچھتی ہیں۔اس لئے میرے بھائیو اس گناہ سے خود بھی رکئے اور گھر کی عورتوں کو بھی منع کریں۔

حضرت واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم نور مجسم ﷺ نے فرمایا: مامن رجل یاتی کاھنا فیسألہ الا حجبت منه التوبة اربعین لیلة فان هو اٰمن بما یقول فقد کفر۔(المعجم الکبیر ج۲۲ص۹۴)

ترجمہ: جو شخص کاہن کے پاس آکر اس سے اپنے مستقبل کے بارے میں پوچھتا ہے تو اس چالیس راتوں کے لئے توبہ کی توفیق چھین لی جاتی ہے۔اور کاہن کی باتوں کو صحیح مانے تو کافر ہو جاتا ہے۔(اور کافر کا ٹھکانہ جہنم ہے)

(۸) جادوگر:

آٹھواں مجرم اور گنہگار جو شب براءت رحمت و برکت والی رات میں محروم رہ جاتے ہیں اور جن کی طرف اللہ تعالیٰ رحمت کی نظر نہیں فرماتا ہے وہ جادوگر ہے۔جادو یہ حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔اس کا استعمال، سیکھنا اور سیکھانا بھی حرام ہے اور جو جادو سیکھتا ہے اور سیکھاتا ہے وہ مستحق عذاب نار ہے۔اگر جادو میں کفر کی باتیں ہوں کفریہ منتر ہوں تو کفر بھی جس سے ایمان ختم ہو جاتا ہے۔سحر اور جادو شیطانی عمل ہے جس سے میاں بیوی کے مابین، دوست واحباب کے درمیان جدائی ڈالی جاتی ہے اور ایسا کرنا بھی شریعت کی نظر میں حرام ہے۔تو ایسے شخص کو عام دن تو درکنار شب براءت جیسی مبارک رات میں بھی معاف نہیں کیا جائے گا۔جیسا کہ آپ نے حدیث سماعت فرمایا۔امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تو یہاں تک کہ فرمایا ہے کہ جس شخص کا جادو کرنا اس کے اقرار یا گواہی سے ثابت ہو جائے تو اس کو قتل کر دیا جائے گا اور اس سے توبہ طلب نہیں کی جائے گی۔(ردالمحتار ج۳ص۲۹۶مطبوعہ بیروت)

عن عبد الله بن مسعود قال من اتیٰ کاھنا او ساحرا فصدقه بما یقول فقد کفر بماانزل علیٰ محمد۔(درمنثور ج اص۱۹۴تفسیر سورہ بقرہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کسی کاہن یا جادوگر کے پاس گیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کیا تو اس نے اس کا انکار کیا جو محمد ﷺ پا اتارا گیا ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لیس منا من تطیر او تطیر له او تکهن اوکهن له او سحر او سحر له۔(درمنثور ج اص۱۹۴)

ترجمہ: جس نے بدشگونی کی، یا اس کے لئے بری فال پکڑی گئی، خود کہانت کا دھندا کیا یا اس کے لئے کہانت کا عمل کیا گیا یا جادو کیا یا اس کے لئے جادو کیا گیا وہ ہم سے نہیں ہے۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لا یدخل الجنة مؤمن بسحر و لا دیوث۔(مسند الفردوس ج۵ص۱۰۸)

ترجمہ: جادو پر یقین اور ایمان رکھنے والا شخص جنت اور برائی دیکھ کر نہ روکنے والا شخص جنت میں نہ جائے گا۔

(۹) زانی:

برادران ملت اسلامیہ!

اورنواں شخص جوشب براءت میں بخشانہیں جاتا ہےاورجس پر رحمت الٰہی کی بارشوں کا نزول نہیں ہوتا ہے وہ ہے زانی ۔ جواس رات محروم رہ جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی بارگاہ رحمت سے دوفرما دیتا ہے۔ کیونکہ زنا کبیرہ گناہ ہے اورا تنا گھناؤنا گناہ ہے کہ زنا کرنے والے کوشب براءت میں بھی معاف نہیں فرماتا ہے۔اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اوراس کے پیارے رسول ﷺ نے زنا سے منع فرمایا اوراس گناہ کوحرام قرار دیا۔

اللہ رب العزت ارشادفرماتا ہے:

ولا تقربوا الزنیٰ انه کانه فاحشة و ساء سبیل ا۔(الاسرا۳۲) ترجمہ:اور بدکاری کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک یہ بڑی بے حیائی ہے اور بہت ہی برا راستہ ہے۔

عن ابی ھریرة قال قال رسول الله ﷺ اذا زنی المؤمن خرج منه الا یمان و کان علیه کالظلة فاذا انقلع منها رجع الیه الایمان ۔(درمنثور ج۴ص۳۲۵،شعب الایمان ج۴ص۳۵۲)

ترجمہ:حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مومن زنا کرتا ہےتو اس سے ایمان نکل جاتا ہےاوروہ اس پر چھتری کی طرح ہوتا ہے،جب وہ اس برائی سے دور ہوجاتا ہےتو ایمان اس کی طرف واپس پلٹ آتا ہے۔

اورحضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:الزنا تورث الفقر ۔(درمنثور ج۴ص۲۲۵،ب الایمان ج۴ص۳۶۳) ترجمہ:زنا کی وجہ فقر وتنگدستی اورمحتاجی آتی ہے۔

(۱۰) تصویر کھینچنے اور کھینچوانے والا:

سامعین اہل سنت!

دسواں مجرم اور گنہگار جوشب براءت میں بخشانہیں جاتا اور نہ اس کی طرف اللہ عزوجل رحمت کی نظر فرماتا ہے وہ مجرم اور گنہگار شخص وہ ہے جوتصویر سازی کرتا ہے یعنی تصویر بناتا ہےاور بنواتا ہے۔ جوجاندار کی تصویر کھینچتا اور کھینچواتا ہے۔حضورتو یہ فرماتے ہیں کہ شب براءت میں بھی تصویر کھینچنے اور کھینچوانے والا بخشا نہیں جاتا جب شب براء جیسی عظیم وافضل رات میں اس مجرم کی بخشش نہیں ہوتی اور نہ اس کی طرف رحمت کی نظر کی جاتی ہے۔تو بھلا بتائے دوسرے عام دنوں اور رات میں وہ کس طرح رحمت کا حقدار اور بخشش کا مستحق ہوسکتا ہے۔مگر آج یہ وبا ہمارے معاشرے اور خاص طور پر فیشن والے نوجوانوں میں عام ہو چکی ہے۔اے میرے نوجوان بھائیو اور ساتھیو! جس کام کو اللہ نے حرام قرار دیا،جس کی وجہ سے مغفرت نہیں ہوتی ،رحمت نہیں اترتی بلکہ جس گناہ کے سبب عذاب اور لعنت کی بارش ہوتی ہے اس سے بچئے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اشدا لناس عذابا عند الله المصورون ۔(مسلم ج۲ص۲۰۱،مشکوٰۃ ص۳۸۵) ترجمہ:قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے سخت عذاب تصویر بنانے والے کو ہوگا۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:من صور صورة عذبه الله حتیٰ ینفخ فیها یعنی الروح ولیس بنافخ ۔(ترمذی ج۱ص۳۰۵) ترجمہ:جوتصویر بناتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عذاب میں مبتلا رکھے گا یہاں تک کہ وہ اس میں جان ڈال دے اوروہ اس تصویر میں جان ہرگز نہیں ڈال پائے گا۔(تو اسے عذاب ہوتا رہے گا جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا۔)

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ اقدس پیارے مصطفیٰ ﷺ گھر تشریف لائے تو دیکھا پردہ لٹکا ہوا ہے ،جس میں جاندار کی تصویریں بنی ہوئی ہیں۔جیسے ہی حضور کی نظر اس پردہ پڑی حضور کے چہرۂ مبارک کا رنگ بدل گیا۔حضور ناراض ہوگئے۔اس پردہ کو لیا اور پھاڑ دیا۔حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:من اشد الناس عذابا یوم القیامة الذین یصورن هذه الصور ۔(بخاری ج۲ص۹۰۲)

ترجمہ: قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو اس طرح کی جاندار کی تصویریں بناتے ہیں۔

آخری بات اور ایک نسخہ:

سامعین کرام!

ان دس مجرموں کا تفصیلی بیان آپ سماعت کر چکے ہیں جن کی مغفرت اور بخشش شب براءت جیسی مبارک و عظیم رات میں بھی نہیں ہوتی۔ اس سے بڑھ کر ایک انسان کے لئے بدنصیبی اور کیا ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا موقع عطا فرماتا ہے اور ایسی مبارک ساعت اور رات عطا فرماتا ہے جس میں وہ خصوصی کرم اور برکتوں کی بارش نازل اپنے بندوں کے گناہوں کو دھونے کے لئے فرماتا ہے مگر افسوس کہ بندے ان ساعتوں اور مبارک راتوں کی قدر نہ کر کے محروم رہ جاتے ہیں۔ اب کس رات کا انتظار ہے انہیں توبہ کرنے کے لئے۔ اے پیارے! سنو! گناہ بندوں کی کمزوری اور بیماری ہے مگر اللہ کا شکر ہے کہ اس پاک پروردگار عالم نے ہم گنہگاروں کے اس بیماری کا علاج بھی رکھا ہے اور وہ ہے سچی توبہ اور استغفار۔ چنانچہ

مسیحائے کائنات حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا: الا انبئکم علیٰ دائکم و دوائکم فان داء کم الذنوب و دواء کم الا ستغفار۔ (تنبیہ المغترین، ترغیب و ترہیب ج۲ص۳۰۹، مسند الفردوس ج۱ص۱۳۶)

ترجمہ: کیا میں تمہیں تمہاری بیماری اور تمہاری اس بیماری کا علاج کے بارے میں نہ بتادوں؟ بے شک تمہاری بیماری گناہ ہے اور گناہ جیسی اس بیماری کا علاج بخشش طلب کرنا ہے۔

معلوم ہوا کہ جو بندہ گناہ کر کے اپنے کئے پر شرمندہ ہوا اور آئندہ اس گناہ کے دوبارہ نہ کرنے کا پکا ارادہ کر کے توبہ و استغفار کر لے تو اللہ تعالیٰ اس بندے کے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور اس کو بھی سچی توبہ کرنے کے بعد شب براءت جیسی رحمت و برکت والی رات میں معاف فرمادے گا اور اس کی طرف بھی رحمت و کرم کی نظر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان اللہ یغفر الذنوب۔ (الزمر۵۳) بے شک اللہ گناہوں کو بخش دیتا ہے۔ اور دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: فانہ کان للاوابین غفورا (الاسرا ۲۵) کیونکہ بے شک وہ بہت توبہ کرنے والوں کو بخشنے والا ہے۔

تو اے میرے بھائیو! اور مجرمو! آؤ اس رب کی بارگاہ میں جس کی رحمت اور توبہ کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا، اس کے محبوب اور اس کے پیاروں کا واسطہ دے کر اپنے گناہوں سے صدق دل سے توبہ کیجئے، بخشش کی بھیک مانگئے اور عہد کر لیجئے کہ آئندہ انشاء اللہ پھر گناہ نہیں کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور معافی ملے گی۔

اعلیٰ حضرت سرکار فرماتے ہیں۔

کیوں رضا کڑھتے ہو ہنستے اٹھو☆ جب وہ غفار ہے کیا ہونا ہے

شب براءت کی دعا:

شب براءت میں نہا دھو کر یا اچھی طرح وضو کر کے اچھا لباس پہن کر عبادت کریں، درود پڑھیں، کلمہ، تسبیح و تہلیل کریں اور یہ دعا ضرور پڑھیں جسے حضور نے شب براءت میں اللہ کے حضور سجدہ کی حالت میں کیا تھا ہو سکے تو آپ بھی سجدہ میں ہی یہ دعا کریں۔

☆اللھم سجد لك خیالی و سوادی و اٰمن بك فؤادی فھذہ یدی و ماجنیت بھا علیٰ نفسی یا عظیم یرجی لکل عظیم یا عظیم اغفر الذنب العظیم سجد وجھی للذی خلقه و شق سمعه و بصرہ۔ (درمنثور)

☆اللھم ارزقنی قلبا تقیا من الشر، تقیا لا جافیا و لا شقیا۔ (درمنثور)

وماعلینا الا البلاغ